پاتال کی بلائیں





علیم الحق حقی

وہ پہلا موقع نہیں تھا کہ روفی ولا میں ناشتے کی میز پر کوئی جھگڑا شروع ہوا ہو۔ اس روز صبح سویرے مسٹر روفی کی آنکھ ایک الو کی کریہہ چیخ کی وجہ سے کھلی تھی جو ان کے بھانجے کے کمرے سے آئی تھی۔

''ایک ہفتے میں یہ تیسری بار ہوا ہے'' انہوں نے دہاڑتے ہوئے کہا: ''اگر تم اسے قابو میں نہیں رکھ سکتے تو پھر یہ یہاں نہیں رہے گا''۔

حارب پہلے بھی کئی بار انہیں سمجھانے کی کوشش کر چکا تھا تاہم اس نے پھر کوشش کی۔ ''وہ بہت بور ہو گیا ہے خالو'' اس نے کہا ''دیکھیں نا'' وہ تو اڑنے پھرنے کا عادی ہے اگر چہ رات میں ہی سہی، اسے کچھ دیر کے لئے کھولنے کی اجازت مل جائے تو......''

کیا میں تمہیں احمق نظر آتا ہوں یا میرے سر پر سینگ ہیں۔ روفی خالو پھنکارے۔ تلے ہوئے انڈے کی زردی جو ان کی مونچھوں میں اٹک گئی تھی، زور زور سے ہلنے لگی ''میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے اس الو کو باہر جانے دیا تو کیا ہو گا''۔

ان کے اور مسٹر روفی کے درمیان نگاہوں کا تبادلہ ہوا۔ وہ نگاہیں ایک دوسرے سے متفق تھیں اور ان میں سختی تھی۔

حارب نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن اس کی بات ڈوڈی کی چیخ تلے دب کر رہ گئی۔ ''مجھے اور حلوہ چاہئے''۔

''فرائنگ پین میں موجود ہے میری ننھی سی جان'' شاکیہ خالہ نے اپنے بیٹے کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن ان کی ننھی سی ''جہازی سائز کی جان'' کو دیکھتے ہوئے حارب کے لئے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔ لوگ محبت میں، اور خاص طور پر مائیں کتنی احمق ہو جاتی ہیں......

''جب تک تم یہاں ہو، خوب کھا پی لو۔ یہی موقع ہے'' شاکیہ خالہ مزید کہہ رہی تھیں ''اسکول میں جو کھانا ملتا ہو گا، اس کا میں اندازہ کرتی ہوں تو مجھے گھبراہٹ ہونے لگتی ہے''......

''کیسی بے وقوفی کی بات کر رہی ہو شاکیہ'' خالو روفی نے تیز لہجے میں ان کی بات کاٹ دی۔ ''میں بھی اسی اسکول میں پڑھا ہوں۔ کبھی کھانے کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ ڈوڈی کی طرف مڑے، تمہیں کھانا تو اچھا ملتا ہے؟ ہے نا ڈوڈی؟

ڈوڈی کے جسم کا درمیانی حصہ اتنا پھیلا ہوا ہے کہ کچن کی کرسی کے اطراف سے باہر نکلا رہتا تھا۔
اس نے مسکراتے ہوئے مسٹر روفی کو دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔ پھر اس نے حارب سے کہا: ''ذرا فرائنگ پین میری طرف بڑھادو''۔

''تم جادوئی لفظ ادا کرنا بھول گئے ہو''۔ حارب نے چڑچڑے پن سے کہا۔

اس سادہ اور بے ضرر جملے نے پوری روفی فیملی کو ہلا کر رکھ دیا۔ ڈوڈی کے منہ سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ کرسی سے گر پڑا۔ اس کے گرنے سے پورا کچن لرز گیا۔ مسز روفی کے حلق سے چیخ نکلی اور انہوں نے جلدی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ مسٹر روفی اچھل کر کھڑے ہو گئے ان کی کنپٹی کے قریب ایک نس بری طرح پھڑک رہی تھی۔

''میرا اشارہ لفظ پلیز کی طرف تھا'' حارب نے جلدی سے وضاحت کی۔ ''میرا مطلب یہ ہرگز نہیں......''۔

''میں نے تمہیں کیا سمجھایا تھا'' مسٹر روفی دہاڑے۔ ان کے منہ سے کف اڑ رہا تھا۔ یہ ''ج'' والا لفظ تم ہمارے گھر میں نہیں بولو گے''۔

''لیکن میں......''

''تمہیں جرأت کیسے ہوئی ڈوڈی کو دھمکانے کی'' مسٹر روفی اب میز پر گھونسے برسا رہے تھے۔

''میں صرف......''

میں نے تمہیں خبردار کیا تھا کہ اس چھت کے نیچے تم کوئی ابنارمل بات نہیں کرو گے''۔

حارب کبھی خالو کے اودے چہرے کو دیکھتا تو کبھی خالہ کے زرد چہرے کو' شاکیہ خالہ اپنی گری ہوئی ننھی سی جان کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ''ٹھیک ہے......'' حارب نے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ میں......''۔

خالو روفی بیٹھ گئے ان کی سانسیں کسی تھکے ہوئے گینڈے کی سانسوں کی طرح اکھڑی ہوئی تھیں۔ وہ حارب کو کن انکھیوں سے دیکھ رہے تھے۔

جب سے حارب گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے لئے گھر آیا تھا، ان کے ساتھ خالو روفی کا رویہ ایسا تھا جیسے وہ بم ہو، جس کی پن کھینچی جا چکی ہو اور وہ کسی بھی لمحے پھٹنے والا ہو، ان کے خیال میں وہ کوئی نارمل لڑکا نہیں تھا بلکہ وہ آخری حد تک ابنارمل تھا۔

جتنا روفی فیملی حارب کی اپنے گھر موجودگی سے ناخوش تھی اتنا ہی ناخوش حارب بھی تھا کہ وہ ان کے ساتھ رہ رہا ہے لیکن وہ مجبور تھا۔

حارب کو سحر کدہ ہر وقت یاد آتا تھا......اور شدت سے یاد آتا تھا۔ وہ عظیم الشان قلعہ، اس کی خفیہ راہداریاں، اس کے بھوت، وہاں ہونے والی پڑھائی، خطوط لانے والے الو، وہ بڑا ہال اور وہاں کا کھانا،

اس کا اپنا بیڈ اور غسام جس کا کالج ممنوعہ جنگل کے کنارے پر بنا تھا اور سب سے بڑھ کر ہوائی بال کا کھیل......۔

روفی خالو نے اس کے گھر پہنچتے ہی اس کی منتروں کی کتابیں، اس کی جادو کی چھڑی، لبادے، کڑاہی، اور اس کی نمبسی 2000 اڑن جھاڑو زینے کے نیچے والی کوٹھری میں لاک کر دی تھیں۔ حارب کو یہ فکر تھی کہ وہ یہاں گرما کی چھٹیوں میں پریکٹس نہیں کر سکے گا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں وہ ٹیم میں اپنی جگہ کھو بیٹھے۔ لیکن روفی فیملی کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ انہیں اس سے بھی غرض نہیں تھی کہ وہ چھٹیوں کا ہوم ورک نہیں کر پائے گا۔ وہ لوگ بدترین دھرپٹ تھے، اپنے درمیان اپنے ایک رشتہ دار کی موجودگی جو کہ جادوگر تھا، ان کے لئے باعث شرم تھی۔

روفی خالو نے حارب کے الو برفیل کو پنجرے میں قید کر دیا تھا۔ انہوں نے پنجرے میں پیڈ لاک لگا دیا تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ الو کے ذریعے حارب کا جادوگر برادری سے رابطہ ہو اور خطوط کا تبادلہ ہو۔

حارب ہر زاویے سے اپنے ان رشتے داروں سے مختلف تھا۔ روفی خالو لحیم شحیم گردن سے محروم آدمی تھے جن کی بہت بڑی گھنی مونچھیں تھیں، ڈوڈی جسامت میں ان پر ہی گیا تھا۔ شاکیہ خالہ دبلی پتلی تھیں، ان کی صورت گھوڑے سے مشابہ تھی جبکہ حارب دبلا پتلا اور چھوٹا تھا، اس کی آنکھیں چمک دار سبز تھیں۔ بال سیاہ تھے اور الجھے بکھرے ہوئے رہتے تھے۔ وہ گول شیشوں والی عینک لگاتا تھا، اس کی پیشانی پر پتلا سا زخم کا نشان تھا جو کڑکتی لہراتی آسمانی بجلی کی شکل کا تھا۔

وہ نشان ہی تھا جو حارب کو غیر معمولی بناتا تھا، وہ حارب کے پراسرار ماضی سے تعلق رکھتا تھا اسی لیے تو گیارہ سال پہلے پراسرار حالات میں اسے روفی فیملی کی چوکھٹ پر لا کر چھوڑ دیا گیا تھا۔

نجانے کس طرح، مگر ایک سال کی عمر میں حارب کالے جادو کے ماہر ترین طاقت ور جادوگر شرگیس کے بدترین اور مہلک جادو سے بچ گیا تھا۔ شرگیس وہ جادوگر تھا جس سے دنیائے جادوگری کے تمام لوگ اس حد تک ڈرتے تھے کہ اس کا نام ہی زبان پر نہیں لاتے تھے بلکہ اسے نام چپ کہہ کر پکارتے تھے۔

شرگیس کے اس حملے میں حارب کے ماں باپ مارے گئے تھے مگر حارب بچ گیا تھا بس اس کی پیشانی پر وہ زخم لگا تھا جس کا نہ مٹنے والا نشان اب بھی موجود تھا اور شرگیس نہ صرف حارب کو ختم کرنے میں ناکام ہوا تھا بلکہ اپنی تمام طاقتیں کھو بیٹھا تھا، صرف طاقتیں ہی نہیں اپنا جسم بھی۔

یوں حارب کا اپنی خالہ کے سوا دنیا میں کوئی ہی نہیں رہا تھا شاکیہ خالہ اس کی ماں کی سگی بہن تھیں۔

حارب نے روفی ولا میں اپنی زندگی کے دس سال عالم بے خبری میں گزارے تھے اس سے خود بخود عجیب باتیں سرزد ہو جاتی تھیں۔ کیوں؟ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اسے تو یہی بتایا گیا تھا کہ اس کے ماں باپ ایک کار کے حادثے میں ہلاک ہوئے۔ وہ بچ گیا، پیشانی پر زخم کا نشان اس حادثے کی یادگار ہے۔

پھر ایک سال پہلے جادوگری کے بہترین اسکول سحر کدہ سے اس کو داخلے کا دعوت نامہ ملا، تب اس پر

یہ اسرار کھلے۔ حارب سحر کدہ چلا گیا۔ وہاں پیشانی کے اس نشان کے حوالے سے وہ بہت مقبول تھا۔ اب اسکول میں گرمیوں کی چھٹیاں تھیں اور وہ چھٹیاں گزارنے کے لئے روفی ولا واپس آیا تھا۔ یہاں اس کے ساتھ ایک بدبودار کتے کا سا برتاؤ کیا جا رہا تھا۔

روفی فیملی میں کسی کو یاد بھی نہیں تھا کہ آج حارب کا برتھ ڈے ہے...... بارہواں جنم دن۔ حارب کو ان لوگوں سے کوئی امید بھی نہیں تھی۔ انہوں نے کبھی اسے کوئی ڈھنگ کا تحفہ نہیں دیا تھا۔ کیک منگوانا تو بہت دور کی بات تھی، وہ اسے نظر انداز کرتے تھے......

خالو روفی نے کھنکھار کر گلا صاف کیا اور بولے ''ہم سب جانتے ہیں کہ آج ایک اہم دن ہے......''

حارب کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کیا اسے واقعی اہمیت دی جا رہی ہے......؟

''یہ تو وہ دن ہے کہ میں اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور اہم ترین کاروباری معاہدہ کر سکتا ہوں۔ یہ ہو گیا تو میرا کیریئر کہیں کا کہیں پہنچ جائے گا''۔

حارب پھر اپنے ٹوسٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مجھے کسی خوش فہمی کو اپنے دل میں جگہ نہیں دینی چاہئے۔ اس نے تلخی سے سوچا۔

اب روفی خالو اس مجوزہ ڈنر پارٹی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

پندرہ دن سے گھر میں اس ڈنر پارٹی کے بارے میں بات ہوتی رہی تھی۔ وہ ایک مستقل موضوع گفتگو بن گیا تھا وہ ایک دولت مند بلڈر تھا، جو اپنی بیوی کے ساتھ روفی ولا میں ڈنر پر آنے والا تھا۔ روفی خالو کو امید تھی کہ وہ ان کی ڈرل کمپنی کو بہت بڑی تعداد میں ڈرلز کا آرڈر دے سکتا ہے۔

''میرا خیال ہے، ہم ایک بار اور دہرا لیں کہ کیا ہونا ہے اور کیسے ہونا ہے'' خالو نے کہا۔ یہ سب کچھ ہر روز دہرایا جاتا تھا اور حارب کو زبانی یاد ہو چکا تھا''۔ ''آٹھ بجے ہم سب اپنی اپنی طے شدہ پوزیشن پر ہوں گے۔ شاکیہ، تم......''

''میں لاؤنج میں ہوں گی'' شاکیہ خالہ نے بے حد مستعدی سے کہا ''انہیں باوقار انداز میں ریسیو کرنے کے لئے تیار''۔

''گڈو یری گڈ اور ڈوڈی تم''؟

''میں دروازہ کھولنے کا منتظر ہوں گا'' ڈوڈی نے ہونٹوں پر ایک وسیع وعریض مصنوعی مسکراہٹ سجائی۔ وہ اچھا خاصا مسخرا لگ رہا تھا۔ ''لائیے...... میں آپ کے کوٹ لٹکا دوں مسٹر اور مسز حسین'' اس نے لچک لچک کر خوش اخلاقی سے بولنے کا مظاہرہ کر کے دکھایا۔

''یہ ادا دیکھ کر وہ تم پر فدا ہو جائیں گے میری ننھی سی جان'' شاکیہ خالہ فرط مسرت سے بے حال ہو کر چلائیں۔

''شاندار ڈوڈی، بہت شاندار'' روفی خالو نے بیٹے کو داد دی۔ پھر وہ حارب کی طرف مڑے ''اور تم''؟

''میں اپنے بیڈ روم میں ہوں گا اور کوئی آواز نہ ہونے دوں گا۔ مجھے یہ ظاہر کرنا ہو گا جیسے کہ میں ہوں ہی نہیں'' حارب نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

''بالکل درست'' روفی خالو نے بدمزگی سے کہا۔ میں انہیں لاؤنج میں لاؤں گا، تم سے انہیں متعارف کراؤں گا۔ شاکیہ پھر تم ان سے ڈرنکس کے بارے میں پوچھنا، آٹھ بج کر پندرہ منٹ پر......''

''میں ڈنر کا اعلان کروں گی''

''اور ڈوڈی، تم کہو گے......''

''آیئے مسز حسین، میں آپ کو ڈرائنگ روم لے چلوں'' ڈوڈی نے پھر لچکنے کی اداکاری کی۔ اس نے اپنا ران جیسا ہاتھ خیالی مسز حسین کی طرف بڑھایا۔

''میری ننھی سی جان...... پرفیکٹ جینٹل مین'' شاکیہ خالہ نہال ہو گئیں۔

''اور تم؟'' روفی خالو پھر حارب کی طرف مڑے، ان کا لہجہ تند تھا۔

''میں اپنے بیڈ روم میں ہوں گا اور کوئی آواز نہ ہونے دوں گا۔ مجھے یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ جیسے میں ہوں ہی نہیں''

''بالکل درست اور شاکیہ، اب ہمیں کھانے کی میز پر ان کے لئے کچھ تعریفی جملے سوچنے ہوں گے، کچھ سوجھ رہا ہے تمہیں''؟

''روفی بتا رہے تھے کہ آپ گولف بہت اچھا کھیلتے ہیں مسٹر حسین۔ مسز حسین یہ نیا ڈریس آپ نے کہاں سے خریدا......؟''

''بہت خوب ڈوڈی تم نے کیا سوچا ہے؟''

''یہ کیسا رہے گا پاپا'' ڈوڈی نے کہا اور پھر ہل ہل کر مظاہرہ کیا۔ ''مسٹر حسین ہماری کلاس میں ایک مضمون لکھنے کو دیا گیا تھا 'میرا ہیرو' میں نے وہ مضمون آپ پر لکھا۔ ٹیچر نے ویری گڈ دیا، وہ بھی آپ سے بہت متاثر ہوئیں''۔

بیٹے کی تخلیقی صلاحیت سے شاکیہ خالہ اتنی متاثر ہوئیں کہ ان کی آنکھیں بھر آئیں اور انہوں نے ڈوڈی کو لپٹا لیا۔ حارب بھی کم متاثر نہیں ہوا تھا مگر اس نے جلدی سے کوئی گری ہوئی چیز ڈھونڈنے کے بہانے سر میز کے نیچے کر لیا تا کہ وہ لوگ اسے ہنستے ہوئے نہ دیکھ پائیں اور اس وقت ہنسی روکنا اس کے بس میں نہیں تھا۔

''اور تم لڑکے؟''

حارب نے سر میز کے اوپر ابھارا اور کوشش کی کہ اب ہنسی نہ آئے۔ ''میں اپنا بیڈ روم......'' اس نے رٹا ہوا جملہ دہرا دیا۔

''بالکل ٹھیک۔تم جیسے ہو،ہی نہیں'' خالوروفی نے پرزورانداز میں کہا''وہ لوگ تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور میں چاہتا بھی نہیں کہ کچھ جانیں۔ہاں شاکیہ،ڈنر کے بعدتم مسزحسین کوکافی کے لئے لاؤنج میں لے جانا۔تب میں مسٹرحسین کے سامنے ڈرلز کا معاملہ اٹھاؤں گا،قسمت نے ساتھ دیا تو دس بجے والی خبروں سے پہلے معاہدے پردستخط ہو چکے ہوں گے اورکل اسی وقت ہم شاپنگ کررہے ہوں گے''۔

حارب کے جسم میں کوئی سنسنی نہیں دوڑی۔وہ جانتا تاکہ شاپنگ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔

''بس ٹھیک ہے میں اپنے اورڈوڈی کے لئے ڈنر جیکٹ خریدنے کے لئے جارہاہوں اورتم......'' خالوروفی نے حارب کی طرف انگلی لہراتے ہوئے کہا۔''تمہاری خالہ صفائی میں مصروف ہوں گی تم دور ہی رہنا،ان کے لئے رکاوٹ نہ بننا''۔

حارب کاایسا کوئی ارادہ تھاہی نہیں......وہ عقبی دروازہ سے نکل آیا۔

وہ ایک روشن اورخوش گواردن تھا۔اس نے لان عبورکیااورایک بینچ پرڈھیر ہوگیا۔وہ دھیمی آواز میں گنگنا رہا تھا......ہیپی برتھ ڈے ٹومی۔ہیپی برتھ ڈے ٹومی۔

نہ کوئی وش،نہ کارڈ،نہ تحفہ،اس نے سوچا یہ دن میں ایسے گزاروں گا جیسے کہ یہ آیا ہی نہیں ہے۔وہ یونہی جنگلے کوگھوررہا تھا تنہائی کا اتنی شدت سے احساس اسے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔اب جبکہ وہ سحرکدہ میں ایک سال گزارآیا تھا۔وہاں ہوائی بال کھیلتا رہا تھا۔زندگی میں پہلی بار رامس اورمینا کی شکل میں اسے دوست میسرآئے تھے تو روفی ولا میں تنہائی کا احساس بھی فطری تھا۔لیکن ایسا لگتا تھا کہ رامس اورمینا کو وہ یاد بھی نہیں ہے۔اتنے دن ہوگئے ہیں ان میں سے کسی نے اسے دولفظ بھی نہیں لکھے،حالانکہ اس نے تو کہا تھا کہ وہ اسے اپنے گھرضرور بلائے گا۔

ان دنوں میں بارہا ایسا ہوا تھا کہ حارب جادو کے ذریعے برفیل کے پنجرے کا تالا کھولنا چاہتا تھا تاکہ رامس اورمینا کوخط بھیج سکے لیکن وہ یہ خطرہ مول نہ لے سکا۔اسکول کے باہرانہیں جادوکرنے کی اجازت نہیں تھی،بلکہ سختی سے ممانعت کی گئی تھی۔حارب نے یہ بات روفی فیملی سے چھپائی تھی۔وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اسی ایک امکان سے توخوف زدہ ہیں۔یہ خوف نہ رہا تو وہ اس کا جینا دوبھرکردیں گے۔صرف اسی خوف سے انہوں نے اسے زینے کے نیچے والی کوٹھری میں بندنہیں کیا ہے۔ابتدائی دنوں میں تو یہ صورت حال تھی کہ ڈوڈی جارحانہ موڈ میں نظرآتا تو وہ انٹ شنٹ الفاظ بڑبڑانے لگتا اورڈوڈی گھبرا کر کمرے سے بھاگ جاتا۔

لیکن اب رامس اورمینا سے رابطہ نہ ہونے کے نیچے میں حارب خودکوجادوکی دنیا سے کٹا ہوامحسوس کررہا تھا۔اب اسے ڈوڈی کوڈرانے میں ہی کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی،اس وقت وہ دکھی ہورہا تھا کہ رامس اورمینا کواس کا برتھ ڈے بھی یاد نہیں رہا۔

اب توسحرکدے میں گزراہواوقت اسے حقیقی نہیں لگتا تھاوہ سنجیدگی سے سوچتا......کہیں وہ کوئی خوب صورت خواب تونہیں تھا۔

ایسا ہی نہیں کہ سحرکدے میں اس کا پوراسال بہت اچھا گزراہو۔آخرمیں تواس کاٹکراؤ خودشرگیس سے ہوا تھا......اوروہ بھی آمنے سامنے،شرگیس اپنا جسم کھوبیٹھا تھا۔اس کے باوجوداس کوخوفناکی اور عیاری دہشت زدہ کردینے والی تھی اوروہ اپنی کھوئی ہوئی قوتیں دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کررہا تھا۔حارب دوسری باربھی اس کے پنجوں سے نکل گیا تھا مگراس باروہ بال بال بچا تھا اوراب کئی ہفتے گزرجانے کے باوجودکسی رات وہ دیرتک جاگتا رہتا،خوف سے اس کے پسینے چھوٹ جاتے،وہ سوچتا،اس وقت شرگیس کہاں ہوگا اورشرگیس کاڈراؤنا چہرہ اس کی خوفناک آنکھیں جیتی جاگتی نظرآتیں۔

وہ اچانک بنچ پرسیدھا ہوکربیٹھ گیا وہ غائب دماغی کی حالت میں باڑھ کوتک رہا تھا اچانک اسے احساس ہوا کہ جواباً باڑھ بھی اسے تک رہی ہے۔پتوں کے درمیان دوبڑی بڑی سبزآنکھیں صاف نظر آرہی تھیں۔

وہ اچھل کرکھڑا ہوا،اسی لمحے ایک آوازآئی......مضحکہ اڑاتی ہوئی آواز......

''میں جانتا ہوں،یہ کون سادن ہے''ڈوڈی اس کی طرف آرہا تھا۔

باڑھ میں چھپی بڑی بڑی آنکھیں غائب ہوگئی۔

''کیا؟کون سادن'' حارب نے باڑھ سے نظریں ہٹائے بغیرکہا،لیکن آنکھیں غائب ہوچکی تھیں۔

''میں جانتا ہوں تمہارے لئے یہ بڑااہم دن ہے''ڈوڈی نے زہریلے لہجے میں کہا وہ اب قریب آگیا تھا۔

''بہت خوب توبالآخرتمہیں دنوں کی تمیزآگئی کہ کب کون سادن ہوتا ہے'' حارب نے چڑچڑے پن سے کہا۔

''آج تمہارابرتھ ڈے ہے''ڈوڈی نے کہا''لیکن کسی نے کارڈنہیں بھیجا،کیا وہاں بھی تمہارا کوئی دوست نہیں ہے''؟

''تمہاری ممی نے تمہیں میرے اسکول کے متعلق بات کرتے سن لیا توتمہاراحشرکردیں گی''۔

ڈوڈی نے اپنی پینٹ کواوپرکرنے کی کوشش کی جوپھسلتے رہنے کی عادی تھی''یہ تم باڑھ میں کیا گھور رہے ہو؟''اس نے مشتبہ لہجے میں پوچھا۔

''سوچ رہا ہوں کہ اس میں آگ لگانے کے لئے کون سامنترمناسب رہے گا''۔

ڈوڈی لڑکھڑاتا ہوادوقدم پیچھے ہٹا،اس کے چہرے پرخوف کا تاثر بھرا ہوا تھا،''اے......اے...... ایسامت کرو۔پاپانے تمہیں منع کیا ہے وہ......وہ تمہیں گھرسے نکال دیں گے،پھرتم کہاں جاؤ گے،تمہارا توکوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے،کوئی دوست بھی نہیں جوتمہیں پناہ دے......

حارب نے زور زور سے بے معنی لفظ بولنے شروع کیے......اونگا بونگا......کالی چڑ......

''مم......مم......ممی......'' ڈوڈی نے بمشکل کہا۔ پھر وہ پلٹ کر بھاگا اس کی پینٹ کمر سے پھسلی جارہی تھی۔ ''مم......ممی آپ کو پتا ہے وہ کیا کررہا ہے، میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ پاپا نے منع کیا ہے۔نا''

حارب ہنسنے لگا۔ روفی خالو نے لفظ جادو کو پورے گھر کے لئے ممنوع قرار دے رکھا تھا۔

لیکن حارب کو اس تفریح کی بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ کیونکہ نہ ڈوڈی کا کچھ بگڑا نہ باڑھ کا۔ شاکیہ خالہ جانتی تھیں کہ انہوں نے کوئی جادو وادو نہیں کیا لیکن انہوں نے اس کے سر پر فرائنگ پین مارنے شروع کئے۔ اس سے تو خود کو بچانا ضروری تھا، اس کے نتیجے میں جو کراکری ٹوٹی، وہ اس کے کالے جادو کے کھاتے میں آگئی۔ پھر انہوں نے اسے کام پکڑا دیا اور یہ فیصلہ بھی سنا دیا کہ کام پورا کرنے سے پہلے کھانا نہیں ملے گا۔

تو جس دوران ٹی وی دیکھتا رہا اور آئس کریم کھاتا رہا، وہ کھڑکیوں کی صفائی میں لگا رہا۔ پھر اس نے کار کی دھلائی کی۔ اس کے بعد لان میں گیا اس کی کٹائی کی، پودوں کو پانی دیا، گارڈن کی بنچوں پر رنگ کیا، دھوپ بہت تیز تھی اور گرمی بہت شدید۔ وہ پسینے میں نہا گیا اسے احساس تھا کہ ڈوڈی اسے اکسا رہا تھا اور غلطی اس کی تھی کہ اس نے چند لمحوں کی خوشی کے لئے خود کو مصیبت میں پھنسایا۔ لیکن ڈوڈی نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا، کیا واقعی اس کا کوئی دوست نہیں......؟

''کاش وہ اس وقت مشہور و مقبول حارب چرخی کو اس حال میں دیکھتے'' حارب نے غصے سے سوچا۔ وہ اس وقت پودوں میں کھاد ڈال رہا تھا اور اس کی کمر بری طرح دکھ رہی تھی۔ چہرے سے پسینہ دھاروں بہہ رہا تھا۔

شام ساڑھے سات بجے تک اس کا حال تباہ ہو گیا، تب کہیں شاکیہ خالہ نے اسے پکارا، ''یہاں آؤ کچن میں کچھ کام ہے''۔

اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اندر کام کرنے کا موقع ملا۔ گرمی سے کچھ تو نجات ملے گی۔

وہاں دعوت کی تیاری مکمل تھی، فریج کے اوپر پڈنگ رکھی تھی اور بھی نعمتیں تھیں۔ اوون میں روسٹ تیار ہو رہا تھا۔

شاکیہ خالہ نے اس کے سامنے کھانا رکھ دیا ''جلدی جلدی کھاؤ، مسٹر حسین آنے ہی والے ہوں گے''۔

اسے دو سلائس اور چھوٹا سا پنیر کا ٹکڑا کھانے کو ملا تھا۔

کھانا کھاتے ہی خالہ نے اسے اوپری منزل کی طرف دھکیل دیا۔ نشست گاہ سے گزرتے ہوئے اس نے دیکھا، خالو روفی اور ڈوڈی نئی ڈنر جیکٹ پہن کر تیار ہو چکے تھے، دونوں نے نکٹائی لگا رکھی تھی۔

وہ اوپر پہنچا ہی تھا کہ نیچے اطلاع گھنٹی بجی۔ اس کے ساتھ ہی سیڑھیوں کے نیچے روفی خالو کا چہرہ نظر آیا ''یاد رکھنا لڑکے......کوئی آواز ہوئی تو......''

حارب دبے قدموں اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور بستر پر ڈھیر ہونے کے ارادے سے مڑا......

مگر وہ یہ بھی نہ کرسکا کیونکہ بیڈ پر پہلے ہی کوئی موجود تھا۔

☆......☆......☆......☆

بڑی مشکل سے حارب نے خود کو چیخنے سے باز رکھا، بلکہ اسے خود حیرت ہوئی کہ وہ چیخا نہیں۔

وہ چھوٹی سی مخلوق......ایک عجیب ہئیت کا بونا تھا۔ چمگادڑ کی طرح بڑے بڑے کان، سبز رنگ کی، ٹینس کی گیند جتنی بڑی بڑی آنکھیں۔ حارب کی سمجھ میں آگیا کہ باڑھ میں وہ ہی چھپا ہوا تھا۔ اس نے اسی کی آنکھیں دیکھی تھیں۔

وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے، نیچے ہال سے ڈوڈی کی آواز سنائی دی ''لایئے مسٹر اور مسز حسین میں آپ کے کوٹ لٹکا دوں''

بونا نیچے اترا اور احتراماً جھکا......اس حد تک کہ اس کی پتلی لمبی ناک قالین کو تقریباً چھونے لگی۔ وہ ایک پرانا تکیے کا غلاف پہنے ہوئے تھا جس میں بازو اور ٹانگوں کے لئے سوراخ کئے گئے ہیں۔

''ہے......ہیلو......'' حارب نے کہا وہ نروس ہو جارہا تھا۔

''حارب چرخی'' بونے نے کہا، اس کی آواز بلند چیختی ہوئی تھی۔ حارب کو ڈر تھا کہ اس کی آواز نیچے تک جارہی ہوگی۔ ''ڈوبی کب سے آپ سے ملاقات کی آرزو کررہا تھا جناب یہ بہت بڑا اعزاز ہے......''

''ش ش......شکریہ'' حارب بیڈ کے بجائے کرسی پر بیٹھ گیا۔ برابر ہی برفیل کا پنجرہ رکھا تھا، برفیل سو رہا تھا۔ حارب بونے سے پوچھنا چاہتا تھا کہ تم کیا بلا ہو لیکن اس طرح بونے کی توہین کا ڈر تھا چنانچہ اس نے پوچھا ''تم کون ہو؟''

''میں ڈوبی ہوں عالی مرتبت۔ گھریلو ملازم بونا ڈوبی'' بونے نے کہا۔

''اچھا......ہوں......سنو، برا نا ماننا مگر سچ یہ ہے کہ میرے لئے یہ اس وقت مناسب نہیں کہ میں کسی گھریلو ملازم بونے کو اپنے کمرے میں انٹر کروں''

نیچے سے شاکیہ خالہ کی مصنوعی ہنسی کی بلند آواز سنائی دی۔

حارب کی بات سن کر بونے کا منہ لٹک گیا۔

''تو یہ بات نہیں کہ تم سے مل کر مجھے خوشی نہیں ہوئی'' حارب نے جلدی سے کہا ''مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہاری آمد کا سبب کیا ہے''؟

''عالی مقام میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ...... بہت مشکل ہے جناب...... ڈوبی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کہاں سے بات شروع کرے......''

''بیٹھ جاؤ'' حارب نے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بونا ڈوبی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا...... بلند آواز میں۔ حارب کے تو ہوش اڑ گئے۔ ''ب...... بیٹھ...... بیٹھنے کو کہا'' ایسا تو کبھی نہیں ہوا ڈوبی کے ساتھ......'' وہ چلایا۔

حارب کو لگا کہ نیچے ہونے والی گفتگو قدرے لڑکھڑائی ہے، شاید ڈوبی کی آواز نیچے پہنچی ہوگی۔ ''سنو مجھے افسوس ہے'' اس نے سرگوشی میں کہا'' میرا مطلب تمہاری توہین کرنا ہرگز نہیں تھا''۔

''ڈو...... ڈوبی کو توہین'' ڈوبی کو جیسے پھندا لگ گیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں عالی مرتبت۔ توہین تو اس کی ہوتی ہے جس کی کوئی عزت ہو۔ ڈوبی سے کبھی کسی جادوگر نے بیٹھنے کو نہیں کہا...... کبھی نہیں۔ ڈوبی کو برابر کا درجہ کسی نے نہیں دیا...... کبھی نہیں''۔

حارب عجیب مشکل میں تھا، اسے چپ کرانے کی کوشش کرتا اور اسے توہین کا احساس ہوتا تو اور بڑی مصیبت ہوتی اس نے ڈوبی کو بیڈ پر بٹھا دیا۔ ڈوبی کو اب بھی پھندے لگ رہے تھے وہ ایک بڑا اور بہت بدشکل گڈا لگ رہا تھا۔

بہرکیف جیسے تیسے ڈوبی نے خود پر قابو پایا، اب اس کی بڑی بڑی آنکھیں حارب کو تک رہی تھیں، اور ان نظروں میں پرستش تھی......

''میرا خیال ہے تم زیادہ خوش گوار جادوگروں سے نہیں ملے ہوگے'' حارب نے اسے خوش کرنے کی کوشش کی۔

ڈوبی نے نفی میں سر ہلایا مگر بالکل اچانک ہی وہ اچھلا اور کھڑکی سے سر ٹکرانے لگا۔ ساتھ ہی وہ کہے جا رہا تھا...... ڈوبی بہت برا ہے/ بہت گندا ہے ڈوبی......'' ارے...... ارے...... یہ تم کیا کر رہے ہو'' حارب نے پھٹکار کر کہا۔ پھر وہ لپکا اور ڈوبی کو کھینچ کر دوبارہ بیڈ پر بٹھا دیا۔ ڈوبی کے ہنگامے نے بر فیل کو جگا دیا تھا، وہ زوردار آواز میں چلایا اور پھر زور زور سے پر پھڑپھڑانے لگا۔ پنجرے سے پروں کے ٹکرانے کی آواز ہی کافی بلند تھی۔

''ڈوبی خود کو سزا دے رہا تھا جناب'' بونے کہا'' ڈوبی نے اپنی فیملی کے بارے میں تقریباً بری بات کی تھی عالی مقام''

''تمہاری فیملی''؟

''جادوگر فیملی، جس کا ڈوبی ملازم ہے سر۔ ڈوبی گھریلو ملازم ہے ساری زندگی ایک گھر، ایک گھرانے کی خدمت کا پابند''

''انہیں معلوم ہے کہ تم یہاں ہو؟'' حارب نے متجسس انداز میں پوچھا۔

ڈوبی پر لرزہ چڑھ گیا۔ نہیں جناب...... نہیں عالی مقام اور ڈوبی کو آپ سے ملاقات کے لئے اس طرح آنے پر خود کو بدترین سزا دینی ہوگی۔ ڈوبی کو اپنے کان اوون کے دروازے میں بند کرنے ہوں گے، اگر انہیں پتا چل گیا تو......؟

''مگر تمہارے کان جلیں گے تو انہیں پتہ نہیں چلے گا''؟ حارب کے لہجے میں تشویش تھی۔

''نہیں جناب ڈوبی ہمیشہ خود کو کسی نہ کسی بات پر سزا دیتا رہتا ہے، یہ ڈوبی کا معمول ہے اس پر کوئی توجہ نہیں دیتا عالی مرتبت۔ بلکہ کبھی کبھی تو وہ خود مجھے اضافی سزا کے بارے میں یاد دلاتے ہیں......''

''لیکن تم انہیں چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ فرار کیوں نہیں ہو جاتے؟''۔

''گھریلو ملازم بونا خود سے آزاد نہیں ہو سکتا جناب اور فیملی کبھی ڈوبی کو خود آزاد نہیں کرے گی۔ بس یہ ڈوبی کی تقدیر ہے عالی مرتبت، جب تک ڈوبی زندہ ہے، ان لوگوں کی خدمت کرتا رہے گا......''

حارب اسے گھورتا رہا۔

''اور میں سمجھ رہا تھا کہ یہاں جو میں چار ہفتے گزار رہا ہوں تو یہ دنیا کی سب سے سخت سزا ہے'' وہ بڑبڑایا'' تمہارے آقاؤں کے مقابلے میں تو میری فیملی اچھے انسانوں کی لگنے لگی ہے سنو ڈوبی: کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا؟ میں کس طرح تمہاری مدد کر سکتا ہوں؟

یہ کہتے ہی حارب پچھتانے لگا۔ کاش اس کے منہ سے یہ بات نہ نکلی ہوتی کیونکہ اب ڈوبی کی شکر گزاری کی چیخوں سے کمرا لرز رہا تھا۔

''پلیز'' حارب نے سرگوشی میں کہا'' خدا کے لئے چپ ہو جاؤ اگر خالو، خالہ یا ڈوڈی نے تمہاری آواز سن لی یا انہیں یہاں تمہاری موجودگی کا پتا چل گیا تو تم نہیں جانتے کہ میرا کیا......''

''حارب نے ڈوبی کو مدد کی پیشکش کی۔ ڈوبی نے آپ کی عظمت کے متعلق سنا تھا عالی جناب! مگر آپ کا اچھا پن...... ڈوبی نے سوچا بھی نہیں تھا...... اب حارب کا چہرہ شرمندگی سے تمتما رہا تھا۔ اتنی تعریف اُس نے منہ پر کبھی نہیں سنی تھی۔ میری عظمت کے متعلق تم نے جو کچھ سنا ہے وہ خرافات ہے، میں نے تو اپنے پہلے تعلیمی سال میں اپنی کلاس میں ٹاپ بھی نہیں کیا۔ ہاں مینا ہے جو......'' کہتے کہتے رک گیا۔ مینا کا خیال بھی اس کے لئے تکلیف دہ ہو رہا تھا۔

''حارب چرخی سادہ طبیعت بھی ہے اور شکر المزاج بھی'' ڈوبی کی آنکھ میں اب پرستش چمک رہی تھی'' حارب چرخی نام چپ پر اپنی فتح کی بات ہی نہیں کرتا''۔

''شرگیس!''

ڈوبی نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لئے اور گڑگڑایا'' اس کا نام نہ لیں عالی مرتبت، اس کا نام نہ لیں''۔

''سوری حارب نے جلدی سے کہا میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ اس کے نام سے گھبراتے ہیں میرا دوست رامس......'' وہ پھر رک گیا۔ رامس کا نام بھی تنہائی کے زخم کو ہرا کر رہا تھا۔

ڈوبی کی آنکھیں اور بڑی روشن نظر آرہی تھیں ''ڈوبی نے سنا ہے کہ ابھی چند ہفتے پہلے حارب چرخی کا مقابلہ پھر نام چپ سے ہوا تھا اور حارب چرخی ایک بار پھر بچ نکلا''۔

حارب نے اثبات میں سر ہلایا۔

ڈوبی کی آنکھوں میں اچانک آنسو چمکنے لگے۔ ''آہ جناب'' اس نے غلاف کے کونے سے جو وہ پہنے ہوئے تھا اپنی آنکھیں پونچھیں ''حارب چرخی بہت جرات مند اور بہادر ہے۔ وہ اب تک بے شمار خطرات کا سامنا کر چکا ہے لیکن ڈوبی اسے خبردار کرنے آیا ہے کیونکہ ڈوبی کو اس کے تحفظ کی فکر ہے چاہے بعد میں اسے اوون میں اپنے کان ڈالنے پڑیں لیکن وہ ضرور بتائے گا کہ حارب چرخی کو اب سحر کدہ نہیں جانا چاہئے''۔

کمرے میں خاموشی تھی، صرف نیچے چمچوں، کانٹوں اور برتنوں کے کھٹکنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

''کیا...... کیا کہا تم نے؟'' حارب کی زبان لڑکھڑا گئی لیکن مجھے جانا ہے یکم ستمبر سے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوگا۔ میں تو مجبور زار کا ہوا ہوں۔ تم نہیں جانتے کہ یہاں رہنا کتنا تکلیف دہ ہے میں یہاں کا نہیں ہوں، یہاں کے لئے نہیں ہوں، میں تمہاری دنیا سے تعلق رکھتا ہوں، میری دنیا سحر کدہ ہے''۔

''نہیں...... نہیں...... نہیں'' ڈوبی چلایا۔ وہ اتنی شدت سے نفی میں سر ہلا رہا تھا کہ اس کے کان پر شور انداز میں پھڑ پھڑا رہے تھے حارب چرخی کو وہاں رہنا چاہئے جہاں وہ محفوظ ہو۔ وہ عظیم ہے اور بہت اچھا ہے اسے کھویا نہیں جا سکتا۔ اگر حارب چرخی سحر کدہ جائے گا تو وہاں اس کی جان کو یقیناً خطرہ ہے''۔

''کیوں؟'' حارب کے لہجے میں حیرت تھی۔

''حارب چرخی کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ اس سال سحر کدہ میں خوفناک واقعات رونما ہوں گے۔ اس کے لئے بھیانک منصوبہ بنایا گیا ہے'' ڈوبی نے سرگوشی میں کہا اس کا پورا جسم لرز رہا تھا، ڈوبی کو کئی ماہ سے یہ بات معلوم ہے حارب چرخی کو خود کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہئے وہ بہت اہم ہے''۔

''کیسے خوفناک واقعات''؟ حارب نے پوچھا ''اور یہ منصوبہ کون بنا رہا ہے؟''

ڈوبی کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی اور اگلے ہی لمحے وہ دیوار سے سر ٹکرانے لگا۔

''بس کرو'' حارب نے بمشکل اسے کھینچا۔ میں تمہاری مشکل سمجھ رہا ہوں مگر یہ تو بتاؤ تم مجھے خبردار کرنے کیوں آئے ہو'' یہ کہتے کہتے اچانک اسے ایک خیال آیا۔ ''رکو، بس اس معاملے کا تعلق شرگ...... اوہ سوری...... میرا مطلب ہے نام چپ سے تو نہیں ہے تم ایسا کرو، صرف سر کے اشارہ سے جواب دو، ہاں یا نہیں''۔

ڈوبی نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا، ''نہیں جناب یہ نام چپ کی بات نہیں''۔

مگر اب ڈوبی کی آنکھیں اور پھیل گئی تھیں وہ حارب کو کوئی اشارہ دینا چاہ رہا تھا لیکن حارب معاملے کی نوعیت کو بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

''اس کا کوئی بھائی تو نہیں ہے''؟ حارب نے پوچھا۔

ڈوبی نے پھر نفی میں سر ہلایا۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کون سحر کدہ میں خوفناک واقعات کی منصوبہ بندی کر سکتا ہے'' حارب نے کہا ''تیرا مطلب ہے پروفیسر اخیار کے ہوتے ہوئے...... سنو، تم پروفیسر اخیار کو جانتے ہو نا''؟

ڈوبی نے بڑے احترام سے سر جھکا لیا۔ ''سر...... پروفیسر اخیار سحر کدے کا سب سے عظیم ہیڈ ماسٹر ہے۔ ڈوبی جانتا ہے سر۔ ڈوبی نے سنا ہے کہ طاقت کے اعتبار سے اخیار نام چپ سے کم نہیں۔ یعنی......

''ان کی آواز اچانک سرگوشی میں تبدیل ہوگئی'' دنیا میں ایسی قوتیں بھی ہیں جو اخیار...... بلکہ کسی اچھے جادو گر کے پاس......''

اور اس سے پہلے کہ حارب اسے روک پاتا، ڈوبی اچھل کر بیڈ سے اترا اور اس کے ٹیبل لیمپ سے سر ٹکرانے لگا، ساتھ ہی وہ چنگھاڑ کر رو بھی رہا تھا۔

نیچے خاموشی چھا گئی دو سیکنڈ بعد حارب نے روفی خالو کے اوپر آتے ہوئے قدموں کی آہٹ سنی، وہ کہہ رہے تھے ''شاید ڈوڈی نے پھر ٹی وی کھلا چھوڑ دیا ہے'' ان کی باتیں سن کر حارب کے اوسان خطا ہونے لگے۔

''جلدی کرو، الماری میں گھس جاؤ'' اس نے ڈوبی کو تیزی سے الماری کی طرف دھکیلا...... اور خود جلدی سے بستر پر نیم دراز ہو گیا۔

اس کے دروازے کا ہینڈل گھوما۔ ''تم کیا کر رہے ہو؟'' روفی خالو نے دروازہ کھولا اور دانت پیستے ہوئے کہا۔ ''ابھی تم نے میرے لطیفے کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اب تمہارے منہ سے ایک آواز بھی نکلی تو تم پچھتاؤ گے کہ پیدا ہی کیوں ہوئے'' یہ کہہ کر وہ الٹے قدموں واپس چلے گئے۔

حارب نے ڈوبی کو الماری سے نکالا روفی خالو نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا ''دیکھا تم نے'' اس نے کہا ''یہ حالات ہیں یہاں مجھے تو سحر کدہ واپس جانا ہی ہے اور کوئی حل نہیں ہے میرے پاس، سحر کدے میں میرے دوست بھی ہیں''۔

''دوست جو حارب چرخی کو خط بھی نہیں لکھتے، ڈوبی نے چالاکی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ...... تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی''؟

ڈوبی نے پہلو بدلا ''حارب چرخی کو ڈوبی سے خفا نہیں ہونا چاہئے ڈوبی اس کی بہتری چاہتا ہے ڈوبی......

''کیا تم میرے خطوط روک رہے ہو''؟

''یہ رہے عالی مقام آپ کے خط ڈوبی کے پاس'' ڈوبی نے دو قدم پیچھے ہٹ کر اپنے غلاف کے اندر سے خطوط کا ایک چھوٹا سا بنڈل نکالا۔ حارب کو مینا کی صاف ستھری ہینڈ رائٹنگ اوپر ہی نظر آئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہاں رامس، بلکہ غسام کے خط بھی ہوں گے۔

ڈوبی اب پلکیں جھپکاتے ہوئے پرتشویش نظروں سے حارب کو دیکھ رہا تھا ''حارب چرخی غصہ نہ کرے۔ ڈوبی نے سوچا...... اگر حارب چرغی کو یہ خط نہ ملے تو وہ اپنے دوستوں سے مایوس ہوگا...... اور ممکن ہے اسکول واپس نہ جائے عالی مرتبت، آپ......''

حارب اب کچھ کہنا چاہتا تھا اس نے خط جھپٹنے کی کوشش کی لیکن ڈوبی اچھل کر اس کی پہنچ سے دور ہو گیا۔

''یہ خط حارب چرخی کو مل سکتے ہیں مگر پہلے اسے وعدہ کرنا ہوگا کہ وہ سحر کدہ نہیں جائے گا عالی مرتبت، وہاں آپ کے لئے خطرہ ہے جس سے دور رہنا ہی مناسب ہے آپ مجھ سے وعدہ کریں عالی مقام''

''نہیں'' حارب نے غصے سے کہا'' مجھے میرے دوستوں کے خط دو، لاؤ''۔

''تب تو حارب چرخی نے ڈوبی کے لئے کوئی راستہ نہیں چھوڑا'' ڈوبی نے افسردگی سے کہا۔

حارب کے حرکت کرنے سے پہلے ڈوبی بیڈروم کے دروازے کی طرف لپکا، اس نے دروازہ کھولا اور سیڑھیوں سے اترنے لگا۔

حارب کا گلا خشک ہو گیا پیٹ میں اینٹھن ہونے لگی، وہ بھی دروازے کی طرف جھپٹا، لیکن اس نے کوشش کی کہ آواز نہ ہو، آخری چھ سیڑھیاں اس نے قدم رکھے بغیر پھلانگیں اور بلی کی طرح نرم قالین پر بے آواز کودا، اس نے ڈوبی کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا۔

''مسٹر حسین'' امریکی پلمبرز کی وہ کہانی شاکیہ کو سنائیں......'' کمرے میں روفی خالو اپنے مہمان سے کہہ رہے تھے۔

حارب ہال سے ہوتا ہوا کچن کی طرف لپکا، کچن کا منظر دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے......

شاکیہ خالہ کی تیار کی ہوئی پڈنگ، ربڑی اور جیلی چھت کے قریب تیرتی پھر رہی تھی اور ڈوبی ایک الماری کے اوپر جھکا کھڑا تھا، ''نہیں'' حارب نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔ پلیز ایسا نہ کرو وہ لوگ مجھے جان سے مار دیں گے......''

'' حارب چرخی کو وعدہ کرنا ہوگا کہ وہ اسکول واپس نہیں جائے گا''

''ڈوبی پلیز''

''وعدہ کریں عالی مرتبت''

''یہ ممکن نہیں ہے''

ڈوبی کے چہرے پر الم ناکی کا تاثر ہوا تب ڈوبی مجبور ہے جناب حارب چرخی کی بہتری کے لئے......

پڈنگ فرش پر گری، زبردست دھماکہ ہوا۔ بالائی کے چھینٹے دیواروں اور کھڑکیوں تک گئے، ڈش ٹوٹ گئی......اور ڈوبی غائب ہو گیا۔

ڈائننگ روم سے چیخیں سنائی دیں، خالو روفی کچن میں داخل ہوئے۔ حارب کو وہاں دیکھ کر انہیں شاک لگا، وہ سر سے پاؤں تک شاکیہ خالہ کی بنائی ہوئی پڈنگ میں نہایا کھڑا تھا، پھر مسٹر حسین اور دوسرے لوگ بھی وہاں چلے آئے۔

''یہ ہمارا بھانجا ہے'' روفی خالو نے معذرت خواہانہ لہجے میں مسٹر حسین سے کہا'' دماغی مریض ہے اس لئے ہم اسے اوپر والے کمرے میں بند رکھتے ہیں'' پھر وہ حارب کی طرف بڑھے'' سنو لڑکے! اب کوئی گڑبڑ ہوئی تو میں تمہیں پاگل خانے بھجوا دوں گا'' انہوں نے دھمکی دی اور مسٹر حسین کو لے کر ڈائننگ روم میں چلے گئے۔

شاکیہ خالہ نے اسے صفائی کرنے کو کہا اور وہ اسی میں مصروف ہو گیا وہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔

اب بھی شاید حارب کی بخشش ہو جاتی مگر اس الو نے گڑبڑ کر دی۔

کھانے کے بعد میٹھے کا دور چل رہا تھا کہ ڈائننگ روم کی کھڑکی سے ایک بہت بڑا الو پر پھڑپھڑاتا داخل ہوا اور اس نے عین مسز حسین کے سر پر ایک خط گرا دیا، پھر وہ پھڑپھڑ کرتا کمرے سے نکل گیا۔

مسز حسین پاگلوں کی طرح چیختی ہوئی باہر بھاگی، وہ چیخ رہی تھیں...... یہاں پاگل رہتے ہیں...... یہ پاگل خانہ ہے۔

''میری بیوی ہر ساخت اور ہر سائز کے پرندوں سے مر جانے کی حد تک ڈرتی ہے'' مسٹر حسین نے بڑی مشکل سے وضاحت کی۔ ''ویسے کیا یہ آپ لوگوں کا مذاق تھا؟'' یہ کہہ کر وہ ہی وہاں سے نکل لئے۔

حارب کچن میں جھاڑن تھامے کھڑا تھا روفی خالو جارحانہ موڈ میں اس کی طرف بڑھ رہے تھے، ان کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں شیطانی چمک تھی'' اسے پڑھ لو'' انہوں نے الو کا لایا ہوا خط اس کی طرف بڑھایا تو...... اسے پڑھو''

حارب نے خط لیا، وہ سالگرہ کی مبارکباد کا خط تو ہرگز نہیں لگ رہا تھا اس نے خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا......

ڈیئر مسٹر چرخی:

ہمیں باخبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ آج رات نو بج کر بارہ منٹ پر تمہاری اقامت گاہ میں اچھل منتر نامی جادو کیا گیا ہے۔

جیسا کہ تمہیں معلوم ہوگا کہ کم عمر جادوگروں کو اسکول سے باہر کسی بھی طرح کے جادو منتر کی اجازت نہیں ہے لہٰذا تمہیں متنبہ کیا جاتا ہے کہ ایسی ایک اور حرکت پر تمہیں اسکول سے نکالا جا سکتا ہے۔

ہم تمہیں یہ بھی یاد دلا رہے ہیں کہ کسی قسم کی بھی جادوئی سرگرمی، جس کی وجہ سے دھرپٹ برادری جادوگر برادری کی طرف متوجہ ہو، جادوئی قانون کی دفعہ 13 کے تحت قابل گرفتاری جرم ہے۔

سیکرٹری وزارت جادوگری

حارب نے سر اٹھا کر دیکھا اور بوکھلا گیا۔

”تم نے ہمیں نہیں بتایا کہ اسکول کے باہر تمہیں جادو کرنے کی اجازت نہیں ہے“ روفی خالو نے کہا۔ ان کی آنکھوں میں خطرناک چمک تھی۔ تم بتانا بھول گئے ہوگے۔ خیال میں نہیں رہا ہوگا۔ یہی بات ہے نا؟“

اب وہ دانت نکالے حارب کی طرف بڑھ رہے تھے ”میرے پاس تمہارے لئے ایک بُری خبر ہے لڑکے“ انہوں نے کہا ”میں تمہیں لاک کر رہا ہوں، اب تم اس اسکول نہیں جاؤ گے، کبھی نہیں...... ہرگز نہیں اور اگر تم نے جادو کے زور پر خود کو نکالا تو وہ تمہیں ویسے ہی اسکول سے خارج کر دیں گے“۔

وہ حارب کو گھسیٹتے ہوئے اوپر لے کر گئے تو دیوانہ وار قہقہے لگا رہے تھے۔

روفی خالو نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا، اگلی صبح وہ ایک کاریگر کو لے کر آئے، اور انہوں نے اسی کی کھڑکی میں سلاخیں لگوا دیں، پھر انہوں نے خود بیڈ روم کے دروازے میں چھوٹی سی کھڑکی بنائی جس کے ذریعے اسے دن میں تین بار زندہ رہنے کے لئے کھانے کی حقیر ترین مقدار دی جا سکتی تھی۔ صبح اور شام کے وقت اسے باتھ روم میں جانے کے لئے کمرے سے نکالا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ تمام وقت وہ کمرے میں بند رہتا تھا۔

☆ ☆ ☆

تین دن گزر گئے اس کی سزا نہ منسوخ ہوئی نہ ہی اس میں تخفیف کی گئی۔ حارب کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس صورت حال سے کیسے نکل سکتا ہے، وہ بیڈ پر لیٹا سلاخوں کے پیچھے سورج کو غروب ہوتے دیکھتا اور سوچتا کہ اس کا کیا بنے گا۔

صورت حال ایسی تھی کہ اس سے نکلنے کا کوئی امکان نہیں تھا، جادو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا، اسکول سے ہی نکال دیا جائے تو پھر فائدہ کیا بہرحال زندگی روفی ولا میں ہی اتنی دشوار کبھی نہیں ہوئی تھی۔

اب خالہ خالو اور ڈوڈی کو کوئی ڈر نہیں تھا، پہلے وہ ڈرتے تھے کہ صبح انہیں تو بسکٹ نہ بن چکے ہوں۔ اب انہیں معلوم ہوگیا تھا کہ وہ بے بس ہے...... تو اس کے ہاتھ سے جیسے ترپ کا اکا نکل گیا تھا ممکن ہے ڈوبی نے اسے سحر کدہ کے خوفناک واقعات سے بچا لیا ہو لیکن اس نے اس کے بھوک سے مرجانے کا پکا بندوبست کر دیا تھا۔

دروازے کی چھوٹی کھڑکی کی طرف سے کھڑ کھڑ کی آواز سنائی دی، پھر شاکیہ خالہ کا ہاتھ نظر آیا انہوں نے سوپ کی پیالی اندر دھکیل دی تھی۔ حارب بھوک سے بے حال ہو رہا تھا وہ تڑپ کر بیڈ سے اترا اور دروازے کے پاس جا کر سوپ کی پیالی اٹھا لی۔ سوپ بالکل یخنی نما اور مقدار میں اتنا کہ بلی کے چھوٹے بچے کا بھی پیٹ نہ بھرے اس نے ایک گھونٹ میں آدھا سوپ پی لیا۔ باقی سوپ اس نے برفیل کے پنجرے میں رکھ دیا۔

”جو ملے کھالو“ حارب نے کہا ”بھوکے مرنے سے بہرحال بہتر ہے“۔

وہ پھر بیڈ پر آلیٹا۔ سوپ کے اس گھونٹ نے اس کی بھوک اور بھڑکا دی تھی۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس صورت حال میں وہ مزید چار ہفتے جی ہی لیا جو کہ بظاہر ناممکن نظر آتا ہے تو بھی کیا ہوگا۔ وہ سحر کدہ تو جا نہیں سکے گا تو کیا وہ لوگ اسے لانے کے لئے کسی کو بھیجیں گے؟ کیا وہ خالو روفی کو قائل کر سکیں گے، اسے بھیجنے پر؟

کمرے میں اندھیرا چھا رہا تھا، کمزوری کی وجہ سے اس سے زیادہ اندھیرا اس کی آنکھوں کے آگے چھا رہا تھا اور ذہن میں وہی سوال چکرا رہے تھے، جن میں سے کسی کا بھی یقینی جواب اس کے پاس نہیں تھا۔ سوچتے سوچتے اس پر غشی طاری ہوگئی۔

اس نے خواب دیکھا، وہ چڑیا گھر میں نمائش کے لئے ایک پنجرے میں رکھ دیا گیا تھا پنجرے کے باہر ایک کارڈ لگا تھا جس پر لکھا تھا...... ”نابالغ جادوگر“ اور وہاں وہ بھوک سے نڈھال غشی کی حالت میں لیٹا تھا...... بھوسے کے بستر پر۔ تماشائی اسے دیکھ رہے تھے، ان پر تبصرے کر رہے تھے...... پھبتیاں کس رہے تھے۔

پھر تماشائیوں میں اسے ڈوبی نظر آیا اس نے چیخ کر اسے پکارا۔ ”میری مدد کرو ڈوبی“

”عالی مرتبت حارب چرخی یہاں زیادہ محفوظ ہے“ ڈوبی نے جواب دیا اور غائب ہوگیا۔

پھر روفی فیملی نمودار ہوئی، ڈوڈی سلاخیں پکڑ کر قہقہے لگا رہا تھا اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

”ختم کرو یہ تماشا“ حارب چلایا ”میرا پیچھا چھوڑ دو میں سونے کی کوشش کر رہا ہوں“۔

وہ چیخ اس کے دماغ میں گونجی...... اور پھر اس کی بازگشت! اس کی آنکھ کھل گئی۔

اس نے دیکھا سلاخوں سے چھن چھن کر چاندنی کمرے میں آرہی تھی اور سلاخیں تھامے کوئی اسے دیکھ رہا تھا۔

پھر اسے سرخ بال نظر آئے...... اور لمبی ناک!

ارے...... یہ تو رامس قرولی ہے!

☆......☆......☆......☆

''رامس۔'' حارب نے پکارا اور کھڑکی کی طرف بڑھا۔ ''رامس......تم یہاں کیسے؟ یہ کیا......؟''

پھر جو کچھ اسے نظر آیا اسے دیکھ کر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ رامس ایک پرانی کار کی عقبی نشست پر بیٹھا اس کی کھڑکی سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ کار معلق تھی۔ اگلی سیٹ پر فارغ اور جامد بیٹھے اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

''حارب......تم ٹھیک ہو''؟ انہوں نے پوچھا۔

''یہاں کیا ہو رہا ہے؟'' رامس نے پوچھا۔ میں نے اتنے خط لکھے تم نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ میں نے تقریباً بارہ بار تمہیں مدعو کیا، اپنے گھر بلایا، پھر ڈیڈی نے ایک دن بتایا کہ تمہیں دھرپٹوں کے سامنے جادو کرنے کے سلسلہ میں سرکاری طور پر وارننگ ملی ہے''۔

''وہ میں نہیں تھا میں نے کچھ نہیں کیا مگر تمہارے ڈیڈی کو کیسے پتہ چلا؟

''وہ وزارت جادوگری میں کام کرتے ہیں'' رامس نے کہا'' مگر تمہیں تو معلوم تھا کہ اسکول کے باہر جادو کرنا ہمارے لئے ممنوعہ ہے''۔

''اب یہی کمی رہ گئی ہے کہ تم مجھے یہ یاد دلاؤ'' حارب نے معلق کار کو گھورتے ہوئے کہا۔ ''وہ بھی اس کار میں بیٹھ کر''

''یہ اور بات ہے'' رامس نے جلدی سے کہا۔ ''یہ ڈیڈی کی کار ہے، ہم نے مستعار لی ہے'' یہ ہم نے جادو نہیں کیا ہے لیکن دھرپٹوں کے سامنے جادو کرنا......''

''میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے کچھ نہیں کیا لیکن وضاحت کروں گا تو بات بہت لمبی ہے، سنو......تم اسکول میں بتا دینا کہ میرے خالو نے مجھے قید کر رکھا ہے اس لئے میں اسکول نہیں آ سکا ہوں، اب میں جادو کر کے نکل نہیں سکتا، وزارت سمجھے گی کہ میں نے تین دن میں دوبارہ جادو......''

''یہ سب چھوڑو، ہم تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں'' رامس نے اس کی بات کاٹ دی۔

''لیکن تم بھی جادو نہیں کر سکتے، مجھے یہاں سے نکالو گے کیسے''؟

''جادو کی ضرورت نہیں'' رامس مسکرایا'' دیکھ نہیں رہے ہو کہ میرے ساتھ کون کون ہے''؟

فارغ نے ایک رسی حارب کی طرف اچھالی'' اسے ایک سلاخ سے باندھ دو''

''وہ لوگ جاگ گئے تو مجھے جان سے مار دیں گے'' حارب نے سلاخ سے رسی کستے ہوئے کہا۔

''تم فکر نہ کرو'' فارغ نے کہا اور کار کو ریس دی'' اب تم پیچھے کھڑے ہو جاؤ''

حارب برفیل کے پنجرے کے پاس جا کھڑا ہوا۔ برفیل کو بھی معاملے کی اہمیت اور سنگینی کا احساس ہو گیا تھا، اس لئے وہ چپ تھا۔

فارغ نے کار چلائی اور سلاخ بڑی آسانی سے اکھڑ گئی۔ اسی طرح ایک اور سلاخ نکال دی گئی۔

حارب نیچے کی سمت کان لگائے ہوئے تھا، مگر وہاں خاموشی تھی۔

فارغ اب کار کو کوٹھری کے بالکل قریب لے آیا تھا'' آؤ'' کار میں آجاؤ رامس نے کہا۔

''لیکن میری جادو کی چھڑی، اڑن جھاڑو......میری چیزیں......''

''وہ کہاں ہیں''؟

''سیڑھیوں کے نیچے والی کوٹھری میں''

''یہ کوئی مسئلہ نہیں'' جامد نے کہا'' حارب......تم ایک طرف ہٹو''۔

فارغ اور جامد کھڑکی کے راستے بیڈروم میں اتر آئے جامد نے اپنی جیب سے ایک عام سا ہیرپن نکالا اور اسے تالے کے سوراخ میں گھمانے لگا'' بیشتر جادوگر اسے تضیع اوقات سمجھتے ہیں مگر دھرپٹوں کا یہ پیشہ ہے بڑے کام کا'' فارغ نے کہا'' ہمیں یہ سب بھی سیکھنا چاہئے''۔

کلک کی ہلکی سی آواز آئی اور دروازہ کھل گیا۔

تم یہاں کمرے سے ضروری چیزیں سمیٹ کر رامس کو دو، ہم تمہارا ٹرنک لے کر آتے ہیں'' جامد نے سرگوشی میں حارب سے کہا۔

''سب سے نچلی سیڑھی کا دھیان رکھنا وہ بہت زور سے چرچراتی ہے'' حارب نے کہا۔

جڑواں بھائی اندھیرے زینے سے نیچے اترنے لگے۔

حارب کمرے سے چیزیں لے کر رامس کو دینے لگا، پھر وہ فارغ اور جامد کی مدد کے لئے نیچے چلا گیا۔ اسی وقت اسے روفی خالو کے کھانسنے کی آواز آئی۔

بالآخر ہانپتے کانپتے وہ صندوق کو لے کر لینڈنگ پر پہنچ گئے۔ پھر وہ کمرے میں داخل ہوئے اور ٹرنک کو لے کر کھڑکی کی طرف بڑھے۔ فارغ کار میں چلا گیا تا کہ ٹرنک کو کار میں کھینچنے میں رامس کا ہاتھ بٹا سکے۔ حارب اور جامد ٹرنک کو تھوڑا تھوڑا کر کے دھکیل رہے تھے۔

خالو روفی پھر کھانسے......

''ذرا سا اور'' فارغ نے ہانپتے ہوئے کہا۔ ٹرنک کوٹھری سے کار میں منتقل کرنے کا مرحلہ نازک تھا۔ اس بات کا خیال رکھنا تھا کہ وہ پھسل کر نیچے نہ گر جائے'' ذرا سا اور دھکیلو......'' فارغ نے کہا۔

حارب اور جامد نے زور لگایا بالآخر ٹرنک کھڑکی کی چوکھٹ سے پھسلا اور کار کی عقبی نشست پر جا گرا۔ ''چلو......اب ہم بھی چلیں'' جامد نے حارب سے کہا۔

حارب کھڑکی پر چڑھا ہی تھا کہ عقب سے الو کی کریہہ اور بلند آہنگ چیخ ابھری، اس کے فوراً بعد روفی خالو کی دہاڑ...... ''یہ منحوس الو......''

''ارے......میں برفیل کو بھول گیا'' حارب نے کراہتے ہوئے کہا۔

وہ جلدی سے کمرے میں واپس گیا اس نے برفیل کا پنجرہ اٹھایا۔ اس وقت روفی خالو کے بھاری قدموں کی آہٹ لینڈنگ پر سنائی دی۔ حارب نے پنجرہ اٹھایا اور کھڑکی کی طرف لپکا۔ اس نے پنجرہ کار میں بیٹھے ہوئے رامس کی طرف بڑھایا، پھر وہ جا کر ڈریسر کی درازیں ٹٹولنے لگا۔

اسی لمحے روفی خالو نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارا، دروازہ غیر مقفل تھا۔ دھڑ سے کھل گیا۔

ایک لمحے کو روفی خالو دروازے کے خلا میں بت بنے کھڑے رہے، پھر ان کے حلق سے بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح ایک زبردست چیخ نکلی اور انہوں نے حارب پر جھپٹا مارا۔ حارب کا پاؤں ان کے ہاتھ کی گرفت میں آ گیا۔

رامس فارغ اور جامد نے حارب کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور وہ پوری طاقت سے اسے کھینچ رہے تھے۔

''شاکیہ'' روفی خالو چنگھاڑے ''وہ بھاگ رہا ہے، ارے...... وہ فرار ہو رہا ہے''۔

تینوں بھائیوں نے زبردست جھٹکا دیا۔ حارب کا پاؤں خالو روفی کی گرفت سے آزاد ہو گیا۔ جیسے ہی حارب کار میں بیٹھا، رامس نے دروازہ بند کر دیا ''فارغ...... ایکسیلیٹر دباؤ'' رامس نے چیخ کر کہا۔

اگلے ہی لمحے کار گویا چاند کی طرف پرواز کر رہی تھی۔

حارب کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ آزاد ہو گیا ہے، اس نے پلٹ کر نیچے کی طرف دیکھا مکان چھوٹے چھوٹے لگ رہے تھے مگر روفی خالو، شاکیہ خالہ اور ڈوڈی اسے اپنے بیڈ روم کی کھڑکی سے لٹکے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے۔ ان کے چہروں پر شاک کا تاثر جم کر رہ گیا تھا۔

''اگلے موسم گرما میں پھر ملیں گے'' حارب نے چیخ کر کہا اور ہاتھ لہرایا۔

فارغ اور جامد قہقہے لگانے لگے۔ حارب آرام سے بیٹھ گیا، اس کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں ''برفیل کو پنجرے سے نکال دو'' اس نے رامس سے کہا ''اسے اڑنے کا موقع تو ملے، مجھے تو لگتا ہے کہ اب تک بے چارہ اڑنا بھی بھول چکا ہو گا''۔

مگر پنجرے میں تالا لگا تھا، جامد نے جیب سے ہیئر پن نکال کر رامس کو دی، رامس نے اس کی مدد سے تالا کھول دیا۔ اگلے ہی لمحے برفیل کار کے ساتھ ساتھ پرواز کر رہا تھا، اس کی خوشی دیدنی تھی۔

''اب بتاؤ، یہ کیا قصہ ہے'' رامس نے حارب سے کہا۔

حارب نے اسے ڈوبی کے متعلق پوری تفصیل سے بتایا۔

کار میں دیر تک خاموشی رہی سب جیسے شاک میں بیٹھے تھے۔

''بے حد عجیب''۔ بالآخر فارغ نے تبصرہ کیا۔

''اس نے یہ بھی بتایا کہ سازش کون کر رہا ہے؟'' جامد نے پوچھا۔

''میرا خیال ہے، یہ ان کے لئے ممکن نہیں تھا'' حارب نے کہا ''میں نے بتایا تھا کہ جب بھی وہ کچھ بتانے والا ہوتا تو دیوار سے ٹکریں مارنا شروع کر دیتا تھا''۔

فارغ اور جامد کے درمیان نظروں کا تبادلہ ہوا۔

''تم لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا؟'' حارب نے ان سے پوچھا۔

''پہلے یہ بات سمجھ لو......'' فارغ نے کہا'' ...... کہ گھریلو ملازم بونے جادوئی مخلوق ہیں، ان کے پاس بہت طاقت ور جادو ہوتا ہے لیکن وہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اسے استعمال نہیں کر سکتے، وہ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کر سکتے، میرے خیال میں ڈوبی کو بھی اسکول جانے سے روکنے کے لئے بھیجا گیا تھا، کوئی ایسا شخص ہے جو تم سے چڑتا ہے اور تمہیں اسکول میں نہیں دیکھنا چاہتا''

''ہاں...... یہی لگتا ہے'' رامس اور حارب نے بیک آواز کہا۔

''فاسد جھگڑال'' حارب بولا ''وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے''

''فاسد جھگڑال''؟ جامد نے پلٹ کر اسے دیکھا ''حاسد جھگڑال کا بیٹا''؟

''وہی ہو گا کیونکہ یہ کوئی عام نام نہیں ہے'' حارب نے کہا ''تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو''؟

''میں نے ڈیڈی سے اکثر اس کا تذکرہ سنا ہے'' جامد نے کہا۔ وہ نام چپ کے حامیوں میں سے ہے۔

''جب نام چپ غائب ہو گیا تو فاسد جھگڑال واپس آ گیا'' فارغ نے بتایا ''اس کا کہنا تھا کہ وہ مجبوراً نام چپ کا ساتھ دے رہا تھا۔ بکواس...... خرافات! ڈیڈی کہتے ہیں کہ وہ نام چپ کے بہت قریبی حلقے میں شامل تھا''۔

حارب نے جھگڑال فیملی کے بارے میں پہلے ہی بہت کچھ سنا تھا۔ اس لئے کوئی حیرت نہیں ہوئی اور فاسد جھگڑال کی فطرت ایسی تھی کہ اس کے مقابلے میں ڈوڈی کو فرشتہ کہا جا سکتا تھا۔ ''مجھے نہیں معلوم کہ جھگڑال فیملی کے پاس گھریلو ملازم بونا بھی ہے''

''وہ جس فیملی کا بھی ہو گا'' وہ پرانی جادوگر فیملی ہو گی...... اور وہ لوگ بہت امیر بھی ہوں گے'' فارغ نے کہا۔

''ہاں، ممی ہمیشہ کہتی ہیں کہ کاش انہیں کوئی بونا ملازم مل جائے'' جامد نے کہا ''مگر ہمارے پاس تو بس ایک بہت پرانا بھوت ہے یہ بونے تو محلوں اور حویلیوں میں ہی پائے جاتے ہیں، صرف بہت دولت مند لوگوں کو نصیب ہوتے ہیں''۔

حارب خاموشی سے سوچ رہا تھا۔ فاسد جھگڑال کے پاس ہر چیز بہترین ہوتی تھی اور اسے اپنی امارت کا گھمنڈ بھی تھا۔ اس لئے یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں تھی کہ فاسد جھگڑال نے اپنے گھریلو ملازم کو اسے خوف زدہ کرنے کے لئے بھیجا ہو تا کہ وہ اسکول نہ جائے اور یہ اسٹائل بھی فاسد کا ہی لگتا تھا...... اس کی فطرت کے عین مطابق، حارب کو حماقت کا احساس ہونے لگا، اس نے شاید ڈوڈی کو خواہ مخواہ اہمیت دی تھی۔

"بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میں تمہیں لینے کے لئے آ گیا" رامس نے کہا "مجھے تمہاری طرف سے جواب نہیں ملا تو میں فکر مند ہو گیا، پہلے تو میں نے سوچا کہ یہ ایرول کی غلطی......"

"ایرول کون"؟

"ہمارا تو ہے...... بہت پرانا...... بڈھا پھونس۔ کوئی خط بھجواؤ تو اکثر راستے میں ہی گر جاتا ہے چنانچہ میں نے ہرمی مستعار مانگا......"

"ہرمی......"؟

"ہاں پارسی پری فیکٹ بنا تو میں اور ڈیڈی نے اسے نیا الو خرید کر دیا، اس کا نام ہرمی ہے لیکن پارس نے مجھے منع کر دیا۔ کہنے لگا کہ مجھے خود ضرورت ہے"۔

"پارس کی حرکتیں اس سال عجیب و غریب ہیں" حامد نے کہا "ایک تو وہ بکثرت خط بھیج رہا ہے، دوسرے زیادہ وقت وہ اپنے کمرے میں بند رہتا ہے، اب اپنے پری فیکٹ کے بیج کو چمکانے کے سوا کیا کرتا ہوگا، بھئی اس کی بھی کوئی حد ہوتی ہے...... سنو فارغ، تم مغرب کی طرف کچھ زیادہ ہی جا رہے ہو" اس نے کمپاس کی طرف اشارہ کیا۔

فارغ نے فوراً ہی اسٹیئرنگ دھکیل گھمایا۔

"تو تمہارے ڈیڈی کو معلوم ہے کہ تم ان کی کار لے کر نکلے ہو؟ حارب نے پوچھا۔

"نہیں۔ آج انہیں رات تک کام کرنا ہے، ہمیں امید ہے کہ ہم کار کو لے جا کر گیراج میں کھڑا کر دیں گے اور ممی کو پتا بھی نہیں چلے گا"

"یہ تو بتاؤ کہ تمہارے ڈیڈی وزارت جادوگری میں کیا کرتے ہیں"؟

"وہ بہت بور محکمے میں ہیں، دفتر برائے روک تھام آلاتِ دھرپتاں"

"کک...... کیا......"؟

"دھرپتوں کی بنائی ہوئی چیزوں پر جادو کر کے انہیں اپنے استعمال میں لانا کیونکہ کچھ پتا ہی نہیں کہ کب ایسی کوئی چیز کسی دھرپٹ کے مکان یا دکان میں پہنچ جائے جیسے پچھلے سال ایک جادوگرنی مری تو اس کا ٹی پاٹ نوادرات کی ایک دکان کو فروخت کر دیا گیا۔ ایک دھرپٹ خاتون اسے خرید کر گھر لے گئی۔ اس نے اس میں اپنے مہمانوں کو چائے سرو کرنے کی کوشش کی تو مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ ڈیڈی کو کئی ہفتوں تک اوور ٹائم کرنا پڑا"

"ہوا کیا تھا"؟

"ٹی پاٹ اچانک پاگل ہو گیا، اس نے کھولتی ہوئی چائے اچھالنی شروع کر دی۔ ایک آدمی ہسپتال پہنچ گیا، اس کی ناک پر بڑے بڑے آبلے پڑ گئے تھے...... اور ان کے اوپر شکر کے بڑے بڑے ڈلے چپکے ہوئے تھے، ڈیڈی کو بہت کام کرنا پڑا۔ انٹاغنیل منتر کے ذریعے تمام دھرپتوں کی یادداشت سے اس

واقعے کو مٹانا پڑا۔ مسئلہ یہ بھی ہے کہ اس دفتر میں ڈیڈی کے علاوہ صرف ایک آدمی اور ہے اور وہ بھی بوڑھا۔ زفیہ نام ہے اس کا"۔

"لیکن تمہارے ڈیڈی...... یہ کار......؟"

فارغ ہنسنے لگا۔ "ڈیڈی تو دھرپتوں کی بنائی ہوئی چیزوں کے عاشق ہیں، ہمارا شیڈ ایسی چیزوں سے بھرا ہوا ہے ڈیڈی انہیں توڑتے ہیں پھر جادو کر کے انہیں جوڑتے ہیں اور استعمال میں لاتے ہیں، اگر ڈیڈی خود اپنے گھر پر چھاپہ ماریں تو انہیں فوری طور پر خود کو گرفتار کرنا پڑے گا، ممی اس بات پر ہمیشہ پریشان رہتی ہیں۔

"یہ مین روڈ آ گیا" حامد نے کہا وہ نیچے دیکھ رہا تھا "اب ہم دس منٹ میں گھر پہنچ جائیں گے، گاڑی اتارو، ویسے بھی اب اجالا ہو رہا ہے"

اور واقعی...... مشرق افق پر گلابی پن نمایا ہو رہا تھا۔

فارغ نے کار کو بتدریج نیچے لے جانا شروع کیا، نیچے درختوں کا ایک جھنڈ اور کھیت نظر آ رہے تھے۔

"ہم گاؤں سے خاصا باہر رہتے ہیں" حامد نے وضاحت کی۔

اڑتی ہوئی کار نیچے ہوتی چلی گئی، ادھر مشرقی افق سے سورج نے سر اٹھا کر جھانکنا شروع کیا، ایک جھٹکا لگا کار سڑک پر اتر گئی تھی۔

وہ ایک شکستہ گیراج کے پاس اترے تھے، برابر میں چھوٹا سا صحن تھا، پھر حارب نے پہلی بار رامس کا گھر دیکھا۔

وہ کبھی ایک منزلہ سنگی عمارت رہی ہوگی مگر اس میں بعد میں کئی کمروں کا اضافہ کیا گیا تھا اب اس کی کئی منزلیں تھیں اور وہ ایسا ٹیڑھا میڑھا تھا کہ لگتا تھا کہ صرف جادو کے زور پر کھڑا ہے ورنہ گر گیا ہوتا۔ سرخ رنگ کی چھت تھی، جس سے چار پانچ چمنیاں جھانک رہی تھیں۔ گیٹ کے باہر لکڑی کا سائن بورڈ تھا جس پر "قرولی بھٹ" لکھا تھا۔ اندر والے دروازے کے سامنے متعدد جوتے اور ایک پرانی زنگ آلود کڑاہی رکھی تھی، صحن میں موٹی موٹی مرغیاں ادھر ادھر چگتی پھر رہی تھیں۔

"بس یہی چھوٹا سا گھر ہے ہمارا" رامس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"بہت شاندار" حارب نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس گھر کا موازنہ روفی ولا سے کر رہا تھا۔ خود اس کا تو کوئی گھر تھا ہی نہیں۔ گھر کی اہمیت کو اس سے زیادہ کون سمجھ سکتا تھا۔

وہ کار سے اترے "اب ہم لوگ بڑی خاموشی سے اوپر جائیں گے" فارغ نے کہا "اور انتظار کریں گے کہ ممی ناشتے کے لئے کب آواز دیتی ہیں اور رامس...... تم نیچے اترتے ہوئے کہنا...... ممی دیکھیں رات کون ہمارے گھر آیا...... ممی حارب کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گی، کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ ہم نے کار اڑائی تھی......"

"ٹھیک ہے" رامس نے کہا "چلو حارب میری خواب گاہ اوپر......" یہ کہتے کہتے رامس کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔ اس کی نظریں مکان پر جمی تھیں، اس کی یہ حالت دیکھ کر تینوں لڑکوں نے سر گھما کر دیکھا۔

مسز قرولی تیز قدم اٹھاتی صحن میں آ رہی تھیں، انہیں دیکھ کر مرغیاں ادھر ادھر بھاگنے لگیں، وہ چھوٹے قد کی موٹی، مہربان چہرے والی خاتون تھیں۔

"آہ" فارغ نے آہ بھری۔

"اوہ ڈیئر" حامد نے کہا۔

مسز قرولی ان کے سامنے آ کر رک گئیں، ان کے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر تھے، وہ ایک ایک کو گھور رہی تھیں ہر چہرے پر احساس جرم کی تحریر تھی، وہ ایک ایپرن باندھے ہوئے تھی...... پھول دار ایپرن، جس کی جیب سے جادو کی چھڑی جھانک رہی تھی "ہوں......تو......"

"صبح بخیر مم" حامد نے محبت بھری آواز میں کہا۔

"تمہیں احساس ہے کہ میں کتنی پریشان رہی ہوں" مسز قرولی نے سرگوشی میں کہا مگر وہ بے حد خطرناک لہجہ تھا۔

"سوری مم۔ لیکن دیکھیں نا...... یہ ضروری تھا......"

مسز قرولی کے تینوں بیٹے قد میں ان سے اونچے تھے لیکن ان کے غصے اور ان کی گرج کے سامنے وہ ننھے بچوں کی طرح سہم سمٹ کر رہ گئے۔ "بستر خالی تھے، کہیں کوئی رقعہ نہیں تھا، کار غائب، مجھ پر کیا گزری ہے، اندازہ ہے تمہیں، کبھی خیال آتا کوئی حادثہ نہ ہو گیا ہو، پاگل ہو گئی میں، ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ باکر، چاسر...... حد ہے کہ پارس نے بھی کبھی اتنا پریشان نہیں کیا مجھے، اپنے ڈیڈی کو گھر آنے دو پھر دیکھنا......"

"صرف پارس نہیں مم" پرفیکٹ پارس کہیں" فارغ بڑبڑایا۔

"بلکہ ہز ہائی نس پارس" حامد نے ٹکڑا لگایا۔

"تمہیں پارس سے ہی کچھ سیکھ لینا چاہئے" مسز قرولی اور زور سے دہاڑیں وہ فارغ کے سینے کو زور زور سے اپنی انگلی سے تھپتھپا رہی تھیں، تم مر بھی سکتے تھے اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ تمہیں کوئی دیکھ لیتا تم نے تو اپنے باپ کی ملازمت بھی داؤ پر لگا دی تھی......"

بہت دیر تک یہ جھاڑ پھونک ہوتی رہی بالآخر مسز قرولی حارب کی طرف مڑیں، حارب گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ "حارب بیٹے، تمہاری آمد سے بہت خوشی ہوئی ہے مجھے، آؤ اندر چلو۔ ناشتہ کر لو" انہوں نے نرم لہجے میں کہا۔

وہ پلٹیں اور گھر میں چلی گئیں۔ حارب نروس ہو رہا تھا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے رامس کو دیکھا، رامس نے مسکراتے ہوئے اسے گھر میں چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

کچن چھوٹا تھا اور وہاں زیادہ چیزیں ٹھنسی ہوئی تھیں، درمیان میں میز تھی، جس کے گرد کرسیاں

پڑی تھیں۔ حارب ایک کرسی کے کنارے پر ٹک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ کسی جادوگر فیملی کے گھر میں آیا تھا۔

سامنے والی دیوار پر ایک کلاک نصب تھا، اس کی صرف ایک سوئی تھی اور ڈائل پر نمبر بھی نہیں لکھے ہوئے تھے، البتہ مختلف عبارتیں درج تھی...... مثلاً چائے بنانے کا وقت...... یا مرغیوں کو دانہ دینے کا وقت...... یا تم لیٹ ہو۔ مینٹل پیس پر کتابیں رکھی تھیں، وہ تمام کی تمام جادو سے کھانے تیار کرنے کے متعلق کتابیں تھیں، سنک کے قریب ایک ریڈیو رکھا تھا، اس پر اس وقت ایک جادوگرنی کا گانا نشر ہو رہا تھا۔

مسز قرولی بہت تیزی سے کام کر رہی تھیں، اپنے بیٹوں کو بڑی بدمزگی سے دیکھتے ہوئے انہوں نے فرائنگ پین پر کباب ڈالے، پکاتے وقت وہ مسلسل بڑبڑاتی رہیں...... پتا نہیں، یہ کیا کریں گے...... میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا...... وغیرہ وغیرہ۔

"میں تمہیں الزام نہیں دے رہی ہوں بیٹے" انہوں نے اچانک حارب سے کہا۔ پھر انہوں نے اس کی پلیٹ پر کئی کباب رکھ دیئے "لو...... کھاؤ۔ میں اور ابریق تو تمہارے لئے فکرمند ہو رہے تھے، رات ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر صبح تک تمہاری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو ہم خود تمہیں لینے کے لئے جائیں گے" انہوں نے اس کی پلیٹ میں دو ہاف فرائی انڈے بھی رکھ دیئے۔ "اچھی طرح سے کھاؤ لیکن یہ لڑکے! پتا ہے یہ غیر قانونی کار ہے۔ اسے اس طرح اڑائے پھرتا کوئی دیکھ لیتا تو......"

"ممی...... مطلع ابر آلود تھا" فارغ نے کہا۔

"تم اپنا منہ بند رکھو، خاموشی سے ناشتہ کرو۔"

"ممی...... ان لوگوں نے حارب کا کھانا بند کر رکھا تھا" حامد نے مسز قرولی کو بتایا۔

مسز قرولی نے حارب کو غور سے دیکھا۔ ان کی نگاہوں میں ممتا تھی۔ وہ اس کے لئے سلائس پر مکھن لگانے لگیں۔

اس لمحے سارہ کچن میں آئی...... اور جتنی تیزی سے آئی تھی اس سے زیادہ تیزی سے واپس بھاگ گئی۔

"یہ بہن سارہ ہے" رامس نے سرگوشی میں حارب کو بتایا۔ "ہر وقت تمہاری باتیں کرتی رہتی ہے"

"اوہ حارب، وہ تم سے آٹو گراف لینا چاہتی ہے" فارغ نے دانت نکالے مگر مسز قرولی نے اسے آنکھیں دکھائیں تو جلدی سے اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔

ناشتے کے بعد حارب کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ برتن لمحوں میں صاف ہو گئے، وہ مسز قرولی کی جادو کی چھڑی کا کارنامہ تھا۔

"بھئی میں تو تھک گیا ہوں" فارغ نے جماہی لیتے ہوئے کہا "میں تو بس بیڈ میں گھسوں گا اور......"

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے" مسز قرولی نے سخت لہجے میں کہا۔ "تم رات پھر نہیں سوئے تو یہ تمہارا اپنا قصور ہے، تمہیں آج باغیچے کو بالشتیوں سے پاک کرنا ہے، وہ قابو سے باہر ہوئے جا رہے ہیں"۔

"اوہ ممی......"

"اور تم دونوں بھی" مسز قرولی نے رامس اور حامد کو گھور کر دیکھا "اور حارب بیٹے، تم جا کر سو جاؤ" انہوں نے نرم لہجے میں کہا "تم نے تو انہیں کار اڑانے کو نہیں کہا تھا نا، پھر تم سزا کیوں بھگتو"۔

لیکن حارب کو نیند نہیں آ رہی تھی اس نے جلدی سے کہا "میں ان لوگوں کا ہاتھ بٹاؤں گا میں نے بالشتیے کبھی نہیں دیکھے"۔

"تم بہت پیاری طبیعت کے ہو لیکن یہ بہت غیر دلچسپ کام ہے" مسز قرولی نے کہا۔ "اچھا دیکھتے ہیں کہ قفلیس دلدر اس موضوع پر کیا کہتا ہے" انہوں نے مینٹل پیس پر سے ایک کتاب اٹھائی۔

"ممی......ہمیں بالشتیوں سے نجات حاصل کرنا آتا ہے" فارغ نے منہ بنا کر کہا۔

حارب نے کتاب کو بہت غور سے دیکھا، سنہرے حروف میں نام لکھا تھا......گھریلو کیڑے مکوڑوں سے نجات از قفلیس دلدر۔ کتاب کے سرورق پر ایک سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والے خوبرو جادوگر کی تصویر تھی اور جادوئی تصویروں کی طرح وہ بھی متحرک تصویر تھی، قفلیس دلدر کی تصویر بار بار سب کو دیکھتی اور آنکھیں مارتی تھی۔

"یہ بہت شاندار کتاب ہے" مسز قرولی نے کہا "اور قفلیس دلدر بہت صاحب علم جادوگر ہے"۔

"ممی کو بہت اچھا لگتا ہے" فارغ نے سرگوشی میں کہا اور سرگوشی اتنی بلند تھی کہ مسز قرولی تک پہنچ گئی۔

"احمقانہ باتیں مت کیا کرو فارغ" مسز قرولی نے اسے ڈانٹا، ان کے رخسار گلابی ہو گئے تھے "اچھا ٹھیک ہے اگر تم سمجھتے ہو کہ تم قفلیس دلدر سے زیادہ جانتے ہو تو جاؤ اور کام کرو لیکن میں آ کر چیک کروں گی اگر مجھے ایک بالشتیا بھی نظر آیا تو تمہاری خیر نہیں"۔

وہ تینوں جماہیاں لیتے، بڑبڑاتے باہر نکلے، حارب ان کے پیچھے تھا، گارڈن کافی بڑا تھا اور حارب کے خیال میں گارڈن کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ہاں شاید مکینوں کو وہ اچھا نہیں لگتا تھا، وہاں جھاڑیاں بہت زیادہ تھیں، گھاس بہت بڑی ہوئی تھی، دیواروں کے ساتھ بلند و بالا درخت تھے، پھولوں کے پودوں کی کیاریاں تھیں، ایک تالاب تھا، جہاں بہت سارے مینڈک تھے۔

"بالشتیے دھرپٹوں کے باغیچوں میں بھی ہوتے ہیں، تمہیں معلوم ہے" حارب نے رامس سے کہا۔

"میں نے دیکھا ہے لیکن اصل بالشتیے تم آج دیکھو گے" رامس ایک جھاڑی پر جھکا، وہاں

سرسراہٹ ہوئی، پھر جھاڑی ہلنے لگی، چند لمحے بعد رامس نے ہاتھ باہر نکالا اور کہا "دیکھو...... یہ ہے بالشتیا"

"چھوڑو مجھے......چھوڑ دو" بالشتیا چلا رہا تھا۔

وہ حارب کے تصور سے بالکل مختلف تھا، وہ آلو کی سی شکل کے گنجے سر والی چھوٹی سی مخلوق تھی، رامس نے اسے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا اور ہاتھ کو اپنے جسم سے دور پھیلا رکھا تھا، بالشتیا بری طرح لاتیں چلا رہا تھا۔

رامس نے اسے ٹانگوں سے پکڑا اور الٹا کر دیا، پھر وہ اسے جھلانے لگا "یہ ہے اس کی ترکیب" اس نے کہا۔ "یوں انہیں نقصان بھی نہیں پہنچتا اور انہیں چکر آتے ہیں تو یہ اپنے بلوں کا رخ کرتے ہیں"۔

اس نے جھلاتے جھلاتے بالشتیے کو ایک طرف اچھال دیا، وہ کوئی بیس فٹ دور جا کر گرا۔

"بس اتنا" فارغ نے چیلنج کیا "میں اپنے والے کو جنگلے کے پار پھینک سکتا ہوں"

حارب کو پہلے تو بالشتیوں پر ترس آ رہا تھا مگر پھر وہ اس کا عادی ہو گیا، ان کے درمیان بالشتیوں کو دور اچھالنے کا مقابلہ شروع ہو گیا، جلد ہی فضا میں بالشتیے ہی بالشتیے اڑتے نظر آتے لگے۔ حامد بیک وقت پانچ پانچ چھ چھ بالشتیے پکڑ کر اچھال رہا تھا۔

کچھ دیر بعد بالشتیوں کی قطار باغیچے سے باہر جاتی دکھائی دی، ان سبھوں کے کندھے جھکے ہوئے تھے۔

"یہ پھر آ جائیں گے" رامس نے کہا "ڈیڈی ان کے ساتھ بہت نرمی برتتے ہیں"۔

اس وقت دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی "لو......ڈیڈی گھر آ گئے" حامد نے کہا، وہ سب گھر کی طرف چل دیئے۔

مسٹر قرولی کچن میں ایک کرسی پر ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھے تھے، انہوں نے چشمہ اتار دیا تھا اور ان کی آنکھیں بند تھیں، وہ دبلے پتلے آدمی تھے، ان کے بال اڑنے کے مرحلے میں داخل ہو چکے تھے مگر اپنے تمام بچوں کی طرح ان کے بال بھی سرخ تھے، وہ ہرے رنگ کا ایک لمبا چوغہ پہنے ہوئے تھے، چوغے کا رنگ کئی جگہ سے اڑا ہوا تھا، جس سے پتا چلتا تھا کہ وہ کافی پرانا ہے۔

"کیا رات گزری ہے" انہوں نے بچوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "رات ہم نے نو جگہ چھاپے مارے......نو جگہ!" انہوں نے چائے کا ایک طویل گھونٹ لیا اور فوراً ہی اس سے طویل گہری سانس لی۔

"کچھ ملا بھی ڈیڈ؟" فارغ نے پرامید لہجے میں پوچھا۔

"چند سکڑی ہوئی چابیوں اور ایک کٹ کھنے ٹی پاٹ کے سوا کچھ نہیں ملا" مسٹر قرولی نے جماہی لی۔

"لیکن ڈیڈی، چابیوں کو کوئی کیوں سکیڑنے لگا"؟ حامد نے پوچھا۔

"ارے......یونہی دھرپٹوں کو پھنسانے کے لئے" مسٹر قرولی نے کہا۔ "وہ چابیاں کسی دھرپٹ کو

بیچ دیں گے، چابی خود بخود سکڑ جائے گی اب وہ بے چارہ اسے غیر متعلق چابی سمجھ کر اصل چابی کو ڈھونڈتا رہے گا۔ اب ایسے میں الزام ہی ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی دھرپٹ کبھی یہ اعتراف نہیں کرے گا کہ اس کی چابی سکڑ گئی ہے وہ تو یہی کہے گا کہ اس کی چابیاں بار بار کھو جاتی ہے، دھرپٹ ایسے ہوتے ہیں کہ کھلا جادو بھی نظر آ جائے تو اسے نظر انداز کرتے ہیں اور تم تصور نہیں کر سکتے کہ ہمارے لوگ انہیں ستانے کے لئے کیا کیا کرتے ہیں......''

''مثلاً کاروں پر جادو کرنا''؟

مسز قرولی کچن میں داخل ہوئی تھیں ان کے ہاتھ میں ایک بڑا پوکر تھا، جسے وہ تلوار کی طرح تھامے ہوئے تھیں۔

ان کی آواز سن کر مسٹر قرولی کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔ انہوں نے مسز قرولی کو دیکھا، ان کی نگاہوں سے احساسِ جرم جھلک رہا تھا۔ ''کک...... کیا مائی ڈیر؟''

''ہاں! البریق میں کاروں کی بات کر رہی ہوں'' مسز قرولی نے کہا ''ایک جادوگر کا تصور کرو، جس نے ایک پرانی زنگ آلود کار خریدی، اور اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اس کے سسٹم کو سمجھنا چاہتا ہے جبکہ درحقیقت اس کی نیت یہ تھی کہ وہ جادو سے اسے اڑن کار بنائے گا''۔

مسٹر قرولی تواتر سے پلکیں جھپکاتے رہے۔ ''مائی ڈیئر، انہوں نے جو کچھ کہا خاتون کی حد میں رہ کر کہا، ہاں یہ ضرور ہے کہ اسے اپنی بیوی سے سچ بولنا چاہئے تھا در اصل قانون میں ایک سقم ہے، اگر اس کا کار اڑانے کا ارادہ نہیں ہے تو ایسا جادو کرنا جرم نہیں ہے''۔

''ابریق...... وہ قانون تمہارا ہی تجویز کردہ ہے، تم نے جان بوجھ کر اس میں سقم چھوڑا'' مسز قرولی نے غصہ سے کہا ''تا کہ تم اپنے اسٹور روم کو دھرپٹوں کا کباڑ خانہ بنا سکو اور اطلاعاً عرض ہے کہ آج حارب چرخی اسی کار میں پرواز کر کے یہاں آیا ہے جسے تم اڑانا نہیں چاہتے......''

''حارب...... کون حارب؟'' مسٹر قرولی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا، انہوں نے ادھر ادھر دیکھا، حارب پر نظر پڑی تو وہ اچھل پڑے۔ ''ارے...... حارب چرخی بہت خوشی ہوئی تمہیں یہاں دیکھ کر، بھئی رامس تمہارے متعلق اتنی باتیں کرتا ہے......''۔

''آپ کے بیٹے یہ کار اڑا کر حارب کے گھر لے گئے اور اسے لے کر واپس آئے'' مسز قرولی نے چیخ کر کہا ''اب تم اس سلسلے میں کیا کہو گے''؟

''کیا واقعی'' مسٹر قرولی کے لہجے میں چہکار تھی وہ اپنے بیٹوں سے مخاطب تھے ''کار ٹھیک تو اڑ رہی تھی نا...... اررر......'' اچانک انہیں احساس ہوا کہ ان کا ردعمل ان کی بیوی کے توقع کے خلاف ہے انہوں نے مسز قرولی کی طرف دیکھا جن کی آنکھ سے اب چنگاریاں سی اڑ رہی تھی ''مم...... میرا مطلب ہے لڑکو یہ تو تم نے بہت برا کام کیا، غلط کام کیا...... سراسر غلط......''۔

''آؤ میں تمہیں اپنا بیڈروم دکھاؤں'' رامس نے جلدی سے حارب سے کہا۔

وہ کچن سے ایک تنگ راہ داری میں آئے، وہاں آگے ایک ناہموار زینہ تھا، اس چکر دار زینے کی تیسری لینڈنگ پر ایک کھلا ہوا دروازہ نظر آیا، اس دروازے میں حارب کو دو متجسس شربتی آنکھیں نظر آئی، پھر کسی نے دروازہ بند کر دیا۔

''یہ سامرہ تھی، عجیب لڑکی ہے ایسی شرمیلی بھی نہیں، پھر پتا نہیں کیوں، دروازہ کیوں بند کر لیا'' رامس نے تبصرہ کیا۔

دو لینڈنگ کے بعد جو دروازہ نظر آیا، اس پر ہاتھ سے لکھی تختی لگی تھی...... یہ رامس قرولی کا کمرا ہے۔

حارب اندر داخل ہوا، اس کا سر تقریباً ستواں چھت کو چھو رہا تھا۔ حارب کو وہ کمرے سے زیادہ آتش دان لگا کیونکہ وہاں ہر چیز نارنجی رنگ کی تھی، ایک کونے میں رامس کی کورس کی کتابیں بکھری ہوئی تھیں، ایک خالی فش ٹینک تھا، جس کے اوپر رامس کی جادو کی چھڑی رکھی تھی، کھڑکی کی چوکھٹ پر رامس کا موٹا گرے چوہا اسکیبر بیٹھا تھا، وہ دھوپ میں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

حارب نے فرش پر پڑی خود بخود پھینٹنے والی تاش کی جادوئی گٹھری کو پھلانگا اور آگے بڑھ کر چھوٹی سی کھڑکی سے باہر دیکھا، نیچے باڑھ کے اس طرف اسے چند بالشتیے نظر آئے، جو للچائی ہوئی نظروں سے باغیچے کو دیکھ رہے تھے، پھر وہ ایک ایک کر کے باڑھ کے نیچے سے باغیچے میں داخل ہونے لگے۔

حارب نے پلٹ کر رامس کو دیکھا، جو اسے ہی دیکھ رہا تھا، اپنے انداز سے وہ نروس لگ رہا تھا، ''یہ بہت چھوٹا کمرہ ہے'' اس نے آہستہ سے کہا ''دھرپٹوں کے ہاں جو کمرا تمہیں ملا تھا یہ اس سے کافی چھوٹا ہے، سب سے بری بات یہ ہے کہ عین میرے سر کے اوپر ہمارا قدیم بھتنا رہتا ہے، اسے پلمبنگ کا شوق ہے، ہر وقت ٹھوکا پیٹی کرتا رہتا ہے''۔

''مجھے زندگی میں کوئی گھر کبھی اتنا اچھا نہیں لگا جتنا تمہارا گھر لگا ہے'' حارب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رامس کے کان تک گلابی ہو گئے اس تعریف کے باوجود وہ شرمندہ ہو رہا تھا۔

☆......☆......☆......☆

قرولی بھٹ کی زندگی روفی والا کی زندگی سے یکسر مختلف تھی، روفی فیملی کے لگے بندھے معمولات تھے، وہاں صفائی اور ترتیب دونوں کا بہت خیال رکھا جاتا تھا جبکہ قرولی بھٹ میں غیر متوقع اور عجیب واقعات کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ جب حارب نے کچن میں مینٹل پیس کے اوپر نصب آئینے میں خود کو پہلی بار دیکھا تو اسے زبردست شاک لگا کیونکہ آئینہ اسے دیکھتے ہی چلایا۔ ''قمیص پینٹ کے اندر کرو، طور طریقے نہیں آتے تمہیں''۔

پھر بالا خانے کا بھتنا تھا گھر میں زیادہ دیر خاموشی رہتی تو شاید اسے گھبراہٹ ہونے لگتی۔ وہ پائپ اٹھا اٹھا کر پھینکتا اور زور زور سے چلاتا، فارغ اور جامد کے مشترکہ کمرے سے جو دھماکوں کی آوازیں وقتاً فوقتاً آتی تھیں، انہیں گھر میں معمول کے مطابق سمجھا جاتا تھا۔

مگر حارب کو سب سے عجیب بات یہ لگی کہ اس گھر کے تمام لوگ اسے پسند کرتے تھے۔

مسز قرولی کھانے پینے کے معاملے میں اس کا حد سے زیادہ خیال رکھتی تھیں، ان کی کوشش ہوتی تھی کہ اسے زیادہ سے زیادہ کھلائیں، مسٹر قرولی رات کے کھانے پر اپنے ساتھ بٹھاتے تھے تاکہ اس سے دھرپٹوں کے طرز زندگی اور رہن سہن اور طور طریقوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر سکیں، وہ زیادہ تر ان سے پلگز اور ڈاک کے نظام کے بارے میں سوال کرتے تھے۔

اس روز ٹیلی فون کے بارے میں بات ہو رہی تھی ''ماننے کی بات ہے کہ دھرپٹ بہت ذہین ہوتے ہیں، انہوں نے جادو کے بغیر بھی اپنے لئے کیسی کیسی سہولت والی فائدہ مند چیزیں ایجاد کی ہیں مجھے تو یہ ٹیلی فون بھی جادو لگتا ہے''۔

حارب کو وہاں آتے ہوئے ایک ہفتہ ہوا تھا کہ سحر کدہ سے اسے خط موصول ہوا، اس صبح وہ اور رامس ناشتے کے لئے کچن میں گئے تو مسٹر اور مسز قرولی اور سامرہ پہلے ہی کچن میں موجود تھے۔ سامرہ نے حارب کو دیکھا تو اس کے ہاتھ سے دلیے کا پیالہ چھوٹ گیا، نجانے کیوں حارب کی موجودگی میں وہ عجیب سی ہو جاتی تھی، وہ گرا ہوا پیالہ اٹھانے کے لئے میز کے نیچے جھکی، دوبارہ اٹھی تو اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

حارب نے یہ ظاہر کیا جیسے اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا، وہ بیٹھا تو مسز قرولی نے ٹوسٹ اس کی طرف بڑھایا وہ کھانے میں مصروف ہو گیا۔

''اسکول سے خط موصول ہوئے ہیں'' مسز قرولی نے ایک جیسے دو لفافے حارب اور رامس کی طرف بڑھائے۔ ''اخیار کو تمہاری یہاں موجودگی کا علم ہے حارب۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ ہر چیز سے باخبر رہتا ہے تم دونوں کے خط بھی ہیں'' انہوں نے فارغ اور جامد سے کہا جو اس وقت کچن میں داخل ہوئے تھے۔

چند منٹ خاموشی رہی، سب اپنے اپنے خط پڑھ رہے تھے خط میں سحر کدہ ایکسپریس کی یکم ستمبر کو روانگی کی اطلاع تھی، پھر نئی کتابوں کی فہرست بھی تھی، پھر فارغ نے حارب کو دیکھا ''تمہیں بھی قفلیس دلدر کی کتابیں خریدنے کو کہا گیا ہے''؟ اس نے پوچھا۔ ''وہ ہمارے کالے جادو کے مقابلے میں دفاع کا نیا ٹیچر مقرر کیا گیا ہے کاش یہ کلاس کسی جادوگرنی کو دی گئی......''۔

مسز قرولی نے آنکھیں نکالیں تو فارغ کہتے کہتے رک گیا۔

''یہ مہنگی کتابیں ہیں'' جامد نے اپنے والدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ قفلیس کی کتابوں کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے''۔

''کچھ نہ کچھ ہو جائے گا''۔ مسز قرولی نے کہا لیکن وہ فکر مند نظر آ رہی تھیں۔ ''مجھے امید ہے کہ سامرہ کے لئے زیادہ تر چیزیں سیکنڈ ہینڈ بھی مل جائیں گی''

''اوہ......تو اس سال تم بھی سحر کدہ جا رہی ہو'' حارب نے بے ساختہ سامرہ سے پوچھا۔

سامرہ نے اثبات میں سر ہلایا مگر ان کا چہرہ پھر تمتمانے لگا۔

اس لمحے پارس اندر آیا، سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے، وہ پری فیکٹ کا بیج لگائے ہوئے تھا، ''صبح بخیر'' اس نے کہا۔

وہاں ایک ہی کرسی خالی تھی، پارس اس پر بیٹھا مگر فوراً ہی اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ حارب کو کرسی پر گرے رنگ کا بڑا سا ڈسٹر رکھا نظر آیا، جس پر پارس بیٹھا تھا مگر پھر اسے احساس ہوا کہ وہ تو سانس لے رہا ہے۔

''ایرول'' رامس چلایا، اس نے جھپٹ کر نڈھال الو کو اٹھایا اور اس کے پروں میں سے خط نکالا۔ ''بالآخر یہ مینا کا جواب لے ہی آیا'' اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''میں نے مینا کو لکھا تھا کہ اب ہم خود جا کر تمہیں لائیں گے''۔

رامس نے ایرول کو دروازے کی چوکھٹ پر بٹھایا مگر وہ ڈھیر ہو گیا ''کوئی بات نہیں۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گا، بڈھا ہے نا'' رامس نے کہا۔ پھر خط کھول کر بلند آواز میں پڑھنے لگا......

ڈیئر رامس اور حارب (اگر تم یہاں موجود ہو)

مجھے امید ہے تم لوگ خیریت سے ہو گے اور حارب کو لانے کے لئے تم نے کوئی غیر قانونی حرکت نہیں کی ہو گی کیونکہ اس طرح حارب کے لئے کوئی مشکل کھڑی ہو سکتی ہے۔ میں بہت فکر مند ہوں، مجھے پہلی فرصت میں حارب کی خیریت سے مطلع کرو مگر بہتر یہ ہو گا کہ کوئی دوسرا الو بھیجو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ مزید سفر تمہارے الو کے لئے مہلک ثابت ہو گا۔ میں ہوم ورک میں مصروف ہوں، آئندہ بدھ کو نئے کورس کی خریداری کے لئے ہم جادو گلی جا رہے ہیں کیوں نہ تم لوگ بھی وہاں آؤ ملاقات ہو جائے گی۔

خط کا جواب جلد دینا۔

خلوص کے ساتھ

مینا اخگر

''وہ ہوم ورک میں مصروف ہے، بے وقوف'' رامس بڑبڑایا۔ ''بھئی ہم تو چھٹیاں منا رہے ہیں''۔

''چلو، ہم بھی بدھ کے دن جادو گلی چلیں گے'' مسز قرولی نے کہا: ''اچھا......آج تم لوگ کیا کر رہے ہو''؟

حارب، رامس، فارغ اور جامد پہاڑی پر جانے کا پروگرام بنائے بیٹھے تھے جو قرولی فیملی کی ملکیت

تھی، اس پہاڑی کے چاروں طرف اونچے درختوں کا حصار تھا، گاؤں میں کسی کو نظر نہیں آتا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ ہوائی بال کی پریکٹس کے لئے اس اعتبار سے وہ مناسب ترین جگہ تھی۔ بس وہاں زیادہ اونچا اڑنا مناسب نہیں تھا۔

وہ ایک دوسرے کی طرف سیب اچھال کر پریکٹس کر رہے سب باری باری حارب کی لمنبس 2000 پر اڑ رہے تھے۔ انہوں نے پارس کو بھی دعوت دی تھی لیکن پارس نے مصروفیت کی وجہ سے انکار کر دیا تھا۔ حارب کی اس سے ملاقات صرف کھانے کی میز پر ہوتی تھی کیونکہ تمام وقت وہ اپنے کمرے میں بند رہتا تھا۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس چکر میں ہے'' فارغ نے کہا۔ ''امتحان کے نتیجے میں اسے بارہ اولیول ملے ہیں، وہ اس سے ہضم نہیں ہو رہے ہیں''۔

''اولیول ایک گریڈ ہے'' جامد نے حارب کو الجھن میں دیکھا تو وضاحت کی ''باکر کو بھی بارہ اولیول ملے تھے، مجھے لگتا ہے کہ پارس فیملی میں دوسرا ہوگا جسے سحر کدہ میں ہیڈ بوائے کا اعزاز ملے گا''۔

باکر اور چاسر رامس کے سب سے بڑے بھائی تھے، تعلیم مکمل کر چکے تھے، حارب ان سے اب تک نہیں ملا تھا، چاسر ڈریگن پر ریسرچ کر رہا تھا جبکہ باکر جادوگروں کے بینک زرباد میں ملازم تھا، وہ بیرون ملک تعینات تھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی، پھر جامد نے کہا ''سمجھ میں نہیں آتا، ڈیڈی اس سال ہمارے تعلیمی اخراجات کیسے پورے کریں گے، ذرا سوچو، قفلیس دلدر کی کتابوں کے پانچ سیٹ خریدنے ہیں، پھر سامرہ کا یونیفارم، جادو کی چھڑی اور دیگر چیزیں......''

حارب کچھ نہ بولا، اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔ زرباد میں اس کے والدین کے سیف میں اس کے لئے بہت دولت موجود تھی، بے شک...... وہ صرف جادوگری کی دنیا میں کام آسکتی تھی، دھرپٹوں کی دنیا میں طلائیے، نقرے اور سوت نہیں چلتے اس کی دولت کا رامس کو علم نہیں تھا۔

☆......☆......☆......☆

بدھ کے روز انہیں مسز قرولی نے وقت سے پہلے جگا دیا۔ ناشتے کے بعد انہوں نے کوٹ پہنے اور تیار ہو گئے۔

مسز قرولی نے مینٹل پیس سے ایک گل دان اٹھایا اور اس کے اندر جھانکا ''ابریق...... سفوف کچھ کم ہے'' انہوں نے آہ بھر کے کہا ''آج ہمیں سفوف بھی خریدنا ہوگا بہر حال مہمان پہلے۔ لو حارب بیٹے'' انہوں نے حارب کو گلدان تھما دیا۔

حارب انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور وہ سب اسے دیکھ رہے تھے ''مم...... مجھے...... کک...... کیا کرنا ہے؟'' حارب نروس ہونے لگا۔

''اوہو...... مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہئے تھا'' مسز قرولی بولی ''حارب نے سفوف انتقال پہلے کبھی استعمال نہیں کیا ہوگا''۔

''یہ کیسے ممکن ہے؟'' مسٹر قرولی کے لہجے میں حیرت تھی ''تو تم گزشتہ سال جادوگلی کیسے پہنچے تھے''؟

''میں انڈر گراؤنڈ ریلوے......''

''سچ''؟ مسٹر قرولی کے لہجے میں سنسنی در آئی۔ ''بڑا لطف آیا ہوگا......''

''بچہ نہ بنو ابریق'' مسز قرولی نے انہیں ٹوکا۔ ''سفوف انتقال سب سے بڑھ کر تیز رفتار ہے بہر حال مسئلہ یہ ہے کہ حارب کے لئے یہ بالکل نئی چیز ہے اس نے پہلے اس طرح سفر......''

''حارب سیکھ لے گا ممی'' جامد نے جلدی سے کہا''۔ حارب، تم پہلے یہی دیکھ لو......''

فارغ نے گلدان میں سے تھوڑا چمکیلا سفوف نکالا اور آگ کے سامنے جا کھڑا ہوا، اس نے سفوف کو آگ کے شعلوں پر اچھالا، آگ جیسے غرائی اور اس کی رنگت زمردی سبز ہو گئی، فارغ آگ میں داخل ہوا اور اس نے چیخ کر کہا ''جادوگلی''

اور اگلے ہی لمحے وہ غائب ہو گیا۔

''اس میں یہ ضروری ہے بیٹے کہ آپ ہر لفظ صاف اور واضح طور پر درستی کے ساتھ ادا کریں'' مسز قرولی نے حارب کو سمجھایا۔

جامد نے گلدان میں سے چٹکی بھر سفوف نکالتے ہوئے کہا ''اور یہ ضروری ہے کہ آپ صحیح جنگلے سے باہر نکلیں''

''صحیح جنگلا......''؟ حارب کی گھبراہٹ اور بڑھ گئی۔

''راستے میں بے شمار آتش دان آئیں گے، اصل میں جگہ کا نام درست طور پر لینا ہے'' مسز قرولی نے وضاحت کی۔

اس دوران جامد آگ میں گھس کر غائب ہو چکا تھا۔

''تم...... اسے ڈراؤ مت۔ وہ خیریت سے پہنچ جائے گا'' مسٹر قرولی نے مداخلت کی، پھر انہوں نے اپنے لئے چٹکی بھر سفوف نکال لیا۔

''لیکن ڈیئر، اگر حارب کہیں کھو گیا تو ہم اس کی خالہ اور خالو کو کیا جواب دیں گے؟'' مسز قرولی نے گھبرا کر کہا۔

''آپ بے فکر رہیں، اس اطلاع پر وہ سکون کا سانس لیں گے'' حارب نے جلدی سے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے، ابریق کے بعد تم چلے جانا'' مسز قرولی اب بھی غیر مطمئن لگ رہی تھیں ''آگ میں گھستے وقت زور سے بتانا کہ تمہیں کہاں جانا ہے''۔

''اور اپنی کہنیاں اندر رکھنا'' رامس نے مشورہ دیا۔

''اور آنکھیں بند رکھنا''، مسز قرولی بولیں ''راکھ کی وجہ سے کہہ رہی ہوں''۔

''اور زیادہ ہلنا جلنا مت، ورنہ غلط آتش دان میں جا پڑو گے''۔

''گھبرانا مت اور جلدی سے نکل جانا، باہر نکل کر فارغ اور جامد کو دیکھنا''

حارب کوشش کر رہا تھا کہ تمام ہدایات ذہن نشین کرے، اس نے چٹکی میں سفوف لیا اور آگ کی طرف بڑھا، اس نے گہری سانس لی، سفوف کو آگ پر اچھالا اور آگے بڑھا، آگ اسے گرم ہوا جیسی لگ رہی تھی، اس نے منہ کھولا۔ فوراً ہی گرم گرم راکھ اس کے منہ میں بھر گئی۔ ''جج...... جادو گلی......'' اس نے کھانستے ہوئے کہا۔

اس لمحے ایسا لگا جیسے کسی بہت بڑے سوراخ نے اسے کھینچ لیا ہے، وہ بہت تیزی سے گھوم رہا تھا، کانوں میں ہوا کا شور ایسا تھا کہ کان پھٹے جا رہے تھے، لیکن اس نے آنکھیں کھلی رکھیں، لیکن ناچتے ہوئے زمرد کے شعلے اسے خوف زدہ کر رہے تھے، پھر اس کی کہنی سے کوئی ٹھوس چیز ٹکرائی اس نے اسے پکڑ لیا، وہ اب بھی چکرا رہا تھا...... گھومے جا رہا تھا، اب اسے ایسا لگ رہا تھا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہاتھ اس کے چہرے کو تھپڑا رہے ہیں اسے تیزی سے گزرتے ہوئے آتش دانوں اور ان کے پیچھے موجود کمروں کی لمحاتی جھلکیاں دھندلی دھندلی نظر آ رہی تھیں۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں، کاش...... یہ سلسلہ اب رک جائے۔

پھر اچانک چہرہ کسی سرد اور سخت چہرہ سے ٹکرایا، وہ آگے کی طرف گرا تھا اسے احساس ہوا کہ اس کے چشمے کے شیشے چٹخ گئے ہیں۔

وہ چکرایا ہوا تھا، چوٹ بھی لگی تھی، اس نے اپنا چشمہ لگایا، وہ وہاں اکیلا تھا، سوال تھا کہ وہ کہاں ہے۔ اسے اندازہ تک نہیں تھا بس وہ اتنا جانتا تھا کہ وہ ایک سنگی آتش دان میں کھڑا ہے۔ اور وہ آتش دان ایک بڑی اور روشن دکان میں تھا۔ لیکن وہ ایسی دکان نہیں تھی جہاں سے سحر کدہ کی کوئی چیز خریدی جا سکتی ہو۔

قریب ہی شیشے کے ایک شوکیس میں ایک کشن پر ایک جھریوں بھرا انسانی ہاتھ رکھا تھا، خون آلود تاش کی گڈی تھی، اس کے برابر شیشے کی ایک گھورتی ہوئی آنکھ تھی، دیواروں پر خوفناک ماسک لٹکے ہوئے تھے، کاؤنٹر پر انسانی ہڈیوں کا ایک بڑا ڈھیر تھا۔ چھت سے عجیب طرح کے اوزار لٹکے ہوئے جھول رہے تھے دکان کی کھڑکیوں سے باہر دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ وہ جادو گلی نہیں ہے۔

اس نے سوچا جتنی جلدی یہاں سے نکل لیا جائے، بہتر ہے۔ اس کی ناک میں اب تک درد ہو رہا تھا، جو پتھر کے آتش دان سے ٹکرائی تھی۔

وہ آتش دان سے نکلا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ دو

افراد دکان میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جس سے وہ ملنا نہیں چاہتا تھا اور اس حال میں کہ وہ راکھ میں لت پت تھا اور راستہ بھٹک کر پہنچا تھا، وہ اس کا سامنا کر ہی نہیں سکتا تھا۔

وہ فاسد جھگڑال تھا۔

حارب نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا، بائیں جانب اسے ایک بڑی سیاہ الماری نظر آئی، وہ جلدی سے اس میں گھسا اور پٹ بھیڑ لئے۔ البتہ ایک جھری رہنے دی جس سے وہ باہر دیکھ سکتا تھا۔ (چند لمحے بعد دکان میں ایک گھنٹی بجی......

فاسد کے ساتھ جو شخص تھا اسے ایک نظر دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ فاسد کا باپ ہے دونوں میں بڑی مشابہت تھی۔

حاسد جھگڑال دکان میں ادھر ادھر گھوم کر چیزیں دیکھتا رہا، پھر اس نے دکان دار کو بلانے کے لئے دوبارہ گھنٹی بجائی۔ ''فاسد...... کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا'' اس نے بیٹے سے کہا۔

فاسد شیشے کی گھورتی ہوئی آنکھ کو چھونے والا تھا مگر باپ کے ٹوکنے پر اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ ''میں تو سمجھا تھا کہ آپ بھی کوئی تحفہ دلانے یہاں آئے ہیں'' اس نے کہا۔ ''میں نے کہا تھا کہ تمہیں ایک اچھی اڑن جھاڑو دلواؤں گا'' فاسد جھگڑال نے انگلیوں سے کاؤنٹر کو طبلے کی طرح بجایا۔

''اگر میں ہاؤس ٹیم میں شامل ہی نہیں ہوں تو اڑن جھاڑو کا کیا فائدہ؟'' فاسد نے چڑ چڑے پن سے کہا'' حارب چرخی کو تو پچھلے سال ہی نمبس 2000 مل گئی۔ اسے پروفیسر اخیار نے خصوصی اجازت دی تھی وہ افقاری ٹیم میں شامل ہو گیا جبکہ اس کا کھیل واجبی ہی سا ہے، بس وہ مشہور ہے نا۔ اس لئے...... اور وہ بھی صرف پیشانی کے اس احمقانہ زخم کی وجہ سے......'' فاسد شوکیس میں رکھی کھوپڑیوں کو دیکھنے کے لئے جھکا'' ...... سب لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت زبردست لڑکا ہے، نمبس 2000 نے اور اس کی دھاک بٹھا دی......''

''یہ سب تم مجھے پہلے ہی بیسیوں بار بتا چکے ہو'' حاسد نے کہا ''اور میں تمہیں یاد دلا دوں کہ حارب چرخی کو پسند کرنا ہماری برادری کے لئے فطری ہے، حارب چرخی وہ ہے جس کی وجہ سے کالے جادو کا بادشاہ غائب ہونے پر مجبور ہوا۔ اوہ...... مسٹر بوتر......''

کاؤنٹر کے پیچھے سے ایک شخص نمودار ہوا جس کی کمر جھکی ہوئی تھی ''مسٹر جھگڑال، آپ کی آمد میرے لئے باعث افتخار ہے، فرمایئے...... میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں، آج ہی مال آیا ہے، وہ دکھاؤں قیمت نہایت معقول......''۔

''آج میں کچھ خریدنے کے لئے نہیں، فروخت کرنے کے لئے آیا ہوں''

مسٹر بوتر کے چہرے سے مسکراہٹ مٹ گئی، ''فروخت کرنے کے لئے آئے ہیں؟''

''تم نے تو سنا ہو گا آج کل وزارت جادوگری والے کثرت سے چھاپے مار رہے ہیں، حاسد نے

جیب سے چرمی کاغذوں کا ایک رول نکالا اور پڑھنے کے لئے مسٹر بوتر کو دیا۔ ''میرے پاس کچھ ایسی چیزیں موجود ہیں جن کا میرے گھر سے برآمد ہونا میرے لئے باعث شرمندگی ہوگا''۔

مسٹر بوتر نے چھوٹے شیشوں والا چشمہ ناک پر جمایا اور کاغذوں کو پڑھنے لگا۔ ''میں نہیں سمجھتا کہ وزارت آپ کی طرف دیکھنے کی جرات بھی کرے گی'' اس نے کہا۔

حاسد جھگڑال کے ہونٹ سکڑ گئے ''ابھی تک تو یہی ہوا ہے جھگڑال نام کی ایک عزت ہے لیکن وزارت کی اپنی سوچ ہے۔ سنا ہے دھرپٹوں کے تحفظ کے لئے ایک نیا قانون بنایا جارہا ہے مجھے یقین ہے کہ وہ احمق، دھرپٹوں کا عاشق ابریق قرولی ہی یہ چکر چلا رہا ہے......''

الماری میں چھپے حارب کی نسوں میں چنگاریاں سی اڑنے لگیں۔

''اب تم تو سمجھ سکتے ہو مسٹر بوتر، ان میں سے بعض زہر......''

''جی مسٹر جھگڑال ذرا میں جائزہ لے لوں''

''یہ مجھے مل سکتا ہے؟'' فاسد جھگڑال نے کشن پر رکھے جھریوں بھرے ہاتھ کو چھوتے ہوئے کہا۔

''اوہ...... دست نصرت'' مسٹر بوتر نے حاسد کی دی ہوئی فہرست کو بھول کر فاسد کی طرف دیکھا ''ایک موم بتی جلا کر اس ہاتھ پر رکھ دو، اس کی روشنی اس کو دکھائی دے گی جس کے ہاتھ میں یہ ہاتھ ہوگا، چوروں اور لٹیروں کے لئے یہ بڑے کام کی چیز ہے، مسٹر جھگڑال، آپ کا بیٹا صاحب ذوق معلوم ہوتا ہے''۔

''میں نہیں سمجھتا بوتر کہ میرے بیٹے کا موازنہ چوروں اور لٹیروں سے کیا جانا چاہئے'' حاسد جھگڑال نے بے حد سرد لہجہ میں کہا۔

''سوری سر۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا میں نے دو غیر متعلق باتیں ملا کر کہہ دیں، ویری سوری''۔

''لیکن اسکول میں اس کے مارکس بہتر نہ ہوئے تو شاید یہ اسی قابل ثابت ہوگا'' حاسد نے منہ بنا کر کہا۔

''اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے'' فاسد نے جلدی سے کہا ''ٹیچرز کے اپنے اپنے لاڈلے اسٹوڈنٹس۔ وہ بینا اخگر......''

''تمہیں شرم آنی چاہئے کہ ایک دھرپٹ فیملی کی لڑکی ہر مضمون میں تم سے آگے ہے''۔

حارب کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ فاسد بیک وقت مشتعل اور شرمندہ نظر آرہا تھا۔

''ہر جگہ یہی حال ہے'' مسٹر بوتر نے آہ بھر کے کہا۔ ''جادوگر خون کی تاثیر ہر جگہ گھٹتی چلی جارہی ہے......''

''ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے'' حاسد جھگڑال کے نتھنے پھڑکنے لگے۔

''بے شک جناب۔ میں بھی اس سے محفوظ ہوں''۔

''میرا خیال ہے، تم میری فہرست کو دیکھو، حاسد نے خشک لہجے میں کہا ''مجھے ذرا جلدی ہے، ایک اہم کام نمٹانا ہے''۔

ان کے درمیان ان چیزوں پر گفتگو ہونے لگی، اس دوران فاسد گھوم کر چیزیں دیکھنے لگا۔ حارب کو ڈر لگنے لگا کیونکہ ہر لمحہ فاسد اس سے قریب ہو رہا تھا۔ فاسد اب ایک بہت خوب صورت نیکلس کو دیکھ رہا تھا۔ نیکلس کے ساتھ کارڈ تھا جس پر لکھا تھا...... چھونا مت، یہ منحوس ہے اب تک 19 دھرپٹوں کی جان لے چکا ہے۔

فاسد نے پلٹ کر دیکھا، اس کی نظریں ٹھیک اس الماری پر جم گئیں جہاں حارب چھپا تھا، پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے ہینڈل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

اسی لمحے کاؤنٹر پر کھڑے حاسد نے کہا ''ڈن بوتر۔ منظور ہے۔ اے فاسد یہاں آؤ''۔

فاسد پلٹا اور اپنے باپ کی طرف چل دیا۔

حارب نے اپنی پیشانی پونچھی، جو پسینے میں بھیگ رہی تھی۔

''ٹھیک ہے بوتر، میں کل تمہارا انتظار کروں گا، میری حویلی آجانا، حاسد جھگڑال نے کہا۔ ''گڈ ڈے''

جیسے ہی فاسد اور حاسد دکان سے نکلے، دکان دار کی مسکراہٹ یوں معلوم ہوئی جیسے پانی پر لکھی کوئی عبارت۔ ''گڈ ڈے مسٹر جھگڑال اگر جو کچھ میں نے سنا ہے وہ درست ہے تو تم نے مجھے جو کچھ فروخت کیا ہے اس سے کئی گنا زیادہ تمہاری حویلی میں......'' وہ بڑبڑاتا ہوا عقبی کمرے میں چلا گیا۔

حارب نے احتیاطاً ایک منٹ انتظار کیا، پھر وہ چپکے سے نکلا اور دبے پاؤں دروازے کی طرف چل دیا۔

باہر نکل کر اس نے ادھر ادھر دیکھا، ٹوٹے ہوئے شیشے کی وجہ سے اسے دیکھنے میں دشواری ہو رہی تھی، پھر بھی اسے اندازہ ہوگیا کہ اس سڑک پر دونوں طرف جو دکانیں ہیں، ان میں صرف کالے جادو سے متعلق اشیاء فروخت ہوتی ہیں جس دکان سے وہ نکلا تھا وہ سب سے بڑی تھی، اس کے سامنے والی دکان کی ونڈو میں سکڑے ہوئے سر رکھے نظر آرہے تھے، کچھ آگے جو دکان تھی، اس کے شوکیس میں دیوقامت مکڑیاں رکھی تھیں۔

اسے احساس ہوا کہ دو عجیب سے حلیے والے جادوگر اسے بہت غور سے دیکھ رہے ہیں اور سرگوشیوں میں باتیں کر رہے ہیں۔ اسے ڈر لگنے لگا، اب کہیں نہ کہیں تو جانا تھا چنانچہ وہ ایک طرف بڑھنے لگا وہ اپنا چشمہ ہاتھ سے پکڑ کر چہرے سے چپکائے ہوئے تھا، وہ سوچ رہا تھا...... کاش یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ مل جائے۔

ایک دکان پر لگے سائن بورڈ سے اسے اندازہ ہوا کہ وہ جگہ چور بازار کہلاتی ہے حارب اور خوف

زدہ ہو گیا وہ سوچ رہا تھا کہ شاید منہ میں راکھ بھر جانے کی وجہ سے وہ جادو گلی ٹھیک طرح نہیں بول سکا ہوگا اس لئے غلط جگہ پہنچ گیا ہے بہر حال اب یہ ضروری تھا کہ وہ خود کو پرسکون رکھے۔

"تم راستہ تو نہیں بھول گئے ہو ڈیئر؟" اچانک کسی نے اس کے کان میں کہا۔

وہ اچھل پڑا، ایک بڈھی جادوگرنی اس کے سامنے کھڑی تھی، اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس پر چھوٹے بڑے ہر طرح کے انسانی ناخن رکھے تھے اور جادوگرنی کے بڑے بڑے دانت نکل رہے تھے۔

"نہیں جی، ایسی کوئی بات نہیں، شکریہ" حارب نے گھبرا کر کہا۔

"ارے حارب..... تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

حارب کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ بڈھی جادوگرنی بھی اچھل پڑی۔ اس کی ٹرے سے بہت سے ناخن نیچے گر پڑے، وہ زیر لب غسام کو برا بھلا کہنے لگی، جو اچانک ہی نمودار ہوا تھا۔

"غسام..... میں..... میں راستہ بھول گیا تھا۔ سفوف انتقال....."

غسام نے اسے گردن سے پکڑا اور کھینچ کر بڈھی جادوگرنی سے دور لے جانے لگا۔ اس کے ٹکرانے سے بڈی جادوگرنی کے ہاتھ سے ٹرے چھوٹ گئی تھی اور اب وہ چیخ چیخ کر اسے برا بھلا کہہ رہی تھی۔

غسام اسے لے کر بڑھتا رہا۔ انہوں نے ایک موڑ کاٹا، تب سامنے ہی حارب کو زرباد کی سفید عمارت نظر آئی، وہاں سے جادوگلی زیادہ دور نہیں تھی۔

جادوگلی میں پہنچ کر غسام نے حارب کو بہت غور سے دیکھا "تمہارا تو بہت برا حال ہو رہا ہے" وہ اس کے کپڑوں سے راکھ جھاڑنے لگا اور یہ تو بتاؤ کہ اس خطرناک جگہ پر تم کیا کر رہے تھے۔ جانتے ہو وہ چور بازار ہے، کالے جادو کا تمام مال..... ہر ممنوعہ چیز وہاں سے ملتی ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مجھے وہاں....."

"میں نے بتایا نا کہ میں غلطی سے وہاں پہنچا تھا لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے؟"

"میں جونک مار تلاش کر رہا تھا، جونکیں اسکول کی ترکاریوں کو بری طرح تباہ کر رہی ہیں" غسام مسکرایا "تم یہاں اکیلے آئے ہو؟"

"نہیں، میں قرولی فیملی کے ساتھ تھا لیکن بچھڑ گیا، اب مجھے ان کو تلاش کرنا ہے"۔

وہ جادوگلی میں بڑھتے رہے "تم نے مجھے خط کیوں نہیں لکھا" غسام نے پوچھا۔

حارب نے اسے رونی ولا میں اپنی پریشانیوں اور ڈوبی کے بارے میں بتایا۔

"یہ لعنتی دھریٹ" غسام غرایا "مجھے پتا ہوتا تو....."

"حارب! حارب!..... وہ رہا....."

حارب نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے مینا نظر آئی وہ اس کی طرف لپکی۔ "ارے یہ تمہارے چشمے کو کیا

ہوا؟" وہ بولی "ہیلو غسام..... تم دونوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی، حارب تم بھی زرباد میں آ رہے ہو نا؟"

"ہاں مگر پہلے رامس وغیرہ کو ڈھونڈنا ہوگا"

"لو..... وہ بھی آ گئے" غسام نے کہا۔

اگلے ہی لمحے وہاں مجمع لگ گیا رامس، فارغ، جامد، پارسی اور مسٹر قرولی سب وہاں آ گئے تھے۔

"حارب..... ہم دعا کر رہے تھے کہ تم زیادہ آگے نہ نکل گئے ہو" مسٹر قرولی نے ہانپتے ہوئے کہا

"تمکہ تو پاگل ہوئی جا رہی تھی وہ بھی آ رہی ہے"

"تم نکلے کہاں سے؟" رامس نے پوچھا۔

"چور بازار میں" حارب کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

شاندار، فارغ اور جامد نے ایک آواز ہو کر کہا۔

"ہمیں تو وہاں جانے کی اجازت ہی نہیں ہے" رامس کے لہجے میں رشک تھا۔

"ہونی بھی نہیں چاہئے" غسام بولا۔

اس وقت مسز قرولی بھی آ گئیں ان کے ایک ہاتھ میں پرس تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ سامرہ کو دبوچے ہوئی تھیں "اوہ حارب..... میرے بچے..... میں تو پریشان ہو گئی تھی کہ نجانے تم کہاں ہو" انہوں نے پرس سے رومال نکالا اور حارب کا چہرہ صاف کرنے لگیں۔ مسٹر قرولی نے حارب کا چشمہ لیا اور اپنی جادو کی چھڑی گھماتے ہوئے کچھ بڑبڑائے، چشمہ بالکل پہلے جیسا ہو گیا۔

"اچھا بھئی میں چلتا ہوں" غسام نے کہا "اب سحر کدہ میں ملیں گے"۔

حارب رامس اور مینا کے ساتھ زرباد کی طرف چل دیا "پتا ہے چور بازار میں میں نے کسے دیکھا؟ راستے میں اس نے کہا "فاسد اور اس کے پاپا کو"۔

"کیا وہ وہاں خریداری کر رہا تھا؟" عقب سے مسٹر قرولی نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ کچھ بیچنے کی بات کر رہے تھے" حارب نے بتایا۔

"اس کا مطلب ہے وہ پریشان ہے" مسٹر قرولی نے خوش ہو کر کہا "کاش..... اسے پکڑ سکوں کسی ممنوعہ چیز کے ساتھ"

"محتاط رہو ابریق" مسز قرولی نے انہیں ٹوکا۔ اب وہ لوگ بینک میں داخل ہو رہے تھے "جھگڑال فیملی ایک بہت بڑا وبال ہے، دانتوں سے اتنا ہی کاٹو جتنا چبا سکو"۔

"تو تمہارے خیال میں میں حاسد جھگڑال کے جوڑ کا نہیں ہوں" مسٹر قرولی نے غصے سے کہا۔ لیکن فوراً ہی ان کا دھیان بٹ گیا کاؤنٹر پر مینا کے والدین کھڑے تھے اور بے حد نروس دکھائی دے رہے تھے۔

مینا نے ان کا سب سے تعارف کرایا۔

''واہ......آپ لوگ تو دھر پٹ ہیں''، مسز قرولی نے بے حد خوش ہو کر کہا۔ ''کیوں نہ کہیں بیٹھ کر کچھ پیا جائے، ارر...... یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے دھر پٹوں کی کرنسی۔

آپ تبدیل کرا رہے ہیں؟ تکمہ...... دیکھو تو'' انہوں مینا کے والد کے ہاتھ میں موجود نوٹوں کی طرف اشارہ کیا۔

''یہیں ملیں گے''، رامس نے مینا سے کہا کیونکہ اس کی فیملی اور حارب اب زرباد کے زیر زمین سیف کی طرف جانے والے تھے۔

وہ سفر حارب کو یاد تھا تیز رفتار ٹرین، جس میں بیٹھ کر غسام کی طبیعت خراب ہوگئی تھی مگر حارب کے لئے وہ پرلطف سفر تھا۔

لیکن قرولیوں کا سیف دیکھ کر حارب کو بہت دکھ ہوا، وہاں صرف ایک طلائیہ تھا اور نقروں کا چھوٹا سا ڈھیر۔ مسز قرولی نے تمام نقرے سمیٹ کر نکال لیے۔ اس کے بعد اپنے سیف کو دیکھ کر حارب کو شرمندگی ہوئی، اس نے کوشش کی کہ وہ اپنے سکوں اور قرولی فیملی کے درمیان آڑ بن جائے اور وہ اس کی دولت نہ دیکھ سکیں، اس نے جلدی سے مٹھی بھر سکے اپنے بیگ میں ڈال لیے۔

بینک سے باہر نکل کر وہ سب جدا ہوگئے، فارغ اور حامد کو اپنا ایک کلاس فیلو قارون نظر آ گیا تھا، وہ اس کے ساتھ ہولیے۔ پارس کوئی چیز خریدنے چلا گیا۔ مسز قرولی سامرہ کو لے کر سیکنڈ ہینڈ لبادوں کی دکان کی طرف بڑھ گئیں، مسز قرولی مسٹر اور مسز انگر کو لے کر ''رستی ہوئی کڑاہی'' نامی ریسٹورنٹ میں چلے گئے۔

''ایک گھنٹے بعد کتابوں کی دکان میں ملیں گے''، مسز قرولی نے سامرہ کے ساتھ جاتے ہوئے کہا۔

حارب، رامس اور مینا ادھر ادھر گھومتے، دکانوں کا جائزہ لیتے پھرے، حارب کی جیب میں موجود ہتھیلی میں کھنکھناتے ہوئے سونے چاندی اور کانسی کے سکے اسے خریداری پر اکسا رہے تھے، اس نے تینوں کے لئے آئس کریم خریدی۔

پھر مینا انہیں روشنائی اور کاغذ کی دکان پر لے گئی، مختلف دکانوں میں رامس کے بھائی ہی نظر آئے۔

ایک گھنٹے بعد انہوں نے کتابوں کی دکان کا رخ کیا لیکن انہیں دکان پر غیر معمولی ہجوم دیکھ کر حیرت ہوئی۔ پھر انہیں اس کی وجہ بھی معلوم ہوگئی، دکان کے اوپر ایک بینر لگا تھا، جس پر لکھا تھا...... جناب قفلیس دلدر اپنی خودنوشت ''جادوئی میں'' اپنے آٹوگراف کے ساتھ ساڑھے بارہ بجے سے چار بجے تک رہیں گے۔

''ارے واہ...... ہم ان سے مل سکتے ہیں''، مینا نے بے حد خوش ہو کر کہا ''انہوں نے تو بہت کتابیں لکھیں ہیں''۔

ہجوم میں زیادہ تر جادوگرنیاں تھیں...... اور وہ بھی مسز قرولی کی عمر کی۔ ایک حیران و پریشان جادوگر

دروازے پر کھڑا کہے جا رہا تھا...... پلیز پرسکون رہیے، معزز خواتین دھکے نہ دیجئے، دیکھیں کتابوں کا خیال رکھیں......

حارب مینا اور رامس دکان میں گھسے، دکان کے عقبی حصے میں ایک لمبی قطار نظر آ رہی تھی، ایک کرسی پر بیٹھا قفلیس دلدر اپنی کتابوں پر دستخط کر رہا تھا، ان تینوں نے چند کتابیں خریدیں اور پھر قطار میں لگ گئے۔ وہاں رامس کی پوری فیملی مسٹر اور مسز انگر کے ساتھ پہلے ہی موجود تھی۔

''تم لوگ آ گئے۔ اچھا ہوا'' مسز قرولی نے کہا ان کا انداز ہیجانی تھا ''اب ہم مسٹر قفلیس کو دیکھ سکیں گے''

قطار دھیرے دھیرے سرکتی رہی، یہاں تک کہ قفلیس دلدر بیٹھا نظر آنے لگا، اس کے سامنے میز پر اس کی تصویروں کا انبار لگا تھا...... مسکراتی...... آنکھ مارتی تصویریں...... وہ اپنی آنکھوں کے رنگ سے میچ کرتا ہوا نیلے رنگ کا لبادہ پہنے ہوئے تھا۔

قریب ہی ایک پست قد شخص کیمرا لیے ادھر ادھر چلتے ہوئے تصویر بنا رہا تھا جب بھی فلیش بلب چمکتا، اس بڑے سیاہ رنگ کے کیمرے سے اودے رنگ کا دھواں خارج ہوتا۔

''یہاں سے ہٹو...... ذرا اس طرف'' فوٹو گرافر سے رامس سے چڑچڑے پن سے کہا۔

''تم کون ہو بھئی، کیا یہ دکان تمہاری ہے؟'' رامس برا مان گیا۔

''میں روزنامہ جادو نیوز کا فوٹو گرافر ہوں''۔

''تو کیا بہت بڑی چیز ہو''۔

یہ آوازیں قفلیس کے کانوں تک پہنچیں تو اس نے سر اٹھا کر اس طرف دیکھا، اسے پہلے رامس...... اور پھر حارب نظر آیا۔ چند لمحے وہ حارب کو دیکھتا رہا، پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا ''ارے...... یہ تو حارب چرخی معلوم ہوتا ہے'' اس نے چیخ کر کہا۔

لوگ ادھر ادھر ہٹ کر راستہ دینے لگے، ہیجانی سرگوشیوں کے درمیان قفلیس دلدر حارب کی طرف لپکا، اس نے حارب کا ہاتھ تھاما اور اسے کھینچ کر اپنے ساتھ سامنے لے آیا۔

سب لوگ تالیاں بجانے لگے......

حارب کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ قفلیس نے فوٹو گرافر کو اشارہ کیا، وہ حارب کے ساتھ قفلیس کی تصویریں بنانے لگا، ہاتھ ہلاتے ہوئے...... باتیں کرتے...... فوٹو گرافر عملاً دھواں دھار تصویریں بنا رہا تھا۔ قرولی فیملی اودے دھویں کے پیچھے چھپ گئی تھی۔

''حارب...... کھل کر مسکراؤ''، قفلیس نے اپنے چمک دار دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا ''تم اور میں ایک ساتھ...... یہ تو صفحہ اول کا سامان ہے''

کافی دیر بعد اس نے حارب کا ہاتھ چھوڑا تو حارب بوکھلا کر اپنی انگلیاں ٹٹولنے لگا، ہاتھ سن ہونے

کی وجہ سے اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کی انگلیاں غائب ہوگئی ہیں، اس نے قرولیوں کی طرف بڑھنا چاہا لیکن قفلیس نے اسے کندھوں سے جکڑ کر اپنے اور قریب کرلیا۔

''خواتین وحضرات،'' قفلیس نے بلند آواز میں کہا ''یہ ایک یادگار موقع ہے...... شاندار لمحہ! وہ اعلان کرنے کے لئے جسے میں کب سے رو کے بیٹھا تھا......''

وہاں موجود سب لوگ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھے۔

''جب حارب چمرخی اس دکان میں داخل ہوا تو وہ صرف میری خودنوشت خریدنا چاہتا تھا،'' قفلیس نے ڈرامائی انداز میں کہا ''لیکن میں اپنی خودنوشت اب اس کی خدمت میں تحفتاً پیش کروں گا...... بالکل مفت......''

اس پر لوگوں نے پھر تالیاں بجائیں۔

''حارب نے سوچا بھی نہیں ہوگا......'' قفلیس نے حارب کو جھنجھوڑ ڈالا۔ اس کا چشمہ سرک کر ناک کی پھننگ پر جا پہنچا ''...... کہ اسے میری خودنوشت کے علاوہ بھی بہت کچھ ملے گا، اسے اور اس کے اسکول کے طلبا کو میں سچ مچ کا جیتا جاگتا ملنے والا ہوں۔ جی ہاں خواتین وحضرات، مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے فخر بھی ہو رہا ہے اور مسرت بھی کہ ستمبر کی یکم تاریخ سے میں جادوگری کے فن کی سب سے بڑی درس گاہ سحرکدہ میں کالے علوم کے مقابلے میں دفاع کے مضمون کی کلاس لیا کروں گا...... ٹیچر کی حیثیت سے''۔

اس بار تالیاں اور زیادہ بجیں۔

قفلیس نے حارب کو اپنی لکھی ہوئی تمام کتابوں کی دستخط شدہ کاپیاں پیش کیں، وہ کتابوں کے بوجھ تلے دبا جا رہا تھا، کتابوں کا ڈھیر اٹھائے جیسے تیسے وہ دکان کے گوشے کی طرف بڑھا، جہاں سامرہ ہاتھ میں اپنی نئی کڑاہی لیے کھڑی تھی۔

''یہ کتابیں تمہاری ہوئیں'' حارب نے سامرہ سے کہا اور کتابوں کو اس کڑاہی میں رکھ دیا ''اب میں اپنے لئے کتابیں خریدوں گا......''

''لیکن تمہیں یہ بہرحال بہت اچھا لگا ہوگا کیوں چمرخی''؟

حارب کو یہ آواز پہچاننے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی، وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس نے فاسد جھگڑال کو روبرو پایا۔ فاسد کے ہونٹوں پر وہی مخصوص زہریلی مسکراہٹ تھی، جو اب حارب کے لئے اس کی پہچان بن گئی تھی۔

''مشہور ومقبول حارب چمرخی، جو کتابوں کی دکان میں داخل ہو تو اخبار کے صفحہ اول کی خبر اور تصویر کا سامان بن جاتا ہے'' فاسد نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''اس کا پیچھا چھوڑ دو، اسے یہ سب کچھ نہیں چاہئے'' سامرہ نے سخت لہجے میں کہا، وہ پہلا موقع تھا کہ حارب کی موجودگی میں وہ بولی تھی اور وہ فاسد جھگڑال کو خشمناک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

''اوہ ہو تو حارب چمرخی کی گرل فرینڈ بھی ہے'' فاسد نے کہا۔

سامرہ کا چہرہ سرخ ہوگیا ادھر رامس اور مینا کتابیں اٹھائے ہوئے راستہ بناتے آگے بڑھ رہے تھے

''اوہ...... تو یہ تم ہو؟'' رامس نے حاسد کو دیکھ کر کہا، انداز ایسا تھا جیسے کوئی بہت بری چیز دیکھ لی ہو ''کیا تمہیں حارب کو یہاں دیکھ کر حیرت ہوئی ہے؟''

''نہیں حیرت تو تمہیں یہاں دیکھ کر ہوئی ہے'' فاسد نے ترکی بہ ترکی کہا۔ ''میرا خیال ہے ان کتابوں کی قیمت ادا کرنے کے بعد تمہارے والدین کو ایک ماہ تک فاقے کرنے پڑیں گے''۔

رامس کا چہرہ سامرہ سے بھی زیادہ سرخ ہوگیا اس نے کتابیں کڑاہی میں رکھیں، اور فاسد کی طرف جھپٹا لیکن حارب اور مینا نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

''رامس، تم کیا کر رہے ہو؟'' مسٹر قرولی فارغ اور جامد کو ہٹا کر آگے بڑھا ''یہ کیا پاگل پن ہے باہر چلو''۔

''اوہ...... بہت خوب، ابریق قرولی'' وہ آواز فاسد کے باپ حاسد جھگڑال کی تھی، وہ فاسد کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا، اس کے ہونٹوں پر وہی زہریلی مسکراہٹ تھی جو فاسد کی پہچان بن چکی تھی۔

''حاسد'' مسٹر قرولی نے سرد لہجے میں کہا اور سر ہلانے لگے۔

''سنا ہے آج کل وزارت میں بڑی مصروفیت ہے'' حاسد نے کہا ''چھاپے ہی چھاپے۔ شاید تگڑا اوورٹائم بنا رہے ہوگے'' اس نے سامرہ کی کڑاہی میں ہاتھ ڈال کر ایک سیکنڈ ہینڈ بک نکالی جو دیکھنے میں بہت ہی پرانی لگ رہی تھی ''لیکن نہیں...... ورنہ تم پرانی کتاب کیوں خریدتے بیٹی کے لئے۔ ارے اگر وہ تمہیں ڈھنگ کی تنخواہ نہیں دے سکتے تو خواہ مخواہ جادوگروں کے نام پر دھبہ بننے کا کیا فائدہ؟''

مسٹر قرولی کے چہرے پر جو سرخی آئی، وہ رامس اور سامرہ کے چہرے سے بڑھ کر تھی ''حاسد جھگڑال، ہمارا معیار تم سے مختلف ہے۔ ہم جادوگری کے نام پر دھبہ غربت کو نہیں، دل کے اور عمل کے کالے پن کو سمجھتے ہیں'' انہوں نے بے حد تحمل سے کہا۔

''ظاہر ہے، نظر آ رہا ہے'' حاسد جھگڑال نے بہت غور سے مسٹر اور مسز اخگر کو دیکھا جو بہت نروس نظر آ رہے تھے'' تمہاری محبت سے اندازہ ہوتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تمہاری فیملی اس سے بڑھ کر پستی میں جاسکتی ہے کیونکہ وہ پہلے ہی پستی کی آخری حد کو پہنچ چکی ہے''۔

مسٹر قرولی حاسد جھگڑال پر جھپٹے، سامرہ کی کڑاہی الٹ گئی، حاسد جھگڑال سنبھلتے سنبھلتے ہی عقب میں موجود بک شیلف سے جا ٹکرایا۔ جادو کی کئی بھاری بھاری کتابیں ان دونوں کے سروں پر گریں۔

ردعمل سب لوگوں کا مختلف تھا ''ڈیڈی...... اسے چھوڑنا نہیں'' فارغ اور جاماد چلائے۔

''نہیں ابریق نہیں'' مسز قرولی کے لہجے میں وحشت تھی۔

اور لوگ گھبرا کر بھاگے تو کئی شیلف اور بھی گر گئے۔ ''حضرات...... پلیز حضرات......'' سیلز مین بے سود چلا رہا تھا کیونکہ اس کی سننے والا کوئی نہیں تھا ''ارے ہٹیں...... دور ہٹیں کیوں لڑ رہے ہیں......''

غسام کتابوں کے سمندر سے گزرتا ہوا دونوں لڑنے والوں کی طرف بڑھ رہا تھا، پھر انہوں نے ایک جھٹکے میں ان دونوں کو الگ کر دیا، مسٹر قرولی کا ہونٹ پھٹ گیا تھا اور حاسد جھگڑال کی آنکھ کے قریب نیل پڑ گیا تھا لیکن اس کے ہاتھ میں اب بھی سامرہ کی سیکنڈ ہینڈ بک تھی۔

اس نے کتاب سامرہ کی طرف بڑھائی، اس کے چہرے پر شیطنت تھی ''اے لڑکی، یہ اپنی کتاب لو۔ تمہارا باپ اس سے بہتر کوئی چیز تمہیں نہیں دلا سکتا''۔ اس نے حقارت بھرے لہجے میں کہا، پھر انہوں نے خود کو غسام کی گرفت سے چھڑا دیا اور فاسد کو باہر نکلنے کا اشارہ کرتے ہوئے دکان سے باہر چلا گیا۔

''تمہیں اس کو نظرانداز کر دینا چاہئے تھا ابریق'' غسام نے مسٹر قرولی سے کہا ''یہ تو پورا گھرانہ ہی سڑا ہوا بدبودار ہے، سب جانتے ہیں یہ بات، ان کا تو خون ہی خراب ہے اچھا آؤ، باہر چلیں......''

سیلز مین کے انداز سے لگا کہ وہ انہیں روکنا چاہتا ہے لیکن وہ مشکل سے غسام کی کمر تک پہنچتا تھا چنانچہ اسے ہمت نہیں ہوئی کہ انہیں روکتا۔

وہ لوگ باہر نکل آئے، مسٹر اور مسز اگر ڈر سے کپکپا رہے تھے جبکہ مسز قرولی غصے سے لرز رہی تھیں ''بڑی اچھی مثال قائم کی ہے تم نے بچوں کے لئے'' وہ شوہر سے کچھ کہہ رہی تھی ''اس طرح پبلک میں لڑنا جھگڑنا یہ بھی نہیں سوچا کہ مسٹر قفلیس ہمارے بارے میں کیا رائے......''

''وہ تو بہت خوش ہوئے'' فارغ نے ماں کی بات کاٹ دی ''آپ نے سنا ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے تھے، جب ہم باہر نکل رہے تھے تو انہوں نے جادو نیوز کے نامہ نگار سے کہا کہ اس جھگڑے کی خبر بھی لگا دینا، وہ کہہ رہے تھے کہ زبردست پبلسٹی ملے گی......''

بہرحال وہ سب ''رستی ہوئی کڑاہی'' کے آتش دان تک پہنچے تو بے حد بجھے بجھے تھے، یہاں سے انہیں سفوف انتقال کی مدد سے واپسی کا سفر کرنا تھا، انہوں نے مینا کے والدین سے رخصت طلب کی انہیں دوسری جانب سے دھرپٹوں کے علاقے میں جانا تھا۔

''یہ آپ لوگوں کے ہاں بس اسٹاپ کس طرح......'' رخصت ہوتے ہوتے مسٹر قرولی نے مسٹر اگر سے پوچھنا چاہا مگر مسز قرولی کے تیور دیکھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

حارب نے اپنا چشمہ اتار کر جیب میں رکھ لیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مجبوری نہ ہوتی تو وہ یہ سفر ہرگز نہ کرتا۔ سفوف انتقال اسے راس نہیں آیا تھا، پہلا تجربہ ہی بہت ناخوش گوار ثابت ہوا تھا۔

☆......☆......☆......☆

گرمی کی چھٹیاں اتنی تیزی سے ختم ہوئی کہ حارب بے لطف ہو کر رہ گیا، وہ سحر کدہ واپس جانے کے لئے بے تاب تھا لیکن قرولی بھٹ میں یہ ایک مہینہ اس کی زندگی کا خوش گوار ترین عرصہ تھا، خوشی کے دن پلک جھپکتے گزر جاتے ہیں، اس نے بہت ناخوش ہو کر سوچا۔

سچی بات یہ کہ اسے رامس پر رشک آتا تھا اپنا گھر، محبت کرنے والے ماں باپ اور بہن بھائی، اور پھر وہ یہ سوچ کر بھی پریشان ہو رہا تھا کہ اگلے سال گرمیوں کی چھٹیوں میں رونی ولا جائے گا تو وہاں اس کا کیسا استقبال ہوگا۔

روانگی سے ایک دن پہلے مسز قرولی نے ایک زبردست دعوت کا اہتمام کیا، وہاں کھانے کی وہ تمام چیزیں موجود تھیں، جو حارب کو بہت پسند تھیں، فارغ اور جادو نے اس رات آتش بازی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے کچن کو سرخ اور نیلے ستاروں سے بھر دیا، جو کبھی چھت سے ٹکراتے اور کبھی تیرتے ہوئے کسی دیوار سے جا چپکتے، آخر میں انہیں گرم گرم چاکلیٹ کا ایک کپ دیا گیا۔

اگلی صبح سویرے ہی روانگی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ وہ مرغے کی پہلی بانگ پر اٹھے تھے، اس کے باوجود انہیں وقت کی تنگی کا احساس ہو رہا تھا، وجہ یہ تھی کہ کرنے کو بہت کام تھے، مسز قرولی اس وجہ سے بہت چڑچڑی ہو رہی تھیں، اس صبح ناشتہ بھی کسی نے بیٹھ کر نہیں کیا وہ چلتے پھرتے، سیڑھیوں پر ایک دوسرے سے ٹکراتے ناشتہ کر رہے تھے۔

مسٹر قرولی سامرہ کا ٹرنک لے جاتے ہوئے ایک شریر مرغی سے بچنے کے چکر میں اس بری طرح گرے کہ ان کی گردن ٹوٹتے ٹوٹتے بچی۔

حارب کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آٹھ افراد، چھ بڑے ٹرنک، دو الو اور ایک چوہا چھوٹی سی فورڈ کار میں کیسے سمائیں گے، لیکن اس وقت تک اسے ان جادوئی اضافوں کا علم نہیں تھا، جو مسٹر قرولی نے اس گاڑی میں کیے تھے۔

''تکمہ سے ایک لفظ بھی نہ کہنا'' مسٹر قرولی نے حارب سے سرگوشی میں کہا پھر انہوں نے اسے ڈگی کھول کر دکھائی، جسے انہوں نے جادو سے اتنا کشادہ کر دیا تھا کہ تمام ٹرنک اس میں بہ آسانی سما گئے تھے۔

بالآخر وہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے تو مسز قرولی نے پچھلی سیٹ کی طرف دیکھا جہاں حارب، رامس، فارغ، جاماد اور پارس بہت آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔

''ہم لوگ دھرپٹوں کو بے وقوف سمجھتے ہیں'' انہوں نے کہا ''مگر سچی بات یہ ہے کہ ایسی آرام دہ اور بڑی کار بنانے پر وہ داد کے مستحق ہیں'' وہ سامرہ کے ساتھ اگلی نشست پر بیٹھی تھیں، جسے مسٹر قرولی کے جادو نے پارک کی بینچ جیسی کشادگی عطا کر دی تھی، چنانچہ مسز قرولی خوب پھیل کر بیٹھ گئیں، تب انہوں نے اپنی بات پوری کی ''میرا مطلب ہے کہ یہ کار باہر سے اتنی بڑی نہیں لگتی، کون کہہ سکتا ہے کہ اس کے اندر اتنی گنجائش ہوگی''۔

مسٹر قرولی نے انجن سٹارٹ کیا اور کار کو باہر لے آئے، حارب نے پلٹ کر قرولی بھٹ پر الوداعی نظر ڈالی، کون جانے، دوبارہ اسے یہاں آنے کا موقع ملے گا یا نہیں، اس نے افسردگی سے سوچا۔

باہر نکلتے ہی لوگوں کو اپنی بھولی ہوئی چیزیں یاد آنے لگیں، حامد اپنے پٹاخوں کا ڈبہ لانا بھول گیا تھا، اس کے بعد فارغ کو اپنی اڑن جھاڑو یاد آئی اور گاڑی موٹروے پر پہنچی تو سامرہ کو اپنی ڈائری یاد آئی۔ اس سب کے نتیجہ میں انہیں لیٹ ہونے کا احساس ہونے لگا، سب کے پارے چڑھنے لگے۔ مسٹر قرولی نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی اور دوسری اپنی اہلیہ پر "سنو تکمہ ڈیئر......"

"نہیں ابریق"

حارب کی سمجھ میں نہیں آیا کہ مسٹر قرولی نے کیا کہا ہے جس کا جواب مسز قرولی نفی میں دے رہی ہیں۔

"سنو......کوئی بھی نہیں دیکھے گا" مسٹر قرولی کے لہجے میں التجا تھی "یہ چھوٹا سا بٹن نظر آرہا ہے نا" یہ میں نے خاص طور پر لگایا ہے، اس کو دباؤں گا تو یہ کار غیر مرئی ہو جائے گی اور ہم بادلوں کے اوپر چلے جائیں گے، دس منٹ کی تو بات ہے کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا"۔

"میں نے کہا نا امریق نہیں، ہرگز نہیں، دن دیہاڑے یہ سب کچھ نہیں ہوگا"۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پونے گیارہ بجے اسٹیشن پہنچے، مسٹر ابریق نے گاڑی پارک کی اور لپک کر ٹرالیاں لائے، ٹرنک ٹرالیوں پر رکھے گئے، یوں وہ اسٹیشن میں داخل ہوئے۔

حارب گزشتہ سال سحر کدہ ایکسپریس میں سفر کر چکا تھا، وہاں بس ایک ہی پیچیدگی تھی...... پلیٹ فارم نمبر پونے دس تک پہنچنا جسے دھرپٹوں کی آنکھ سے اوجھل کر دیا گیا تھا، اس پلیٹ فارم تک پہنچنا مشکل بھی نہیں تھا لیکن یہ خیال رکھنا پڑتا تھا کہ دھرپٹوں کو احساس نہ ہو جائے کہ کوئی بالکل اچانک چلتے چلتے غائب ہو گیا ہے۔

"پارس، پہلے تم جاؤ" مسز قرولی نے نروس انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار گھڑی بھی دیکھ رہی تھی جو بتاتی تھی کہ ان کے پاس صرف پانچ منٹ ہیں، جن میں انہیں رکاوٹ پار کر کے پلیٹ فارم پر پہنچنا ہے۔

پارس تیزی سے آگے بڑھا اور غائب ہو گیا، اس کے بعد مسٹر قرولی، فارغ اور حامد چلے گئے۔

"میں سامرہ کو لے کر جا رہی ہوں" مسز قرولی نے رامس سے کہا "تم اور حارب میرے بعد آجانا" پھر وہ بھی چلی گئیں۔

"اب صرف ایک منٹ بچا ہے، ہم دونوں کو ساتھ جانا ہوگا" رامس نے حارب سے کہا۔

وہ دونوں اپنی ٹرالیوں کو دھکیلتے اس دیوار کی طرف بڑھے، جس کے پار پلیٹ فارم نمبر پونے دس تھا، اس بار حارب پر اعتماد تھا کیونکہ ایک بار کا کامیاب تجربہ اس کے ساتھ تھا اور یہ معاملہ سفوف انتقال سے بالکل مختلف تھا۔

دیوار سے کچھ پیچھے انہوں نے رفتار بڑھائی اور ادھر ادھر دیکھا، موقع اچھا تھا کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

دھماکے کی آواز......!

ان کی ٹرالیاں دیوار سے ٹکرائیں اور ردعمل کے طور پر واپس آئیں رامس کا ٹرنک اس کی ٹرالی کے اوپر سے گر گیا، حارب کے پاؤں اکھڑ گئے، وہ گرا اور ادھر برفیل کا پنجرہ بھی لڑھکنے لگا، برفیل نے گھبرا کر چیخنا شروع کر دیا۔

اب وہاں موجود تمام لوگ حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے، ایک گارڈ نے چلا کر کہا "اے......تم لوگ کیا کر رہے ہو؟"

حارب سنبھل کر اٹھا "ٹرالی میرے کنٹرول میں نہیں رہی تھی" اس نے اپنی پسلیوں کو سہلاتے ہوئے کہا۔

رامس نے برفیل کا پنجرہ اٹھایا، اس کی چیخوں نے انہیں تماشہ بنا کر رکھ دیا تھا، لوگ تبصرے کر رہے تھے کہ جانوروں کے ساتھ کیسا ظالمانہ سلوک کیا جاتا ہے۔

"ہم لوگ گزر کیوں نہیں سکے؟" حارب نے رامس سے پوچھا۔

"مم...... مجھے کیا معلوم" رامس بولا قریب ہی موجود دس بارہ افراد انہیں متجسس نظروں سے دیکھ رہے تھے "ہماری ٹرین نکل جائے گی" اس نے سرگوشی میں کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ راستہ اچانک بند کیسے ہو گیا"۔

حارب نے کلاک کو دیکھا تو اس کے پیٹ میں اتھل پتھل ہونے لگی دس سیکنڈ......نو سیکنڈ......

انہوں نے ادھر ادھر دیکھ کر ٹرالی کو دیوار سے ملایا اور پوری قوت سے دھکیلا لیکن دیوار انہیں راستہ دینے کو تیار نہیں تھی۔

تین سیکنڈ......دو سیکنڈ......ایک سیکنڈ......

"ٹرین تو گئی" رامس حواس باختہ ہو رہا تھا اب اگر ممی اور ڈیڈی بھی واپس ہم تک نہ آسکے تو کیا ہوگا۔ تمہارے پاس دھرپٹوں کی کرنسی ہے؟"

حارب ہذیانی انداز میں ہنسا "خالہ نے کبھی مجھے جیب خرچ نہیں دیا ایک دھیلا بھی نہیں"

مضطرب رامس نے دیوار سے کان ملایا، چند لمحے وہ بولا تو اس کے لہجے میں مایوسی تھی، "کچھ سنائی بھی نہیں دے رہا ہے اب ہم کیا کریں...... یہ راستہ بند ہے ممی اور ڈیڈی بھی نجانے کب ہم تک پہنچیں گے"۔

انہوں نے ادھر ادھر دیکھا کچھ لوگ اب بھی بہت غور سے دیکھ رہے تھے، وجہ صرف برفیل تھا جو اب بھی چیخے جا رہا تھا۔

"میرا خیال ہے ہم کار کے پاس واپس چلیں اور تمہارے ممی ڈیڈی کا انتظار کریں، لوگوں کو متوجہ دیکھ کر مجھے گھبراہٹ......"

"ارے واہ......" رامس کی آنکھیں اچانک چمکنے لگیں "کار"

"کار سے مطلب؟"

"ہم سحر کدہ تک پرواز بھی کر سکتے ہیں"

"لیکن میرا خیال تھا کہ......"

"دیکھو نا ہم پھنس چکے ہیں اور ہمیں اسکول بھی لازماً پہنچنا ہے دوسرے درحقیقت سنگین ہنگامی حالات میں نابالغ جادوگروں کو بھی جادو کرنے کی اجازت ہے، قانون ممانعت کی شق نمبر 17......"

حارب کی پریشانی اچانک ہی ہیجان انگیز حیرت میں تبدیل ہوگئی، "تم کار اڑا سکتے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"یہ تو کوئی مسئلہ نہیں" رامس نے ٹرالی کو اسٹیشن کے مرکزی دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا "چلو...... اگر پھرتی دکھائی تو ہم سحر کدہ ایکسپریس کے پیچھے پیچھے جاسکیں گے"۔

وہ لوگ اسٹیشن سے نکلے اور اس سائیڈ روڈ پر گئے، جہاں ان کی فورڈ کھڑی کی گئی تھی۔ جاتے جاتے بھی وہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ رامس نے اپنی جادو کی چھڑی کئی بار لہرائی، تب جا کے ڈگی کھلی۔ انہوں نے اپنے ٹرنک ڈگی میں رکھے، برفیل کا پنجرہ عقبی نشست پر ڈالا اور خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"ذرا دیکھو، کوئی ہماری طرف متوجہ تو نہیں" رامس نے حارب سے کہا۔ اب وہ اگنیشن کی طرف جادو کی چھڑی گھما رہا تھا۔

حارب نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر دیکھا، مین روڈ پر ٹریفک چل رہا تھا لیکن یہ سڑک بالکل سنسان تھی۔ "سب ٹھیک ہے" اس نے کہا۔

رامس نے ڈیسک بورڈ پر نصب سلور کلر کا بٹن دبایا اور کار غائب ہوگئی...... باہر سے۔ اس کا مطلب تھا کہ اب باہر کسی کو نہ تو کار نظر آرہی ہوگی اور نہ کار میں بیٹھے ہوئے وہ دونوں۔ حارب کو کار کا ارتعاش محسوس ہو رہا تھا، وہ محسوس کر سکتا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے گھٹنوں پر رکھے ہیں، اپنا چشمہ اسے ناک پر لٹکا محسوس ہو رہا تھا لیکن اپنے جسم کا کوئی حصہ اور کار کی کوئی بھی چیز اسے نظر نہیں آرہی تھی۔

پھر کار دھیرے دھیرے اٹھتی محسوس ہوئی، نیچے کھڑی کاروں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ ان کی کار دس فٹ اوپر اٹھ چکی ہے۔

"چلو بھئی...... چلتے ہیں" برابر والی سیٹ سے رامس کی آواز آئی، وہ نظر نہیں آرہا تھا۔

اب کار تیزی سے اٹھ رہی تھی، نیچے کھڑی کاریں نقطوں میں تبدیل ہوگئیں، عمارتیں دور اور چھوٹی نظر آنے لگیں، چند ہی لمحوں میں نیچے جیتا جاگتا شہر کسی نقشے کی طرح بے خدوخال لگنے لگا۔

پھر کار میں کسی بوتل کا کارک کھلنے کی سی آواز سنائی دی اور حارب اور رامس دونوں نمودار ہوگئے۔

"اوہو" رامس نے پرتشویش نظروں سے سلور بٹن کو دیکھا "اس میں کچھ گڑبڑ ہے......" وہ بڑبڑایا۔

ان دونوں نے بٹن کو زور زور سے دبایا، کار پھر غائب ہوئی مگر اگلے ہی لمحے دوبارہ ظاہر ہوگئی۔

"دبائے رکھو" رامس نے چیخ کر کہا اور پاؤں سے پوری طاقت ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈالا، کار بادلوں کے درمیان پہنچ گئی، اب وہاں دھند کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

"اب کیا ہوگا؟" حارب کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"ہمیں ٹرین پر نظر رکھنا ہوگی ورنہ یہ معلوم نہیں ہوگا کہ ہمیں کس طرح جانا ہے"

"تو کار کو نیچے لے کر چلو"۔

وہ بادلوں سے نیچے آئے، ان کی نگاہیں نیچے ٹرین کو تلاش کر رہی تھیں۔

"وہ رہی...... وہ سامنے" حارب چلایا۔

واقعی...... نیچے سحر کدہ ایکسپریس کسی سرخ سانپ کی طرح لہراتی آگے بڑھتی نظر آرہی تھی۔

"یہ شمال کی طرف جا رہی ہے" رامس نے کار کے کمپاس کو چیک کرتے ہوئے کہا۔ "بس اب ہم ہر آدھے گھنٹے بعد ٹرین کو چیک کرتے رہیں گے، ذرا سنبھل کر بیٹھو......"

کار کمان سے نکلے تیر کی طرح بادلوں کی طرف لپکی، پھر وہ اور اوپر اٹھ گئے...... اور اچانک وہاں دھوپ ہی دھوپ تھی۔

وہ ایک بالکل الگ دنیا تھی، کار کے پہیے بادلوں پر تھے، آسمان چمکدار نیلا تھا سورج آگ کا دہکتا ہوا آتشی گولا...... اور نیچے سفید بادلوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

"اب ہمیں فکر ہے تو صرف جہازوں کی" رامس نے کہا۔

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنسنے لگے، خاصی دیر تک وہ ہنستے رہے، خود کو روکا ہی نہیں جا رہا تھا۔

وہ انہیں ایک بہت پھیلا ہوا...... شاندار زبردست خواب لگ رہا تھا، حارب کو یہ سفر بہت اچھا اور فطری لگ رہا تھا، جگہ جگہ بادلوں کی تیرتی ہوئی ٹکڑیاں...... اور تیز دھوپ، گلوز کمپارٹمنٹ میں ٹافیوں کا پیکٹ رکھا تھا، ان کے تو عیش ہوگئے۔ انہوں نے سوچا کہ جب وہ سحر کدہ کے لان میں لینڈ کریں گے تو فارغ اور حامد کیسے رشک سے انہیں دیکھیں گے۔

وہ وقتاً فوقتاً نیچے جا کر ٹرین کو دیکھتے تا کہ پتا چلے کہ وہ صحیح سمت میں جا رہے ہیں، جب بھی وہ نیچے

جاتے تو انہیں ایک مختلف منظر دکھائی دیتا، شہر پیچھے رہ گیا تھا، اب ہر طرف ہرے بھرے کھیت تھے، نہریں تھیں، چھوٹے چھوٹے گاؤں تھے، جہاں لوگ چیونٹیوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔

کئی گھنٹے اسی طرح سادہ...... سپاٹ گزر گئے۔ اب حارب کو کسی حد تک بوریت کا احساس ہو رہا تھا، سنسنی دھیرے دھیرے ختم ہو رہی تھی، ٹافیاں کھانے کے نتیجے میں انہیں پیاس لگنے لگی تھی لیکن پینے کے لئے کچھ میسر نہیں تھا، گرمی الگ تھی، انہوں نے اپنے جمپر اتار دیتے تھے اس کے باوجود حارب کی قمیض پسینے میں تر ہو کر اس کے جسم سے چپک گئی تھی اور اس کا چشمہ پسینے میں تر ناک سے بار بار پھسل رہا تھا، پہلے وہ بادلوں کی شکلوں کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا مگر اب ان کا تنوع اس کے لئے کشش کھو بیٹھا تھا۔

اب اسے ٹرین میں دلچسپی تھی جو میلوں نیچے اپنی پٹری پر دوڑے جا رہی تھی۔ وہ ٹرین میں جانے کے لئے تڑپ رہا تھا کیونکہ وہاں حلق تر کرنے کے لئے میٹھے کدو کا جوس بھی ملتا تھا، وہ ٹرالی لے کر آنے والی سیلز گرل......

''اب اسکول زیادہ دور تو نہیں ہوگا... ہے نا؟'' رامس نے پرامید لہجے میں کہا۔

اب سورج غروب ہو رہا تھا، مغربی افق پر رنگ برنگے لہریے نمودار ہو چکے تھے۔

انہوں نے پھر غوطہ لگایا اور ٹرین کو چیک کیا۔

ٹرین ان کے عین نیچے موجود تھی اور ایک برف پاش پہاڑ کو عبور کر رہی تھی، لیکن بادلوں کے نیچے اب اندھیرا چھانے لگا تھا۔

رامس نے ایکسیلیٹر دبایا کار اوپر اٹھی...... مگر اگلے ہی لمحے انجن جیسے رونے لگا۔

حارب نے رامس کو اور رامس نے حارب کو دیکھا، دونوں نروس ہو رہے تھے۔ ''کار شاید تھک گئی ہے'' رامس نے کہا ''اس نے اس سے پہلے اتنا طویل سفر کبھی نہیں کیا......''

انجن سے نکلنے والی رونے جیسی آواز بلند سے بلند تر ہو رہی تھی لیکن وہ دونوں یہ ظاہر کر رہے تھے، جیسے انہیں اس کا پتا نہیں ہے ادھر آسمان کی رنگت بھی سیاہ ہوتی جا رہی تھی، تارے نکل رہے تھے اور ٹمٹما رہے تھے۔ انہوں نے دوبارہ جمپر پہن لیے، وہ ونڈ شیلڈ کے وائپرز سے نظریں چرا رہے تھے، جن کی حرکت ہر لمحہ سست ہوتی جا رہی تھی، لگتا تھا کہ وہ احتجاج کر رہے ہیں۔

''اب زیادہ دور نہیں ہے'' رامس نے ڈیش بورڈ کو تھپتھپایا مگر اس کے ہاتھوں میں لرزش تھی۔

کچھ دیر بعد وہ بادلوں سے نیچے آئے تو اندھیرا گہرا ہو چکا تھا، وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کسی جانے پہچانے مقام کی تلاش میں ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔

''وہ وہاں...... سامنے'' حارب چلایا۔

رامس اور برفیل دونوں اچھل پڑے۔

دور...... تاریک افق پر جھیل کے اوپر والا چٹانی چھجہ اور اس سے آگے سحر کدہ کے متعدد مینار ہیولوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔

لیکن اب کار کی نہ صرف رفتار کم ہو رہی تھی بلکہ وہ بری طرح لرز بھی رہی تھی۔

''کم آن'' رامس نے اسٹیئرنگ کو تھپکی دی۔ ''بس تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا ہے شاباش......'' اس نے گویا انجن کو چمکارا۔

لیکن انجن اب کسی زخمی جانور کی طرح کراہ رہا تھا اور بونٹ سے دھوئیں کے چھوٹے چھوٹے بادل اٹھ رہے تھے، حارب نے اپنی سیٹ کے دونوں کناروں کو مضبوطی سے تھام لیا تھا، کار اب جھیل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

کار نے ایک زبردست جھٹکا لیا، حارب نے کھڑکی سے جھانکا، اسے پانی کی سیاہ شیشے جیسی ہموار اور پرسکون سطح نظر آئی، وہ اس سے کوئی ایک میل اوپر ہوں گے۔

کار نے پھر ایک جھٹکا لیا!

''کم آن'' رامس نے کار کو پھر چمکارا۔

اب وہ جھیل پر سے گزر رہے تھے، سامنے قلعہ نظر آ رہا تھا، رامس نے پاؤں سے دباؤ ڈالا، لوہے سے لوہا ٹکرانے کی آواز سنائی دی اور انجن بالکل خاموش ہو گیا۔

''اوہ ہو'' رامس منمنایا۔

کار کی ناک نیچے کی طرف جھکنے لگی، وہ گر رہے تھے...... اور لحہ بہ لحہ ان کی رفتار بڑھ رہی تھی، ان کا رخ قلعے کی ٹھوس دیوار کی طرف تھا۔

''نہیں...... یں...... یں...... یں......'' رامس چلایا۔ وہ پاگلوں کی طرح اسٹیئرنگ کو ادھر ادھر گھما رہا تھا، وہ دیوار سے ٹکرانے سے بال بال بچے، صرف چند انچ کا فاصلہ رہا ہوگا کہ کار قوسی شکل میں گھومی، اب وہ گرین ہاؤسز کی طرف...... نہیں...... ترکاریاں والے قطعۂ زمین کی طرف...... بلکہ لان کی طرف لپک رہی تھی، جو اندھیرے میں سیاہ لگ رہا تھا اور کار کی بلندی تیزی سے کم ہو رہی تھی۔

رامس نے اسٹیئرنگ وھیل کو بالکل چھوڑ دیا اور اپنی جادو کی چھڑی اٹھالی ''رک جا...... اسٹاپ...... اسٹاپ'' وہ چیخ رہا تھا اور ڈیش بورڈ کو بار بار جادو کی چھڑی سے تھپتھپا رہا تھا۔

لیکن وہ تیزی سے گر رہے تھے، گراؤنڈ تیزی سے ان پر جھپٹ رہا تھا۔

''اس درخت سے بچو'' حارب نے چیخ کر کہا پھر وہ اسٹیئرنگ پر جھپٹا لیکن دیر ہو چکی تھی۔

لوہے کے درخت سے ٹکرانے کی طویل آواز...... وہ درخت سے ٹکرائے اور زبردست جھٹکے سے نیچے زمین پر گرے، ٹرے مڑے بونٹ سے بھاپ کے بادل اٹھ رہے تھے، برفیل دہشت سے چلا رہا

تھا، حارب کے سر پر گولف گیند کے برابر گومڑا ابھر آیا تھا اور درد سے پھڑک رہا تھا کیونکہ اس کا سر ونڈ شیلڈ سے ٹکرایا تھا، ادھر رامس کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی......

''تم خیریت سے ہو نا؟'' حارب نے پریشان ہو کر پوچھا۔

''میری چھڑی'' رامس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی' ذرا میری چھڑی تو دیکھو......''

رامس کی جادو کی چھڑی تقریباً دو ٹکڑے ہو چکی تھی اس کا جادوئی سرا صرف چند ریشوں کی مدد سے لٹکا ہوا تھا اور بری طرح جھول رہا تھا۔

حارب نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا، وہ کہنا چاہتا تھا کہ اسکول پہنچ کر چھڑی کو ٹھیک کر لیں گے، لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکا، اسی لمحے کوئی چیز کار کی سائیڈ سے ٹکرائی...... جیسے کوئی بپھرا ہوا سانڈ ہو، وہ اچھل کر رامس پر جا پڑا۔

اور اگلے ہی لمحے ویسا ہی دھماکہ کار کی چھت پر ہوا۔

''یہ......کیا ہو رہا ہے......؟'' رامس کہتے کہتے خاموش ہو گیا، وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ونڈ شیلڈ کی طرف دیکھ رہا تھا حارب نے بھی اس طرف دیکھا اس کی سانسیں رکنے لگیں۔ کسی بڑے اژدھے جتنی موٹی شاخ نے ونڈ شیلڈ کو ٹکر ماری تھی اور اب وہ ان پر حملہ کر رہی تھی، اس درخت کا تنا جھکا ہوا تھا تقریباً دہرا ہو گیا تھا، اس کی ٹوٹی پھوٹی مجروح شاخیں کار کو بری طرح جھنجھوڑ رہی تھیں۔

''ارر......رے......'' رامس چلایا اور اس نے اپنی طرف کے دروازے پر پوری قوت سے دباؤ ڈالا لیکن اگلے ہی لمحے وہ پلٹ کر گرا ایک اور شاخ نے اس کے اوپر کٹ مارا تھا۔

''ہم......مارے گئے......'' رامس تقریباً رو رہا تھا۔

ادھ چھت بھی تقریباً بیٹھنے والی تھی، مگر اسی لمحے کار کا نچلا حصہ مرتعش ہو گیا، کار کا انجن خود بخود جاگ اٹھا تھا، ''ریورس'' رامس حلق کے بل چلایا۔

کار تیر کی طرح پیچھے کی طرف لپکی درخت اب بھی ان پر حملے کر رہا تھا، اس کی جڑوں سے عجیب آوازیں نکل رہی تھیں...... غراہٹوں جیسی، وہ اس کی پہنچ سے دور جا رہے تھے مگر اس کی شاخیں کار کو دبوچنے کی کوشش کئے جا رہی تھیں۔

بالآخر کار درخت کی گرفت سے نہ صرف آزاد ہوئی...... بلکہ اس کی پہنچ سے دور بھی ہو گئی۔

''شاباش کار شاباش'' رامس نے کہا ''ہم بال بال بچے ہیں''۔

لیکن شاید کار کی قوت مدافعت بھی پوری طرح ختم ہو چکی تھی اس کے دروازے خود بخود کھلے، پھر حارب کی سیٹ دروازے کی طرف جھکی۔ اور اگلے ہی لمحے حارب نم زمین پر چاروں شانے چت پڑا تھا اور آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ کار اپنا ہر بوجھ اگل رہی ہے، برفیل کا پنجرہ اڑتا ہوا آیا اور کھل بھی گیا، خفگی سے چیختا ہوا برفیل اسکول کی طرف اڑا...... اور اس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔

اور زخمی، نڈھال بھاپ اڑاتی کار اب عقب میں اندھیرے کی طرف لپک رہی تھی، اس کی عقبی بتیاں جیسے غصے سے دیکھ رہی تھیں۔

''اے واپس آؤ'' رامس نے گھبرا کر پکارا۔ ''ڈیڈی تو مجھے ختم کر دیں گے'' وہ اپنے ہاتھ میں اپنی مجروح جادو کی چھڑی لئے بیٹھا تھا۔

لیکن ایک آخری غراہٹ سنانے کے بعد کار ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

''ہماری قسمت ہی خراب تھی'' رامس نے اپنے چوہے اسکیبر کو اٹھانے کے لئے جھکتے ہوئے کہا ''یہاں اور بھی درخت ہیں، کیا ضروری تھا کہ ہماری گاڑی اسی ظالم درخت سے ٹکراتی'' اس نے پلٹ کر درخت کو دیکھا، جس کی شاخیں اب بھی غصے سے لہرا رہی تھیں۔

''آؤ......اب اسکول چلیں'' حارب نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

وہ ان کا اسکول میں ویسا فاتحانہ نزول نہیں تھا، جس کا انہوں نے تصور کیا تھا، وہ سردی میں اکڑے ہوئے تھے، جسموں پر خراشیں اور گومڑے تھے، اور اپنے ٹرنک اٹھا کر تھک گئے تو وہ انہیں گھسیٹنے لگے۔

بالآخر صدر دروازہ ان کی نظروں کے سامنے تھا۔

''میرا خیال ہے دعوت شروع ہو چکی ہے'' رامس نے ایک روشن کھڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، پھر بولا'' حارب...... دیکھو تو یہ تو ہیٹ کی تقریب چل رہی ہے''۔

انہوں نے کھڑکی سے ہال میں جھانکا، وہاں ہزاروں کی تعداد میں موم بتیاں چکراتی پھر رہی تھیں، چاروں ہاؤسز کی میزوں پر سنہری پلیٹیں موجود تھیں، اسٹول پر ہیٹ رکھا تھا اور سامنے فرسٹ ایئر والوں کی قطار تھی ان میں سامرہ بھی تھی جو اپنے سرخ بالوں کی وجہ سے الگ نظر آ رہی تھی۔

تقریب انتخاب شروع ہونے ہی والی تھی۔

ہر سال یہ ہیٹ طلباء کے بارے میں فیصلہ کرتا تھا کہ کون کس ہاؤس کے لئے مناسب ہے، اسکول میں چار ہاؤس تھے...... افقار، سلجار، منقار اور بشتار۔ حارب کو یاد تھا کہ گزشتہ سال وہ بھی ایسی ہی قطار میں مضطرب اور منتظر کھڑا تھا کہ ہیٹ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے اور ہیٹ نے اس کے کانوں میں سرگوشی کی تھی...... اور وہ چند لمحے خوف زدہ رہا تھا کہ اسے سلجار ہاؤس میں بھیج دیا جائے گا۔ سلجار وہ ہاؤس تھا، جہاں سے زیادہ تر کالے جادوگر نکلے تھے بڑے نامور جادوگر جو کہ راستی سے دور تھے، لیکن آخر میں ہیٹ نے اسے افقار ہاؤس سے منسوب کر دیا تھا۔ رامس اور بینا بھی اس ہاؤس میں منتخب کئے گئے تھے اور گزشتہ سال رامس نے اس کے ساتھ مل کر افقار کو ہاؤس کپ جتوانے میں اہم کردار ادا کیا تھا ورنہ اس سے پہلے سات سال سے سلجار والے ہاؤس کپ جیتتے آئے تھے۔

اچانک حارب کو ایک غیر معمولی بات نظر آئی ''ارے رامس...... یہ اسٹاف ٹیبل پر ایک کرسی خالی ہے، پروفیسر ماہر نظر نہیں آ رہا ہے''۔

پروفیسر ماہر اور حارب کے درمیان پہلی نظر کی نفرت کا معاملہ تھا، پروفیسر ماہر دماؤں اور زہروں کے علم کا استاد تھا اور بے حد ظالم اور متعصب تھا، وہ سلجار کا ہاؤس ٹیچر تھا اور صرف سلجاری طلباء کو پسند کرتا تھا۔

''ہوسکتا ہے، وہ بیمار ہو'' رامس نے پرامید لہجے میں کہا۔

''ممکن ہے وہ اسکول چھوڑ گیا ہو'' حارب بولا، کیونکہ کالے جادو کے مقابلے میں دفاع کی کلاس پھر اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔

''اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے نکال دیا گیا ہو'' رامس پرجوش ہو گیا ''دیکھونا......اسے کوئی بھی پسند نہیں کرتا......''

اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ یہاں تمہارا منتظر ہو'' عقب سے کسی نے سرد لہجے میں کہا ''کیونکہ تم ٹرین کے ذریعے نہیں آئے تھے''۔

حارب نے گھوم کر دیکھا، پروفیسر ماہر ان کے پیچھے کھڑا تھا، تیز سرد ہوا میں اس کے لبادے کا دامن لہرا رہا تھا، وہ دبلا پتلا آدمی تھی، اس کی ناک خمیدہ تھی اور کندھوں تک لہراتے ہوئے سیاہ بادل تیل میں چپڑے ہوئے لگتے تھے، اس لمحے اس کے ہونٹوں پر جو مسکراہٹ تھی، وہ اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ حارب اور رامس کسی بڑی مصیبت میں پھنس چکے ہیں۔

''میرے ساتھ آؤ'' پرورفیسر ماہر نے کہا۔

حارب اور رامس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ ایک دوسرے کو دیکھتے، وہ سر جھکائے پروفیسر کے پیچھے چلتے ہوئے داخل ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال روشن تھا، دیوار پر مشعلیں لگی ہوئی تھیں، بڑے ہال کی طرف سے اشتہا انگیز خوشبو آ رہی تھی۔

لیکن پروفیسر ماہر انہیں حدت آفریں ماحول سے دور تنگ سنگی زینے کی طرف لے گیا جو تہ خانے کی طرف جاتا تھا، چند لمحے بعد وہ اس کے آفس کے دروازے پر کھڑے تھے۔

''چلو اندر''۔ پروفیسر نے کہا۔

اندر بہت سردی تھی، ان کے جسم کپکپانے لگے۔ وہاں دیواروں پر شیلف لگے تھے اور بے شمار بڑے بڑے جار تھے جن میں نجانے کیا کیا الا بلا مختلف مائعات میں تیر رہا تھا، آتش دان تھا، مگر خالی۔

پروفیسر ماہر نے دروازہ بند کیا اور پھر ان کی طرف مڑا۔ ''ہوں'' تو مشہور مقبول حارب چمرخی اور اس کے چہیتے قرولی کے شایان شان نہیں کہ وہ ٹرین میں سفر کریں'' اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''چنانچہ وہ ایک دھماکے کے ساتھ سحر کدے میں اترے۔ کیوں؟''

''نہیں سر۔ وہ ریلوے اسٹیشن پر دیواری رکاوٹ میں گڑبڑ کی وجہ سے......''

''خاموش'' پروفیسر نے انہیں ڈانٹا ''یہ تو بتاؤ کہ کار کا تم نے کیا کیا؟''

رامس نے ہونٹ بھینچ لئے، حارب کو پہلے بھی کئی بار احساس ہو چکا تھا کہ پروفیسر ماہر سوچیں بھی پڑھ لیتا ہے، شاید اس بار بھی یہی بات تھی......

مگر اگلے ہی لمحے پروفیسر ماہر نے جادو نیوز کا تازہ ترین شمارہ نکال کر لہرایا، ''تم اڑتے ہوئے دیکھے گئے تھے'' اس نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

حارب کو اخبار سے چیختی ہوئی سرخی کی جھلک نظر آئی، اڑنے والی فورڈ کار نے جھرپٹوں کو حیران کر دیا......

پروفیسر ماہر مزے لے لے کر خبر پڑھنے لگا ''دھام جی میں دو دھرپٹ پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک پرانی فورڈ کار کو پوسٹ آفس کی عمارت کے اوپر پرواز کرتے دیکھا ہے، مسٹر ہیٹی اس وقت کپڑے دھونے کے بعد انگن میں پھیلا رہی تھیں، جبکہ مسٹر فلیٹ......''

پروفیسر پڑھتے پڑھتے رکا۔ ''مجموعی طور پر چھ سات دھرپٹوں نے تمہیں دیکھا ہے'' اس نے رامس سے کہا ''میرا خیال ہے تمہارے والد منسٹری میں کام کرتے ہیں ...... دھرپٹوں کی مصنوعات کا غلط استعمال روکنے کے محکمے میں؟ ہے نا؟'' وہ شیطنیت سے مسکرایا ''اور ان کا اپنا بیٹا......''

حارب کا تو دم ہی نکل گیا، اس طرح تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا اگر کسی کو یہ پتہ چل گیا کہ اس کار پر خود ابریق قرولی نے جادو کیا ہے تو کیا ہوگا۔

''میں ابھی پارک کا جائزہ لے رہا تھا، تم نے ایک بے حد قیمتی درخت کو زبردست نقصان پہنچایا ہے......''

''اس سے زیادہ درخت نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے'' رامس نے چڑ کر کہا۔

''خاموش'' پروفیسر ماہر پھر پھنکارا۔ ''بدقسمتی سے تم میرے ہاؤس میں نہیں ہو، اس لئے تمہیں نکالنے کا فیصلہ میرے اختیار میں نہیں ہے میں جا کر ان لوگوں کو لاتا ہوں، جو تمہارے ذمہ دار ہیں، تم یہیں رکو''

حارب اور رامس نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ حارب کی تو بھوک ہی اڑ گئی تھی، ادھر جار میں تیرتی بلائیں دیکھ کر اس کا دل اور بگڑ رہا تھا کیونکہ وہ خالی پیٹ تھا۔ یہ خیال اور پریشان کن تھا کہ پروفیسر ماہر پروفیسر دل بست کو بلا کر لائے گا۔ یہ سچ تھا کہ پروفیسر دل بست بے انصاف اور زیادتی نہیں کریں گی لیکن ڈسپلن کے معاملے میں وہ بہت سخت تھیں۔

دس منٹ بعد پروفیسر ماہر واپس آیا تو پروفیسر دل بست اس کے ساتھ تھیں، حارب نے پہلے بھی پروفیسر دل بست کو غصے میں دیکھا تھا لیکن اس وقت ان کی کیفیت دیکھ کر اسے خوف آنے لگا۔ انہوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنی جادوئی چھڑی اٹھائی تھی اور رامس اور حارب کی سانسیں رکنے لگی تھیں

لیکن چھڑی کا رخ آتش دان کی طرف تھا، جو فوراً ہی روشن ہو گیا تھا۔

''بیٹھو'' دل بست نے کہا۔

ان دونوں نے اپنی کرسیاں آتش دان سے نزدیک کر لیں۔

''اب وضاحت کرو'' پروفیسر دل بست نے ان سے کہا۔

رامس نے انہیں دیواری رکاوٹ میں گڑبڑ کے بارے میں بتایا ''اب پروفیسر ہمارے سامنے کوئی
اور راستہ نہیں تھا ورنہ ہم اسکول نہ پہنچ پاتے''۔

''تم نے الو بھیج کر ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی، تمہارے پاس تو الو ہے'' پروفیسر نے اعتراض کیا۔
حارب کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ یہ تو انہیں خیال ہی نہیں آیا تھا۔ واقعی...... ''مم...... مجھے خیال ہی
نہیں آیا میڈم......''

''وہ تو صاف ظاہر ہے'' پروفیسر دل بست نے سرد لہجے میں کہا۔

دروازے پر دستک ہوئی، ماہر نے جو بہت خوش نظر آ رہا تھا، دروازہ کھولا، دروازے پر سحر کدہ کے
ہیڈ ماسٹر پروفیسر اخیار کھڑے تھے۔

حارب کو اپنا جسم سن ہوتا محسوس ہوا، پروفیسر اخیار کے چہرے پر سنگینی تھی وہ اسے اور رامس کو گھور
رہے تھے۔

کچھ دیر خاموشی رہی، پھر پروفیسر اخیار نے کہا ''تم لوگ بتاؤ گے کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟''

ان کے لہجے میں جو مایوسی تھی، اس نے انہیں ہلا دیا، اگر وہ ان پر برس پڑتے، خوب برا بھلا کہتے تو
شاید وہ اس سے زیادہ بہتر ہوتا۔ بہرحال حارب میں ان سے نظر ملانے کی ہمت نہیں تھی، وہ اپنے پیروں
کی طرف دیکھتے ہوئے بولتا رہا۔ اس نے انہیں سب کچھ سچ سچ بتلا دیا......سوائے اس کے کہ وہ کار
ابریق قرولی کی تھی کیونکہ یہ بات چھپانا بہت ضروری تھا اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ کار انہیں اسٹیشن کے باہر
اڑتی ہوئی ملی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے جھوٹ کے باوجود اصل بات پروفیسر اخیار سے چھپی نہیں رہے
گی۔

لیکن اخیار نے ان سے کار کے بارے میں کوئی پوچھ گچھ نہیں کی، وہ چشمے کی اوٹ سے انہیں گھورتا
رہا۔

''ہم جا کر اپنا سامان اٹھاتے ہیں سر'' رامس نے دل شکستہ لہجے میں کہا۔

''تم کیا باتیں کر رہے ہو قرولی؟'' مسز دل بست چلائیں۔

''آپ ہمیں اسکول سے نکال رہے ہیں نا؟''

''نہیں...... آج نہیں مسٹر قرولی'' پروفیسر اخیار نے متانت سے کہا ''لیکن میں چاہتا ہوں کہ جو تم
نے کیا ہے اس کی سنگینی کو سمجھو، میں آج تم دونوں کے گھر خط بھجوا رہا ہوں اور میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں

کہ آئندہ ایسا ہوا تو میرے پاس تمہیں اسکول سے نکالنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا''۔

پروفیسر ماہر یوں سوگوار ہوا جیسے کوئی بہت بڑی خوشی چھن گئی ہو، اس نے کھنکھار کر گلا صاف کیا اور بولا
''پروفیسر اخیار، ان لڑکوں نے قانون کی خلاف ورزی کی، انہوں نے ایک درخت کو نقصان پہنچایا، ان
کے جرم کی نوعیت ایسی ہے کہ......''

''ان کی سزا کے بارے میں فیصلہ پروفیسر دل بست کو کرنا ہے ماہر'' پروفیسر اخیار نے سرد لہجے میں
کہا ''یہ تو ان کی ذمہ داری ہے'' پھر وہ پروفیسر دل بست کی طرف مڑے ''میں دعوت میں شمولیت کے
لئے جا رہا ہوں دل بست، آؤ ماہر بھوک لگ رہی ہے''۔

پروفیسر ماہر نے جاتے جاتے ان کو زہریلی نظر سے دیکھا۔

''قرولی...... تمہیں اسپتال جانا ہوگا، تمہارا خون نکل رہا ہے'' پروفیسر دل بست نے کہا۔

رامس نے اپنی آنکھوں کے اوپر لگے کٹ کو آستین سے چھوا۔ ''یہ کوئی بڑی بات نہیں پروفیسر، میں
دراصل اپنی بہن کو تقریب انتخاب میں دیکھنا......''

''تقریب ختم ہو چکی ہے قرولی اور تمہاری بہن بھی افقار ہاؤس میں بھیجی گئی ہے''۔

''گڈ...... ویری گڈ''

''پروفیسر ہم نے جو غلطی کی ہے، اس کی سزا صرف ہمیں ملنی چاہئے'' حارب نے کہا ''افقار ہاؤس
کے پوائنٹ کم نہ کیجئے گا''۔

''ایسا نہیں ہوگا کیونکہ تم نے جرم اسکول کی حدود سے باہر کیا ہے لیکن تم دونوں کو سزائے قید ملے
گی''۔

حارب کو کچھ سکون ہوا لیکن اب اسے رامس کی گہری فکر تھی وہ لوگ تو بہت خفا ہوں گے۔

پروفیسر نے جادو کی چھڑی کا رخ ماہر کی میز کی طرف کیا۔ اگلے ہی لمحے میز پر سامانِ ضیافت نمودار
ہوا۔ سینڈوچیز کی ایک بڑی پلیٹ...... دو نقرئی جام اور کدو کے جوس کا ایک جگ۔ تم یہاں کھاؤ، پھر اپنی
اقامت گاہ چلے جانا، مجھے دعوت میں شرکت کرنی ہے''۔

دروازہ بند ہوا تو رامس نے ایک گہری سانس لی، میں تو سمجھا تھا کہ اسکول سے چھٹی ہوئی'' اس نے
کہا۔

''میرا بھی یہی خیال تھا''۔

''مگر قسمت تو دیکھو، فارغ اور حامد نے درجنوں بار کار اڑائی مگر کسی دھرپٹ نے اسے نہیں دیکھا
اور ہم...... ارے یہ تو سوچو کہ دیواری رکاوٹ میں کیا گڑبڑ ہوئی تھی اور کیوں؟''

حارب نے کندھے جھٹک دیئے، ''جو ہوا سو ہوا، آگے کی سوچو'' اس نے کہا ''اب ہمیں بہت محتاط
رہنا ہوگا، ہمارا دعوت کا نقصان الگ ہوا، کیا لطف آ رہا ہوگا وہاں، کاش......''

"پروفیسر نے ہمیں لوگوں کا سامنے کرنے کی شرمندگی سے بچالیا" رامس نے کہا "اور اس معاملے کی پبلسٹی ڈسپلن کے لئے بھی تو اچھی نہیں ہے"۔

وہ کھا پی کر کمرے سے نکل آئے، اب وہ افقار ٹاور کی طرف جا رہے تھے، قلعے میں خاموشی تھی ایسا لگتا تھا کہ دعوت ختم ہو چکی ہے۔ وہ بڑبڑاتی تصویروں اور کھنکھاتے اسلحے کے درمیان سے گزرتے رہے یہاں تک کہ وہ افقار ہاؤس کے داخلی دروازے پر پہنچ گئے۔

تصویر والی موٹی عورت نے انہیں ٹوکا۔ "پاس ورڈ؟"

"ار......"

انہیں اس سال کے پاس ورڈ کا علم نہیں تھا کیونکہ افقار کے پری فیکٹ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی تھی لیکن فوراً ہی ان کے لئے امداد بھی آ گئی۔ مینا لپکتی ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی تھی "ارے......کہاں تھے تم لوگ؟ یہاں تو عجیب افواہیں پھیلی ہوئی ہیں، کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ کار اڑانے کے الزام میں تمہیں نکال دیا گیا ہے......"

"نہیں......ایسی تو کوئی بات نہیں" حارب نے کہا "ہم اسکول سے نہیں نکال گئے"۔

"گویا تم یہاں پرواز کر کے آئے ہو، یہ درست ہے" مینا نے آنکھیں نکالیں۔

"پلیز......لیکچر نہیں" رامس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا "اور ہمیں پاس ورڈ بتاؤ"

"پاس ورڈ ہے بے پر کی چڑیا" مینا نے کہا "لیکن تم......"

پاس ورڈ سنتے ہی دروازہ کھل گیا تھا، تالیوں کی زوردار آواز سنائی دی، لگتا تھا، پورا افقار ہاؤس ابھی تک جاگ رہا ہے۔

وہ سب کامن روم میں جمع تھے اور ان کے منتظر تھے، انہوں نے ہاتھ بڑھائے اور رامس اور حارب کو کھینچ لیا، مینا کھسیا گئی۔

"بہت شاندار......زبردست" قارون نے انہیں داد دی "کیا انٹری دی ہے تم لوگوں۔ اڑن کار مرکھنے درخت سے ٹکراتے ہوئے فلمی انداز کی اس انٹری پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کرو، لوگ اسے برسوں یاد رکھیں گے"

"واقعی بھئی کمال کر دیا" سال پنجم کے ایک طالب علم نے کہا، کئی سینئر طلباء حارب کی پیٹھ تھپک رہے تھے۔

پھر فارغ اور جاد لڑکوں کو ہٹاتے ان کی طرف بڑھے "تم نے ہمیں بھی اشارہ کر دیا ہوتا تو ہم بھی واپس آ جاتے" ان کے لہجوں میں حسرت تھی۔

رامس کا چہرہ تمتما رہا تھا، اس کے ہونٹوں پر کھسیائی ہوئی مسکراہٹ تھی۔

مگر داد کے اس ہجوم میں حارب نے دیکھ لیا کہ ایک شخص بہت ناخوش ہے......اور وہ تھا پارس

قرولی، حارب نے رامس کی پسلیوں پر ٹھوکا دیا اور پارس کی طرف اشارہ کیا، رامس فوراً سمجھ گیا۔

"بھئی میں تھک گیا ہوں، اوپر جا رہا ہوں" رامس نے کہا۔

وہ دونوں اقامت گاہ کی طرف جانے والے چکردار زینے کی طرف بڑھے۔ "گڈ نائٹ" حارب نے پلٹ کر مینا سے کہا جس کا چہرہ بدمزگی کی وجہ سے پارس سے مشابہ نظر آ رہا تھا۔

وہ کامن روم کے اس طرف پہنچے تھے ان کی پیٹھیں اب بھی تھپتھپائی جا رہی تھیں۔

ان کی اقامت گاہ پر اس بار سال دوم کی تختی لگی ہوئی تھی، وہ جانے پہچانے گول کمرے میں داخل ہوئے، وہی جانے پہچانے فور پوسٹر بیڈ، وہی اونچی کھڑکیاں، سرخ مخملی پردے، اور ان کے ٹرنک ان کے بیڈ کے پہلو میں رکھے تھے۔

حارب کو لگا کہ وہ گھر واپس آ گیا ہے۔

رامس مسکرا رہا تھا "ہونا تو نہیں چاہئے لیکن سچ یہ ہے کہ یہ داد مجھے اچھی لگی"۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور نستیر، داسو، اور فارق اندر آئے۔

"ناقابل یقین" فارق نے کہا۔

"شاندار" واسو نے داد دی۔

"تعجب خیز" نستیر کے چہرے پر بھی استعجاب تھا اور لہجے میں بھی۔

اب کے حارب بھی نہ رہ سکا وہ مسکرایا۔

☆......☆......☆......☆

لیکن اگلے دن حارب کے ہونٹ مسکراہٹ کو ترستے رہ گئے، صبح ناشتے کے وقت ہی نامساعد وقت کا آغاز ہوا۔ چاروں ہاؤسز کی میزیں کھانے پینے کی چیزوں سے لدی ہوئی تھیں......ٹوسٹ، انڈے، دلیہ اور طرح طرح کی نعمتیں، افقار ہاؤس کی میز پر حارب اور رامس مینا کے برابر بیٹھے تھے، مینا دودھ کا مگ ہاتھ میں لئے کوئی کتاب پڑھ رہی تھی، وہ جب ناشتے کیلئے آئے تو مینا نے بڑے روکھے لہجے میں انہیں صبح بخیر کہا تھا، اس کا مطلب تھا کہ وہ اب بھی ان سے خفا ہے......اس بات پر کہ وہ اس انداز میں اسکول میں کیوں آئے۔ اس کے برعکس نستیر کے انداز میں گرم جوشی تھی۔

"اب کسی بھی لمحے ڈاک آنے والی ہے" نستیر نے خوش ہو کر کہا "جو چیزیں میں بھول آیا ہوں، دادی نے وہ بھجوائی ہوں گی" اس کی یادداشت اتنی خراب تھی کہ وہ بعض اوقات خود کو بھی بھول جاتا تھا۔

حارب نے دلیے کا پہلا چمچہ ہی لیا تھا کہ ہال پروں کی پھڑپھڑاہٹ سے بھر گیا۔ سینکڑوں الو اڑ رہے تھے اور لوگوں پر ان کے خط گر رہے تھے، نستیر کے لئے ایک خاصا بڑا اور موٹا پارسل آیا تھا، پھر ایک بڑی سی چیز مینا پر گری......گرے رنگ کی......

"ایرول" رامس نے بے ساختہ کہا اور اپنے سالخوردہ الو کو کھڑا کرنے کی کوشش کی مگر وہ نقاہت

کے مارے پھر ڈھیر ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے وہ بے ہوش ہو چکا تھا، اس کے دونوں پاؤں اوپر اٹھے ہوئے تھے اور چونچ میں ایک سرخ لفافہ دبا تھا "اوہ نو......" لفافے کو دیکھ کر رامس گھبرا گیا۔

"پریشانی کی بات نہیں، تمہارا الّو زندہ ہے" مینا نے اسے دلاسہ دیا، وہ ایرول کو ادھر ادھر سے ٹٹول رہی تھی۔

"یہ بات نہیں...... یہ خط......" رامس کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے، وہ سرخ لفافہ کی طرف اشارہ کر رہا تھا، حارب کو تو وہ عام سا لفافہ لگا لیکن رامس اور نستیر اسے یوں دیکھ رہے تھے، جیسے وہ کوئی بم ہو اور پھٹنے والا ہو۔

"بات کیا ہے"؟ حارب نے پوچھا۔

"مم...... ممی نے مجھے...... پھپھ...... پھٹکاریہ بھیجا ہے"

"رامس...... اسے کھولو...... جلدی کرو" نستیر نے ڈری ڈری سرگوشی میں کہا "نہیں کھولو گے تو اور برا ہوگا، ایک بار دادی نے مجھے پھٹکاریہ بھیجا تھا، میں نے اسے نظر انداز کر دیا بس پھر حشر ہو گیا تھا میرا"۔

حارب کبھی ان دونوں کو دیکھتا تھا اور کبھی سرخ لفافے کو "یہ پھٹکاریہ کیا ہوتا ہے؟"

لیکن رامس کی پوری توجہ سرخ لفافے پر تھی، جس کے کناروں سے اب دھواں اٹھ رہا تھا۔

"کھول لو" نستیر نے پھر کہا "بس چند منٹ لگیں گے"۔

رامی نے لرزتے ہاتھوں سے سرخ لفافہ بے ہوش ایرول کی چونچ سے نکالا اور لفافے کو چاک کیا۔ نستیر نے اس سے پہلے ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی تھیں۔ ایک لمحہ بعد اس کی وجہ بھی حارب کی سمجھ میں آ گئی۔ پہلے تو اسے ایسا لگا کہ جیسے لفافہ دھماکے سے پھٹ گیا ہے، دہاڑنے چنگھاڑنے کی آواز ایسی تھی کہ لگتا تھا پورا ہال اس آواز سے بھر گیا ہے، آواز ایسی تیز تھی کہ چھت پر کب سے جمی گرد بھی گرنے لگی تھی۔

"...... کارچرانا...... مجھے حیرت ہے کہ تم اسکول سے نکال کیوں نہیں دیئے گئے۔ تم سب ہتھے چڑھو تو میں تمہیں بتاؤں گی، اچھی طرح بتاؤں گی، ایسی خبر لوں گی تمہاری کہ تم ہمیشہ یاد رکھو گے، تم نے تو یہ بھی نہیں سوچا کہ مجھے اور تمہارے ڈیڈی کو اسٹیشن سے باہر آ کر حقیقت کا پتا چلے گا تو ہم پر کیا گزرے گی......"

وہ مسز قرولی کی آواز تھی...... اور ایسی بلند جیسے سینکڑوں چڑیلیں مل کر چلا رہی ہوں۔ اس آواز سے میز پر رکھی پلیٹیں جھنجھنا رہی تھیں، چمچے کھنکھنا رہے تھے اور سنگی دیواروں سے ٹکرا کر وہ بازگشت میں تبدیل ہو کر اور تباہ کن ثابت ہو رہی تھیں۔ تمام لوگ سر گھما کر دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ زبردست پھٹکاریہ کسے موصول ہوا ہے رامس کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو رہا تھا اور وہ کرسی پر جھک کر بیٹھ گیا تھا کہ کاش وہ کسی کو نظر نہ آئے۔

"رات کو پروفیسر اخیار کا خط ملا۔ تمہارے ڈیڈی کو جو شرمندگی ہوئی، وہ مر جانے سے بدتر تھی، ہم نے تمہیں پال پوس کر اس دن کے لئے بڑا کیا تھا کہ تم ہمارے لئے شرمندگی کماؤ گے، کاش اس سے پہلے تم اور حارب مر جاتے......"۔

حارب یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب کسی بھی لمحے اس کا نام بھی آئے گا وہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ جیسے کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی آواز اس کی سماعت تک پہنچ ہی نہیں پا رہی ہے......

"...... تباہ کن حرکت تھی تمہارے ڈیڈی کے خلاف منسٹری میں انکوائری ہو رہی ہے۔ یہ سب تمہاری غلطی کی وجہ سے ہے اور اب تم نے مزید ایسی کوئی حرکت کی تو ہم خود تمہیں اسکول سے نکلوا دیں گے...... گھر بلوا لیں گے"۔

خاموشی ہو گئی، خاموشی چھا گئی اور وہ ایسی خاموشی تھی کہ اس میں کان جھنجنا رہے تھے۔ سرخ لفافہ رامس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا اور اس میں آگ لگ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ راکھ میں تبدیل ہو گیا، رامس ایسے ساکت بیٹھا تھا جیسے کوئی طوفانی لہر اس کے سر پر سے گزر گئی ہو، کچھ لوگ ہنسنے لگے، پھر بتدریج لوگوں کے بولنے، بات کرنے کی آوازیں ابھریں۔

مینا نے کتاب بند کی اور رامس کو دیکھا "مجھے نہیں معلوم کہ تم کیا توقع کر رہے تھے مگر سچی بات یہ ہے کہ......"۔

"تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، میں جانتا ہوں کہ میں اس سے زیادہ کا مستحق تھا" رامس نے تند لہجے میں کہا۔

حارب نے دلیے کا پیالہ سامنے سے ہٹا دیا، اس کی بھوک مٹ گئی تھی، اس کا وجود شرمندگی سے اور احساس جرم سے جل رہا تھا، اس خبر نے کہ مسٹر قرولی منسٹری میں انکوائری کا سامنا کر رہے ہیں، اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اتنی محبت کرنے والے لوگ...... اتنا خیال رکھنے والے لوگ...... اور وہ ان کے لئے شرمندگی کا سبب بنا تھا۔

لیکن اسے زیادہ سوچنے کی مہلت نہیں ملی، پروفیسر دل بست ہاتھ میں ٹائم ٹیبل کی کاپیاں لئے افقار ہاؤس کی ٹیبل کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ حارب نے ٹائم ٹیبل کا جائزہ لیا، پشنار ہاؤس کے ساتھ جڑی بوٹیوں کی کلاس کا ڈبل پیریڈ......

حارب، رامس اور مینا قلعے سے ایک ساتھ نکلے۔ انہوں نے ترکاریوں کے قطعے کو عبور کیا اور گرین ہاؤسز کی طرف بڑھنے لگے، جہاں جادوئی پودے رکھے جاتے تھے، پھٹکاریہ سے کم از کم ایک یقینی فائدہ بھی ہوا تھا، مینا مطمئن ہو گئی تھی کہ انہیں ٹھیک ٹھاک سزا مل گئی ہے چنانچہ اس کا رویہ پہلے کی طرح دوستانہ ہو گیا تھا۔

وہ گرین ہاؤس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ان کی کلاس کے طلباء پہلے ہی وہاں موجود ہیں، وہ سب

پروفیسر منجلی کی آمد کے منتظر تھے وہ ان میں جا ملے، چند لمحے بعد پروفیسر منجلی بھی آ گئیں، ان کے ساتھ قفلیس ولدر بھی تھا۔ پروفیسر منجلی کے ہاتھ میں بہت ساری بینڈ یجز تھیں جنہیں دیکھ کر حارب کو پھر احساس جرم ستانے لگا کیونکہ سامنے ہی چنگھاڑتا درخت نظر آ رہا تھا، وہ زخمی تھا، اس کی متعدد شاخیں بے جان انداز میں لٹک رہی تھیں، پروفیسر منجلی نے اس کی مرہم پٹی کی تھی۔

''اوہ ہیلو'' قفلیس نے طلباء کو دیکھا تو چہک کر کہا ''میں پروفیسر منجلی کو بتا رہا تھا کہ کسی زخمی درخت کی مرہم پٹی کس طرح کی جانی چاہئے لیکن تم لوگ یہ نہ سمجھ لینا کہ جڑی بوٹیوں کے بارے میں پروفیسر منجلی سے زیادہ جانتا ہوں، دراصل میں نے سفر بہت کیا ہے اور سفر کے دوران ایسے بے شمار پودوں سے ملا ہوں......''

''آج ہم گرین ہاؤس نمبر 3 میں کام کریں گے'' پروفیسر منجلی نے کہا وہ بہت بجھی بجھی لگ رہی تھیں، ویسے ہمیشہ وہ بہت خوش مزاج ہوتی تھیں۔

طلباء خوش ہو گئے، اب تک وہ صرف نمبر 1 میں کام کرتے رہے تھے، انہیں معلوم تھا کہ تین نمبر گرین ہاؤس میں دلچسپی کا زیادہ سامان ہے کیونکہ وہاں خطرناک پودے بھی موجود ہیں۔ پروفیسر منجلی نے اپنی بیلٹ سے ایک بڑی چابی نکالی اور گرین ہاؤس کا دروازہ کھولا۔

دروازہ کھلتے ہی حارب کو مہک کا احساس ہوا، وہ نم مٹی، تازہ کھاد اور بعض پودوں کی گھلی ملی خوشبو تھی۔ چھتوں جتنے بڑے بڑے پھول گرین ہاؤس کی چھت کو چھو رہے تھے۔

وہ رامس اور مینا کے ساتھ بڑھنے ہی والا تھا کہ قفلیس نے اس کا کندھا تھام لیا ''حارب...... مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے'' اس نے حارب سے کہا اور پھر پروفیسر منجلی کی طرف مڑا۔

''میں حارب سے دو منٹ لوں گا، آپ مائنڈ تو نہیں کریں گی؟''

پروفیسر منجلی کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ انہیں یہ بات بری لگی ہے۔

لیکن قفلیس نے بڑی ڈھٹائی سے کہا ''شکریہ پروفیسر'' اور گرین ہاؤس کا دروازہ پروفیسر منجلی پر بند کر دیا، پھر وہ حارب کی طرف مڑا ''حارب...... اوہ حارب...... اوہ حارب!''

حارب خاموش تھا، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

''جب میں نے سنا تو...... دراصل قصور میرا ہی ہے، شروع تو میں نے ہی کیا تھا''۔

حارب کی اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ بات کیا ہے۔

''میں بتا ہی نہیں سکتا کہ مجھے کیسا شاک لگا''، قفلیس نے کہا ''ایک اڑن کار میں اسکول آمد...... دھماکے کے ساتھ۔ میں فوراً ہی سمجھ گیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ بھئی میں تو دور کی بات بھی سمجھ لیتا ہوں۔ حارب...... اوہ حارب!''

''میں سمجھا نہیں پروفیسر''

''ارے...... میں نے تمہیں پبلسٹی کے ذائقے سے آشنا کر دیا ہے نا''؟ قفلیس نے کہا ''برا کیا میں نے۔ یہ چسکا برا ہوتا ہے۔ میرے ساتھ تمہاری تصویر اخبار کے صفحہ اول پر چھپی۔ اب فطری بات ہے کہ آدمی بار بار تصویر چھپوانا چاہے گا''

''ارے نہیں...... پروفیسر، بات یہ نہیں، وہ دراصل......''

''حارب...... حارب...... حارب!'' پروفیسر قفلیس اس کی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا، وہ اس کے کندھوں کو تھپتھپا رہا تھا ''میں سمجھتا ہوں سب سمجھتا ہوں جو چیز اچھی لگے، وہ آدمی بار بار چاہتا ہے۔ میں تو خود کو الزام دے رہا ہوں، تمہیں نہیں۔ دراصل شہرت دماغ پر چڑھ جاتی ہے لیکن لڑکے، صرف اس لئے کار اڑانا کہ لوگ تمہیں دیکھیں، تمہارا نوٹس لیں اور تمہیں سراہیں، یہ تو کوئی مناسب بات نہیں۔ گھبراؤ نہیں...... میں تمہیں صرف سمجھا رہا ہوں۔ شہرت بڑے ہو کر تمہیں خود بہ خود مل جائے گی۔ ہاں...... میں جانتا ہوں کہ تم کیا سوچ رہے ہو، یہی نا کہ میں یہ بات آسانی سے کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں بین الاقوامی شہرت کا حامل جادوگر ہوں، لیکن سوچو جب میں بارہ سال کا تھا تو تمہاری طرح مجھے بھی کوئی نہیں جانتا تھا، بلکہ تمہیں تو پھر کچھ لوگ جانتے ہیں میرا تو اس عمر میں نام بھی بے معنی تھا، تمہیں تو نام چپ کی وجہ سے کچھ لوگ جانتے بھی ہیں'' اس نے حارب کے پیشانی کے نشان کو معنی خیز نظروں سے دیکھا ''اب یہ اتنی بڑی بات بھی نہیں۔ مجھے دیکھو ہفت روزہ چڑیل کا خوب صورت ترین مسکراہٹ کا ایوارڈ مسلسل پانچ بار میں نے جیتا ہے لیکن حارب تمہارا تو ابھی آغاز ہے...... محض آغاز گڈ لک'' یہ کہہ کر انہوں نے حارب کو آنکھ ماری اور چل دیا۔

حارب چند لمحے یوں کھڑا رہا، جیسے یادداشت کھو بیٹھا ہو، پھر اسے یاد آیا کہ اسے تو گرین ہاؤس میں ہونا چاہئے۔

پروفیسر منجلی گرین ہاؤس کے وسط میں ایک بینچ کے پاس کھڑی تھیں، مختلف رنگوں کے کانوں کے غلاف بینچ پہ بڑی تعداد میں رکھے تھے، حارب رامس اور مینا کے درمیان جا کھڑا ہوا۔

''آج ہم مردم گیاہ کے پودوں کو چھوٹے گملوں سے بڑے گملوں میں منتقل کریں گے''۔ پروفیسر منجلی نے کہا ''تم میں سے کوئی مجھے اس پودے کی خصوصیات کے بارے میں بتا سکتا ہے؟''

سب سے پہلے مینا کا ہاتھ بلند ہوا اور اس پر کسی کو حیرت نہیں ہوئی ''یہ بحال کرنے والے پودوں میں طاقت ور ترین پودا ہے'' مینا نے کہا ''جنہوں نے اپنی ہیئت تبدیل کی ہو یا کسی جادو کے زیر اثر ہوں، انہیں ان کی اصلی حالت میں واپس لانے کے لئے یہ موثر ترین ثابت ہوا ہے''۔

''شاندار، افقار ہاؤس کے لئے دس پوائنٹ'' پروفیسر منجلی نے خوش ہو کر کہا ''اور یہ بیشتر دواؤں کا توڑ بھی ہے تاہم یہ خطرناک بھی ہے، کیسے؟ یہ کون بتائے گا مجھے؟''

مینا کا ہاتھ پھر اٹھا، حارب کا چشمہ گرتے گرتے بچا۔

"اس کی چیخ بہت مہلک ہوتی ہے" مینا نے بتایا۔

"بالکل ٹھیک۔ افقار ہاؤس کے لئے مزید دس پوائنٹ" پروفیسر منجلی نے کہا "اب یہاں جو مردم گیاہ کے پودے ہیں، وہ بہت چھوٹے ہیں، یوں سمجھ لو کہ بچے ہیں ابھی"

مسز منجلی نے ٹرے میں لگے ہوئے بہت چھوٹے چھوٹے پودے سامنے رکھ دیئے، سب لوگ انہیں بغور دیکھ رہے تھے، حارب کو تو وہ بے ضرر ننھے منھے پودے لگے، اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مینا نے مہلک چیخ والی جو بات کہی، اس کا کیا مطلب ہے۔

"اب سب لوگ کانوں کے غلاف کی ایک ایک جوڑی لے لیں" پروفیسر منجلی نے کہا۔

تمام طلباء بینچ پر رکھے کانوں کے غلافوں کی طرف لپکے......

"میری آواز پر انہیں کانوں پر لگا لیں اور خیال رکھیں کہ کان پوری طرح ڈھکے ہوئے ہوں" پروفیسر منجلی نے کہا "جب میں محفوظ سمجھوں گی تو انگوٹھا اوپر کر کے اشارہ کروں گی، آپ لوگ غلاف ہٹا دیجئے گا، او کے؟ غلاف لگا لیں"۔

حارب نے غلاف کانوں پر چڑھا لئے، وہ کمال کی چیز تھی، اب باہر کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، پروفیسر منجلی نے خود بھی کانوں پر غلاف چڑھا لئے تھے، پھر انہوں نے آستین اوپر رکھیں اور ایک ننھے منھے پودے کو مضبوطی سے پکڑ کر کھینچا......

حارب کے منہ سے حیرت کی آواز نکلی جسے کوئی سن نہیں سکتا تھا۔

مٹی کے نیچے سے جڑوں کے بجائے بہت بدشکل اور مٹی میں لتھڑے ہوئے بچگانہ چہرے نکلے تھے، ان کے سروں میں سے پتلی پتلی ٹہنیاں نکلی ہوئی تھیں، جن پر چھوٹے چھوٹے سبز پتے نکل رہے تھے اور صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ حلق کے بل چیخ رہے ہیں۔

پروفیسر منجلی نے میز کے نیچے سے ایک گملا نکالا جس میں کھاد ملی مٹی بھری تھی، انہوں نے ایک ننھے پودے کو اس گملے میں نرمی اور احتیاط سے دبا دیا، اب اس کی صرف پتیاں نظر آ رہی تھیں۔

پھر پروفیسر نے انگوٹھا اوپر کر کے اشارہ کیا اور اپنے کانوں سے غلاف ہٹا دیئے۔

"ان پودوں کے بیج سے سر نکالے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے" پروفیسر منجلی نے طلباء کو بتایا "اس لئے ابھی ان کی چیخیں ہلاک کرنے والی نہیں ہیں بہر حال اب بھی ان کی چیخ سن کر آپ کئی گھنٹوں کے لئے بے ہوش ہو سکتے ہیں اور آپ میں سے کوئی بھی اپنے نئے تعلیمی سال کا پہلا دن بے ہوشی کی نذر نہیں کرنا چاہے گا اس لئے میرا مشورہ ہے کہ ان پودوں پر کام کرتے وقت کان اچھی طرح بند رکھیں، پیریڈ ختم ہو گا تو میں آپ لوگوں کو کسی طرح بتا دوں گی"۔

سب لوگ ایکسائیٹڈ ہو رہے تھے۔

"ایک ٹرے پر چار افراد کام کریں گے گملوں کی یہاں کمی نہیں ہے اور ہاں، زہریلے ریشوں سے خبردار رہیئے گا، وہ اب دانت نکال رہے ہیں۔

حارب، رامس اور مینا جس ٹرے پر کام کر رہے تھے ان کے ساتھ چوتھا ایک یشتاری تھا جسے وہ صورت سے جانتے تھے مگر انہیں اس کا نام معلوم نہیں تھا۔

"میں جالود خلیجی ہوں" اس نے حارب سے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنا تعارف کرایا، اس کے انداز میں گرم جوشی تھی اور حارب چرخی کو کون نہیں جانتا، میں بھی جانتا ہوں اور آپ مینا افگر ہیں، ہر مضمون میں اول اور آپ رامس قرولی، وہ اڑن کار آپ ہی کی تھی نا؟"

رامس مسکرایا تک نہیں، ابھی تک پھٹکاریے کا خیال اس کے ذہن سے نہیں نکلا تھا۔

"یہ قفلیس دلدر بھی بڑی چیز معلوم ہوتا ہے"۔

ان چاروں نے گملوں پر کام شروع کر دیا تھا لیکن جالود باتونی لڑکا تھا "یہ قفلیس دلدر بہت بہادر آدمی ہے، تم لوگوں نے اس کی کتابیں پڑھی ہیں؟ بھئی مجھے اگر کوئی خون آشام انسانی بھیڑیا گھیر لے تو میں تو خوف سے مر جاؤں، مگر یہ قفلیس دلدر اس نے اعصاب پر قابو رکھے......اور نکل آیا" اس کے لہجے میں ستائش تھی۔

وہ تینوں خاموشی سے کام کرتے رہے لیکن جالود خلیجی چپ ہونے والا نہیں تھا، وہ چاروں گملوں میں مٹی اور کھاد کو مناسب مقدار میں ملا رہے تھے۔

"مجھے ملک کے سب سے اچھے اسکول میں داخلہ مل رہا تھا لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں اسے چھوڑ کر یہاں چلا آیا۔ ممی کو کچھ مایوسی ہوئی تھی لیکن میں نے انہیں قفلیس دلدر کی کتابیں پڑھوا دیں، اب پھر ان کی سمجھ میں آ گیا کہ فیملی میں ایک تربیت یافتہ اور صاحب علم جادوگر کی موجودگی کتنی کارآمد ثابت ہو گی......"

اس کے بعد باتوں کا موقع ہی نہیں رہا۔ پروفیسر منجلی نے کانوں پر غلاف چڑھا کر ننھے پودوں کو ٹرے سے نکال کر گملے میں منتقل کرنے کا حکم دیا۔

اب ان کی پوری توجہ مردم گیاہ کے ان ننھے منے پودوں کی طرف تھی۔ پروفیسر منجلی نے جس طرح دو پودوں کو گملے میں منتقل کیا تھا، وہ تو بالکل مشکل نہیں لگا تھا لیکن درحقیقت یہ آسان کام ہرگز نہیں تھا۔ مردم گیاہ کے پودوں کو مٹی سے جدا ہونا بالکل پسند نہیں تھا لیکن ایک بار باہر نکلنے کے بعد انہیں دوبارہ مٹی میں جانا اس سے بھی زیادہ ناپسند تھا۔ وہ چیختے چلاتے، دانت پیستے، لاتیں اور مکے مارتے تھے

ایک موٹے سے پودے کو قابو میں کرنے میں حارب کو دس منٹ لگے، پیریڈ ختم ہوتے ہوتے حارب پسینے میں بری طرح نہا رہا تھا اور مٹی میں لتھڑ چکا تھا۔ اس کا جسم بری طرح دکھ رہا تھا اور اس کا نہیں، پوری کلاس کا یہی حال تھا۔

پریڈ ختم ہوا تو وہ قلعے کی طرف لپکے، سب کو ہاتھ منہ دھو کر حلیہ درست کرنا تھا۔ افقار والوں کا اگلا پیریڈ تبدیلی ماہیت کا تھا۔

پروفیسر دل بست کی کلاس ہمیشہ سخت محنت کا تقاضہ کرتی تھی لیکن وہ دن عام دنوں سے کچھ زیادہ ہی دشوار تھا۔ حارب نے پچھلے سال جو کچھ سیکھا وہ گرمی کی چھٹیوں میں بھلا بیٹھا تھا، اسے ایک بھنورے کو بٹن میں تبدیل کرنا تھا لیکن بھنورا اس کے قابو میں ہی نہیں آ رہا تھا، ہر بار وہ اس کی جادو کی چھڑی کی رینج سے باہر نکل جاتا تھا۔

رامس کے مسائل اور زیادہ گھمبیر تھے اس نے ٹیپ کی مدد سے اپنی مجروح جادو کی چھڑی مرمت کی تھی لیکن ایسا لگتا تھا کہ اسے جو نقصان پہنچ چکا ہے، وہ ناقابل تلافی ہے، اس میں سے وقتاً فوقتاً عجیب عجیب آوازیں نکلتیں اور کسی کسی لمحے سرے سے چنگاریاں چھوٹتیں۔ جب بھی وہ اپنے بھنورے کی ہیئت تبدیل کرنے کی کوشش کرتا تو گاڑھا دھواں اسے چھپا لیتا اور اس دھویں میں سے سڑے ہوئے انڈے کی بدبو آتی، رامس کو نظر ہی نہیں آتا کہ وہ کیا کر رہا ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ اس کا بھنورا اس کی کہنی کے نیچے مسلا گیا اور اسے ایک اور بھنورا طلب کرنا پڑا۔

پروفیسر دل بست بہت ناخوش نظر آ رہی تھیں۔

لنچ کے لئے گھنٹی بجی تو حارب نے سکون کی سانس لی، سب لوگ کلاس روم سے نکل گئے، بس وہ اور رامس رہ گئے، رامس بے حد مشتعل تھا اور اپنی جادو کی چھڑی کو بار بار میز پر مار رہا تھا جیسے اسے سزا دے رہا ہو، ''بے وقوف...... ناکارہ چیز......''

''گھر خط لکھو کہ تمہیں جادو کی چھڑی چاہئے'' حارب نے تجویز پیش کی، اسی لمحے رامس کی چھڑی سے جیسے پٹاخے چھوٹنے لگے۔

''ضرور جواب میں ایک اور پھٹکاریہ موصول ہوگا'' رامس کے لہجے میں دل گرفتگی تھی، اس نے جادو کی چھڑی کو اپنے بیگ میں ٹھونسا۔ ''ممی لکھیں گی...... تمہاری جادو کی چھڑی ٹوٹی تو تمہاری اپنی غلطی کی وجہ سے، مجھ سے کوئی امید نہ رکھنا''۔

وہ لنچ کے لئے چلے گئے، وہاں رامس کا موڈ اور خراب ہو گیا کیونکہ مینا نے بڑے فخر سے کئی بٹن دکھائے جو در حقیقت بھنورے تھے، اس نے کامیاب جادو کی مدد سے انہیں بٹنوں میں تبدیل کر دیا تھا۔

''شام کو کیا کرنا ہے؟'' حارب نے جلدی سے موضوع بدلا۔

''کالے جادو کے مقابلے میں دفاع'' مینا نے فوری طور پر جواب دیا۔ پورا ٹائم ٹیبل اسے ازبر تھا۔

رامس نے مینا کے ٹائم ٹیبل کو غور سے دیکھا ''یہ تم نے قفلیس کے تمام پیریڈز کے گرد دل کا نشان کیوں بنا رکھا ہے''۔

مینا نے ٹائم ٹیبل اس سے چھین لیا، اس کا چہرہ گلابی ہو گیا تھا۔

لنچ سے فارغ ہو کر وہ صحن میں نکل گئے، آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے، مینا سیڑھی پر بیٹھ گئی اور قفلیس کی کتاب، سفر ہی سفر کا مطالعہ کرنے لگی۔ حارب اور رامس کھڑے ہوئے ہوائی بال پر گفتگو کرتے رہے، پھر حارب کو احساس ہوا کہ کوئی اسے بغور دیکھ رہا ہے، اس نے نظریں اٹھائیں تو اسے سال اول کا وہ دبلا پتلا چھوٹے قد کا لڑکا نظر آیا، وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے مسحور ہو گیا ہو۔ اس کے ہاتھ میں ایک عام سا کیمرا تھا جیسے دھرپٹوں کے پاس ہوتے ہیں۔

حارب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر لڑکے کا چہرہ تمتمانے لگا۔ ''وہ...... حارب...... میں...... میں کمیل کالوی ہوں'' لڑکا دو قدم آگے بڑھا، وہ نروس بھی تھا اور حارب سے مرعوب بھی۔ ''میں بھی افقار میں ہوں، کیا خیال ہے...... میرا مطلب ہے ایک تصویر ہو جائے؟ کوئی حرج تو نہیں''

''تصویر'' حارب نے حیرت سے کہا۔

''تاکہ میں ثابت کر سکوں کہ میں تم سے مل چکا ہوں'' کمیل نے کہا: میں تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں، کیسے تم نام چپ کے عتاب سے بچے، کیسے وہ تمہیں مارنے میں ناکامی کے بعد غائب ہو گیا اور یہ تمہارے ماتھے کا نشان'' اس نے ایک گہری سانس لی۔ ''میری کلاس کے ایک لڑکے نے بتایا ہے کہ میں فلموں کو ایک خاص محلول میں ڈبو دوں تو متحرک تصویریں ڈویلپ ہوں گی'' اس نے اس بار ایک جھرجھری لی۔ ''یہ جگہ بہت شاندار ہے...... ہیجان انگیز، میں قدرتی طور پر بہت کچھ کرتا تھا مگر مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ جادو ہے۔ پھر مجھے سحر کدہ سے خط موصول ہوا، تب سمجھ میں آیا۔ میرے والد کی دودھ کی دکان ہے، انہیں بھی یقین نہیں آتا کہ میں فطری طور پر جادوگر ہوں۔ اب میں تصویریں کھینچ رہا ہوں کہ گھر بھجواؤں گا۔ تمہاری تصویر مل جائے تو کیا بات ہے'' وہ کہتے کہتے رکا ''اگر تمہارا دوست کیمرا سنبھال لے تو میں بھی تمہارے ساتھ کھڑا ہو جاؤں، پھر تم اس پر آٹوگراف دے دینا''

''آٹوگراف؟ تم دستخط شدہ تصویریں دے رہے ہو چمرخی''۔ لہجے میں تفرت لئے ہوئے، وہ تیز گونجتی آواز فاسد جھگڑال کی تھی...... اور یقیناً پورے احاطہ میں نہیں گئی تھی۔ وہ کمیل کے عین پیچھے آ کھڑا ہوا تھا، ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی اس کے دائیں بائیں حباؤ اور خارپشت موجود تھے۔

''چلو بھئی چلو...... قطار لگاؤ'' فاسد نے چیخ کر کہا ''حارب چمرخی اپنی دستخط شدہ تصویریں تقسیم کر رہا ہے''۔

''نہیں...... ہرگز نہیں'' حارب مٹھیاں بھینچتے ہوئے چلایا ''شٹ اپ جھگڑال''

''تم جلتے ہو، جل ککڑے ہو'' کمیل نے کہا۔ اس کے جسم کی چوڑائی حباؤ کی موٹی گردن سے بھی کم تھی۔

''جلتا ہوں'' فاسد چلایا حالانکہ اب چیخنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ احاطے میں موجود بیشتر لوگ

ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے، ''میں کیوں جلوں، مجھے اپنی پیشانی پر سبز رنگ کے نشان کی کوئی ضرورت نہیں، بہت بہت شکریہ۔ مجھے ایسی شہرت سے کوئی دلچسپی نہیں''۔

حباؤ اور خار پشت تالیاں بجانے لگے۔

''او مکھی خور'' رامس نے فاسد کو للکارا۔

فاسد کا منہ بن گیا ''رامس قرولی، تم خود کو سنبھالو کوئی گڑبڑ ہوئی تو تمہاری ممی خود آ کر تمہیں اسکول
سے نکال لے جائیں گی'' اس نے حقارت سے کہا اور باریک نسوانی آواز میں مسز قرولی کی نقل اتاری
''اب تم نے کوئی گڑبڑ کی تو میں......''

اس بار سلجار ہاؤس کے سال پنجم کے طلباء کے ایک گروہ نے قہقہے لگائے......

''چمرخی، ایک دستخط شدہ تصویر اس بے چارے قرولی کو بھی دے دو'' فاسد نے مضحکہ اڑانے والے
انداز میں کہا ''اس تصویر کی قیمت اس کے گھر سے کہیں زیادہ ہو گی''۔

رامس نے مشتعل ہو کر اپنی جادو کی چھڑی اٹھائی مگر اسی لمحے مینا نے کتاب بند کرتے ہوئے اسے
گھورا۔ ''ہوش میں رہو، ذرا ادھر دیکھو'' اس نے سرگوشی میں کہا۔

''یہاں کیا ہو رہا ہے''؟ پروفیسر قفلیس نے کہا، وہ انہیں کی طرف آ رہا تھا ''کون تقسیم کر رہا ہے
دستخط شدہ تصویریں؟''

حارب کچھ کہنا چاہتا تھا مگر قفلیس دلدر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے خود سے قریب
کر لیا، ''مجھے پوچھنا ہی نہیں چاہئے تھا'' اس نے خوش دلی سے کہا ''یہاں حارب چمرخی کے سوا کون ایسا
ہے کیوں، ٹھیک ہے نا؟''

حارب کا چہرہ خفت سے تمتما رہا تھا، فاسد جھگڑال لڑکوں کے درمیان سے چلا گیا۔

''ہاں تو مسٹر خلجی اب ہو جائے تصویر''، قفلیس نے کمیل سے کہا ''یہ تو ڈبل مزہ کہلائے گا، اس تصویر
پر میں اور حارب دونوں دستخط کریں گے''۔

کمیل نے کیمرا سنبھالا اور تصویر کھینچی، اسی لمحے گھنٹی بجی، شام کی کلاس شروع ہونے والی تھی۔

''چلو بھئی لڑکو''، قفلیس نے لڑکوں کو پکارا ''بس اب چل دو'' اور وہ خود حارب کے کندھے پر ہاتھ
رکھے، اسے خود سے قریب کیے قلعے کی طرف چل دیا، حارب کو اگر غائب ہونے والا جادو آتا تو اس
وقت وہ خود کو سب کی نظروں سے اوجھل کر لیتا، خفت سے اس کا برا حال تھا۔

''ایک نصیحت کروں حارب''، قفلیس نے قلعے میں داخل ہوتے ہوئے کہا ''اس وقت تو میں
تمہاری ڈھال بن گیا، میں نہ ہوتا تو تمام لڑکے یہی سمجھتے کہ تم خود کو نمایاں اور دوسروں سے اہم ثابت
کرنے کی کوشش کر رہے ہو......''

حارب اٹک اٹک کر صفائی پیش کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن قفلیس دلدر اس کی سننے کو تیار ہی نہیں

تھا۔ ''اس مرحلے پر دستخط شدہ تصویریں بانٹنا غیر دانش مندانہ فعل ہے حارب'' اس نے کہا ''لوگ یہ تاثر لیں گے کہ تم خود پسند ہو۔ ہاں بعد کی بات اور ہے، تمہیں بھی میری طرح تصویروں کی گٹھری ساتھ رکھنی ہو گی تا کہ کہیں بھی جاؤ، کوئی تم سے آٹوگراف مانگے تو تصویر پر دستخط کر وا اور دے دو لیکن ابھی تم اس مقام پر نہیں پہنچے ہو''۔

کلاس روم میں داخل ہونے کے بعد حارب کا اس سے پیچھا چھوٹا، حارب سب سے پہلے والی قطار کی طرف چلا گیا، اس نے قفلیس دلدر کی ساتوں کتابیں ترتیب سے میز پر رکھ لیں، وہ اب بھی شرمندہ تھا۔

دوسرے لوگ بھی آنے لگے، رامس اور مینا اس کے دائیں بائیں آ بیٹھے۔ ''اس وقت تو تمہارا چہرہ ایسا گرم ہو رہا ہے کہ اس پر انڈا بھی فرائی کیا جا سکتا ہے، دعا کرو کہ یہ کمیل ہماری سامرہ سے نہ مل بیٹھے ورنہ وہ دونوں مل کر حارب چمرخی فین کلب شروع کر دیں گے''۔

''شٹ اپ'' حارب نے بگڑ کر کہا۔ اب یہ فین کلب والی بات قفلیس دلدر کے کان میں پڑ جاتی تو اس بات کا بھی بتنگڑ بن جاتا۔

سب لوگ بیٹھ گئے تو قفلیس نے کھنکھار کر گلا صاف کیا، کلاس میں خاموشی چھا گئی، وہ آگے بڑھا اور اس نے نستیر کی میز پر رکھی اپنی کتاب سفر اور عفریت اٹھائی اور کلاس کو کتاب پر چھپی اپنی تصویر دکھائی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے پاس میری کتابوں کا مکمل سیٹ موجود ہے، بہت خوب...... آج میں آپ کو ایک کوئز ترتیب دے رہا ہوں، پریشانی کی بات نہیں، میں یہ چیک کرنا چاہتا ہوں کہ کس نے کتنا پڑھا ہے......''

اس نے پرچہ ترتیب دیا اور سب کو تھماتے ہوئے بولا ''آپ کے پاس تیس منٹ ہیں، بس شروع ہو جائیں''۔

حارب نے پرچے پر نظر ڈالی......

سوال نمبر 1: قفلیس دلدر کا پسندیدہ ترین رنگ کون سا ہے؟

سوال نمبر 2: قفلیس دلدر کی سب سے بڑی پوشیدہ خواہش کے بارے میں بتائیے؟

سوال نمبر 3: آپ کے خیال میں اب تک قفلیس دلدر کا سب سے اہم کارنمایاں کون سا ہے؟

مگر وہ تو سوالوں کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا جو رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا......

سوال نمبر 54: قفلیس دلدر کا برتھ ڈے کب ہے؟ آپ کے خیال میں ان کے لئے مثالی تحفہ کیا رہے گا؟

آدھے گھنٹے بعد قفلیس نے تمام پرچے جمع کیے اور وہیں بیٹھ کر ان کا جائزہ لینے لگا ''چچ چچ...... تم لوگوں میں سے بہت کم لوگوں کو میرا پسندیدہ رنگ یاد ہے اور تم لوگوں نے میری کتاب ''خون آشام بھیڑیے کے ساتھ ایک ویک اینڈ'' غور سے نہیں پڑھی۔ اس کے بارہویں باب میں میں نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ میرے لئے سالگرہ کا مثالی تحفہ یہ ہو گا کہ جادوگر اور غیر جادوگر برادری میں مثالی یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا ہو جائے......''

رامس اب نگاہوں میں بے یقینی لئے قفلیس دلدر کو گھور رہا تھا، فارق اور داسو کے جسم ہنسی روکنے کی کوشش میں لرز رہے تھے، وہ دونوں سب سے اگلی قطار میں بیٹھے تھے جبکہ بینا قفلیس کو سحر زدہ سی ہو کر دیکھ رہی تھی۔

پھر قفلیس کے منہ سے اپنا نام سن کر وہ بری طرح چونکی۔

''......لیکن مس بینا افگر نے تو جیسے میری کتابوں کو دل میں اتار لیا ہے، وہ میرے بارے میں سب کچھ جانتی ہیں، ان کے لئے فل مارکس۔ کہاں ہیں مس بینا افگر؟''

بینا نے اپنا لرزتا ہوا ہاتھ اٹھایا......

''شاندار......بے حد شاندار''، قفلیس نے اپنے چمک دار دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا ''افقار ہاؤس کے لئے دس پوائنٹ اور اب آگے کی بات'' اس نے اپنی میز کے عقب میں جھکتے ہوئے ایک بڑا، ڈھکا ہوا پنجرہ اٹھایا اور اسے میز پر رکھ دیا ''اب میں پہلے ہی خبر دار کر دوں، میرا کام تم لوگوں کو خطرناک ترین مخلوقات سے مقابلے کے لئے تیار کرنا ہے اسی کمرے میں بعض اوقات تمہیں اپنی زندگی کے بدترین خوف کا سامنا کرنا ہوگا۔ میں تمہیں یہ بتا دوں کہ میری موجودگی میں تم محفوظ ہو، بس آپ کو صرف اتنا کرنا ہے کہ پرسکون رہیں''۔

حارب نے آگے کی طرف ہو کر پنجرے کو بہت غور سے دیکھا، فارق اور داسو کی ہنسی بھی موقوف ہو چکی تھی، نستیر بار بار پہلو بدل رہا تھا۔

قفلیس نے پنجرے سے کور ہٹانے کے لئے ہاتھ بڑھایا، چیخے گا نہیں، چیخنے سے یہ مشتعل ہوتے ہیں''۔

پوری کلاس سانس روک کر بیٹھ گئی۔ قفلیس نے پنجرے کا کور ہٹایا ''ہاں'' اس نے ڈرامائی انداز میں کہا ''یہ تازہ تازہ پکڑے ہوئے آنکول ہیں''۔

اس بار فارق اپنی ہنسی نہ روک سکا اور ہنسی اتنی واضح تھی کہ قفلیس اسے خوف بھری چیخ بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

''ہاں؟''، قفلیس نے فارق کو مسکراہٹ سے نوازا۔

''یہ......یہ خطرناک تو نہیں لگتے'' فارق نے ہنسی روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''اتنے یقین سے نہ کہو یہ بات''، قفلیس نے فارق کے چہرے کے سامنے انگلی لہرائی ''یہ چھوٹے چھوٹے تیر بہت خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں''۔

آنکول آٹھ انچ اونچے تھے، ان کا رنگ نیلا تھا، چہرے نکیلے اور آوازیں اتنی باریک کہ کانوں میں گھس رہی تھیں، جیسے ہی پنجرے پر سے کور ہٹا انہوں نے آوازیں نکالنا اور اچھلنا شروع کر دیا تھا، وہ پنجرے کی سلاخوں سے ٹکریں مار رہے تھے۔

''اب ہم دیکھیں گے کہ آپ ان سے کیسے نمٹتے ہیں''، قفلیس نے کہا اور پنجرہ کھول دیا۔

چند لمحوں میں بلوے کا سماں ہو گیا، انکول راکٹوں کی طرح ہر سمت میں اڑنے لگے، ان میں سے دو نے نستیر کو کانوں سے پکڑ لیا اور اسے فضا میں بلند کر دیا، وہ اتنے بڑے نہیں تھے لیکن ان کی وزن اٹھانے کی صلاحیت زبردست تھی، چند انکول اڑتے ہوئے کھڑکیوں سے ٹکرائے، وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں پر کھڑکیوں کے ٹوٹے ہوئے شیشے برسنے لگے، باقی انکولوں نے کلاس روم میں تباہی مچانی شروع کر دی۔ انہوں نے روشنائی کی بوتلیاں اٹھائی اور ہر طرف روشنائی کا چھڑکاؤ شروع کر دیا، کتابیں پھٹنے لگیں، ہر طرف کاغذ اڑنے لگے، انہوں نے دیواروں سے تصویریں اکھاڑ پھینکیں۔ ڈسٹ بن اچھال دیئے، صرف چند منٹ میں یہ حال ہوا کہ تمام طلباء ڈیسکوں کے نیچے دبکے بیٹھے تھے، نستیر واحد لڑکا تھا جو چھت کے پنکھے سے لٹکا ہوا تھا۔

''چلو......اب انہیں گھیرو......گھبراؤ نہیں ارے......یہ صرف انکول ہی تو ہیں''، قفلیس طلباء کو للکار رہا تھا۔

پھر اس نے اپنی آستین چڑھائیں، اپنی جادو کی چھڑی لہرائی اور چیخ کر کہا ''تتر بتر چتر......''

لیکن انکولوں کو منتر کی کوئی پروا نہیں تھی، ان پر کوئی اثر نہیں ہوا، ایک انکول نے قفلیس کی جادو کی چھڑی پکڑی اور اسے ٹوٹے ہوئے شیشے والی کھڑکی سے باہر اچھال دیا۔ قفلیس نے بوکھلا کر خود بھی چھلانگ لگائی اور اپنی میز کے نیچے چھپ گیا، اس کے ایک لمحے بعد نستیر پنکھے سمیت فرش پر آ گرا۔

پیریڈ ختم ہونے کی گھنٹی بجی تو سب دیوانہ وار دروازے کی طرف لپکے، ذرا سکون ہوا تو قفلیس سیدھا ہوا، اس نے اپنے کپڑے جھاڑے اور حارب، رامس اور بینا کو دیکھا جو کلاس روم سے نکلنے ہی والے تھے ''سنو......تم تینوں باقی ماندہ انکولوں کو پنجرے میں بند کر دو'' اس نے کہا اور تیزی سے انہیں پیچھے چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا۔

''سنی اس کی بات'' رامس نے بلبلاتے ہوئے کہا کیونکہ ایک انکول اس کے کان سے چمٹ گیا تھا۔

''وہ صرف ہمیں تجربہ کرانا چاہتا تھا......اور کچھ نہیں'' بینا نے کہا اور جادو کے ذریعے دو انکولوں کو بے ہوش کر کے پنجرے میں بند کر دیا۔

''یہ بات نہیں بینا، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسے خود کچھ آتا جاتا نہیں'' حارب نے چڑ کر کہا۔

''تم یہ کہہ سکتے ہو کیونکہ تم نے اس کی کتابیں نہیں پڑھیں تمہیں نہیں پتا کہ وہ کیسے کیسے کارنامے انجام دے چکا ہے......''

''یہ صرف اس کا دعویٰ ہے......منہ زبانی بات......'' رامس بڑبڑایا۔

☆......☆......☆......☆

اگلے کئی روز حارب قفلیس سے بچتا پھرا، جہاں وہ اسے آتے دیکھتا، اپنی سمت بدل کر کہیں اور نکل لیتا لیکن اس کے لئے ایک قفلیس ہی تو وبال نہیں تھا۔ اس کو کمیل خلجی سے بچنا تھا اور وہ زیادہ مشکل تھا، اس کے اس عقیدت مند نے اس کا ٹائم ٹیبل یاد کر لیا تھا چنانچہ اسے معلوم تھا کہ کب وہ کس کلاس کی طرف جا رہا ہوگا اور کس کس کلاس سے نکل رہا ہوگا۔ ایسا لگتا تھا کہ کمیل کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دن میں چھ سات بار...... کیسے ہو حارب چرخی؟...... کہنا اور چھ سات بار...... ہیلو کمیل...... سننا ہے، بشرطیکہ کہنے والا حارب ہو۔

اڑن کار کے سفر کے اختتام پر برفیل حارب سے خفا ہو گیا تھا اور اب بھی خفا تھا۔ رامس کی جادو کی چھڑی کا سسٹم اب بھی خراب چل رہا تھا بلکہ جمعہ کی صبح تو حد ہی ہو گئی۔ منتر کی کلاس میں چھڑی رامس کے ہاتھ سے نکلی اور پروفیسر خلجان کے آنکھوں کے عین درمیان جا کر لگی، ان کی پیشانی پر بڑا سا پھڑکتا ہوا ایک گومڑا ابھر آیا۔

ایسے میں جو دن گزر جائے، غنیمت ہوتا ہے چنانچہ ویک اینڈ آیا تو حارب نے سکون کی سانس لی۔ ہفتے کی صبح کے لئے ان تینوں نے پروگرام بنایا کہ وہ غسام سے ملنے جائیں گے لیکن حارب کو اس سے کئی گھنٹے پہلے ہی مولا بخش نے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھا دیا۔

''کک...... کک...... کیا ہو؟'' حارب نے بوکھلا کر افقار ہاؤس کی ہوائی بال ٹیم کے کیپٹن سے پوچھا۔

''پریکٹس شروع ہونے والی ہے چلو آ جاؤ'' مولا بخش نے کہا۔

حارب نے کھڑکی کی طرف دیکھا، باہر دھند سے ادھر ادھر زرد گلابی آسمان نظر آ رہا تھا، پھر وہ پوری طرح جاگ گیا وجہ پرندوں کا شور تھا، اسے حیرت ہونے لگی کہ اتنے شور میں وہ سو کیسے رہا تھا ''مولا بخش...... ابھی تو سورج بھی نہیں نکلا ہے'' اس نے احتجاج کیا۔

''درست کہا تم نے'' مولا بخش نے خوش ہو کر کہا۔ وہ سال ششم کا طالب علم تھا، ہوائی بال کا کوئی معاملہ ہوتا تو اس کی آنکھوں سے دیوانگی جھلکنے لگتی جسم کا انگ انگ پھڑکنے لگتا، وہ ہوائی بال کا عاشق تھا۔

''تو پھر؟''

''یہ ہمارے نئے تربیتی پروگرام کا حصہ ہے چلو...... اپنی اڑن جھاڑو اٹھاؤ اور چل دو'' مولا بخش کے لہجے میں مسرت تھی ''ابھی تک کسی اور ٹیم نے پریکٹس کا آغاز نہیں کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ پہل ہم کریں''۔

حارب کپکپاتا، جماہیاں لیتا بیڈ سے اترا اور اپنا ہوائی بال کا لبادہ نکالا۔

''شاباش۔ پندرہ منٹ بعد ہوائی بال کی پچ پر ملاقات ہوگی''۔

حارب نے رامس کے لئے وضاحتی رقعہ چھوڑا اور باہر نکل آیا۔ اڑن جھاڑو کندھے پر رکھے وہ چکر دار زینے سے اترنے لگا۔

وہ پورٹریٹ کے پاس پہنچا ہی تھا کہ قدموں کی آہٹ سنائی دی اور اگلے ہی لمحے کمیل خلجی چکر دار زینے سے اترتا نظر آیا، کیمرا اس کی گردن سے لٹکا ہوا تھا اور اس نے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑی ہوئی تھی ''میں نے کسی کو تمہارا نام لیتے سنا تھا حارب'' اس نے کہا ''پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اوہ سنو، دیکھو تو...... یہ تصویریں میں نے ڈویلپ کر لی ہے، تمہیں دکھانا چاہتا ہوں......''۔

حارب نے حیرت سے تصویر کو دیکھا وہ اس کی قفلیس دلدر کے ساتھ متحرک تصویر تھی حارب کو تصویر اچھی لگی کیونکہ تصویر میں قفلیس اسے کندھے سے پکڑ کر اپنے قریب کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ متحرک تصویر میں وہ واضح طور پر مزاحمت کر رہا تھا۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ تصویر کھنچوانا نہیں چاہتا ہے۔

''اس پر دستخط کرو گے؟'' کمیل نے پوچھا۔

''نہیں'' حارب نے کہا ''سوری کمیل، میں جلدی میں ہوں، مجھے ہوائی بال کی پریکٹس میں شریک ہونا ہے'' وہ پورٹریٹ والے دروازے سے نکل گیا۔

''ارے رکو...... میں بھی آ رہا ہوں، میں نے ہوائی بال کا گیم کبھی نہیں دیکھا'' کمیل بھی اس کے پیچھے لپکا آ رہا تھا۔

''تمہیں بہت بوریت ہوگی'' حارب نے جلدی سے کہا۔

مگر اب کمیل رکنے والا نہیں تھا ''تم اس صدی کے سب سے کم عمر کھلاڑی ہو سنا ہے؟'' وہ حارب کے قدم سے قدم ملا کر چل رہا تھا ''تم بہت اچھا کھیلتے ہو، میں کبھی اڑا نہیں ہوں، اڑنا مشکل تو نہیں؟ یہ تمہاری اڑن جھاڑو ہے؟ یہ تو شاید سب سے اچھی اڑن جھاڑو ہے......؟؟''

حارب کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سے پیچھا کیسے چھڑائے، اسے تو ایسا لگ رہا تھا کہ اس کا سایہ اچانک باتونی ہو گیا ہے۔

''میں ہوائی بال کو بالکل نہیں سمجھتا ہوں'' کمیل بولے جا رہا تھا ''کیا اس میں واقعی چار گیندیں ہوتی ہیں؟ اور دو گیندیں کھلاڑیوں پر جھپٹتی، وار کرتی اور انہیں اڑن جھاڑو سے گرانے کی کوشش کرتی ہیں''۔

''ہاں'' حارب نے سمجھ لیا کہ بچت ممکن نہیں چنانچہ وہ اسے ہوائی بال کے متعلق بتانے لگے ''ان دو گیندوں کو کارتوس کہتے ہیں ان کے لئے ہر ٹیم میں دو گیند انداز بھی ہوتے ہیں ان کے ہاتھ میں ڈنڈے ہوتے ہیں...... کارتوس کو مار بھگانے کے لئے، ہماری ٹیم میں فارغ اور جامد گیند انداز ہیں''۔

''اور دوسری دو گیندیں؟''

ایک تو گنبند ہوتی ہے...... بڑی سرخ گیند، اس سے گول اسکور کرتے ہیں ہر ٹیم میں تین دوڑاک ہوتے ہیں ان کے درمیان گنبند ے کے لیے کشمکش ہوتی ہے۔ گیند لے جا کر گول کرنا ان کا کام ہے"۔

"اور چوتھی گیند؟"

"......وہ بجلی کہلاتی ہے بہت چھوٹی اور بہت چلبلی ہوتی ہے بجلی کی طرح اچانک نمودار ہوتی ہے اور اچانک ہی غائب ہو جاتی ہے جوئندہ کو صرف اس گیند کو پکڑنا ہوتا ہے، اس کو پکڑنے پر 150 پوائنٹ ملتے ہیں اور میچ ختم ہو جاتا ہے"۔

"تم افقار کے جوئندہ ہونا؟"

"ہاں" اب وہ باہر نکل آئے تھے اور گھاس پر چل رہے تھے "اور ایک کیپر ہوتا ہے...... گول کا رکھوالا"۔

لیکن کمیل کے سوالات کا سلسلہ اب بھی نہیں رک رہا تھا۔ حارب کی جان اس وقت چھوٹی جب وہ لاکر روم میں گیا۔ میں جا کر اپنے لئے اچھی سی سیٹ دیکھتا ہوں" کمیل نے اسے پکارا اور پھر اسٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔

افقار کی پوری ٹیم لاکر روم میں موجود تھی۔ مگر پوری طرح جاگنے والا صرف مولا بخش تھا، فارغ، جامد، ایلینا، بلاریہ اور ایلا سب اونگھ رہے تھے۔

"حارب...... تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی"؟ مولا بخش نے حارب کو دیکھتے ہی کہا۔ "اب میدان میں اترنے سے پہلے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں، اس موسم گرما میں تمام وقت میں اپنے اس نئے تربیتی پروگرام کے بارے میں سوچتا رہا ہوں۔ میرا خیال ہے یہ پروگرام انقلابی ثابت ہوگا......"۔

اب مولا بخش ہوائی بال کی پچ کا نقشہ سب کو دکھا رہا تھا اس میں جگہ جگہ لکیریں، تیر اور کراس بنے ہوئے تھے...... اور وہ بھی مختلف رنگوں میں، مولا بخش نے اپنی جادو کی چھڑی کو حرکت دی...... اور تیر متحرک نظر آنے لگے۔

مولا بخش کھیل کی نئی حکمت عملی پر تقریر کر رہا تھا۔ ادھر فارغ کا سر ایلینا کے کندھے پر ٹک چکا تھا اور یہی نہیں، وہ خراٹے بھی لے رہا تھا۔

نقشہ کی وضاحت میں مولا بخش نے بیس منٹ صرف کئے جبکہ دوسرے نقشے کے نیچے حارب کو تیسرا نقشہ بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حارب پر بھی غنودگی طاری ہونے لگی لیکن مولا بخش کی تقریر جاری رہی۔

بالآخر مولا بخش نے حارب کو جھنجھوڑا "یہ ہے نئی حکمت عملی سمجھ میں آئی؟ کس کو کچھ پوچھنا ہے؟"

"ہاں، مجھے کچھ پوچھنا ہے" جامد نے کہا "تم یہ سب ہمیں کل بھی بتا سکتے تھے جبکہ ہم جاگ بھی رہے تھے۔

مولا بخش بے حد ناخوش نظر آنے لگا، تم لوگ میری بات سنو اس نے خشمگیں لہجے میں کہا "پچھلے سال ہمیں ہوائی بال کپ جیت لینا چاہئے تھا کیونکہ سب سے اچھی ٹیم ہماری ہے لیکن ایسی صورت حال پیدا ہو گئی جس پر ہمارا کچھ اختیار نہیں تھا......"

حارب نے پہلو بدلا، اسے احساس جرم ستا رہا تھا پچھلے سال فائنل میچ کے موقعہ پر وہ اسپتال میں پڑا تھا، صرف اس وجہ سے افقار کی ٹیم کو گزشتہ سو سال کے دوران بدترین شکست نصیب ہوئی تھی۔

"......بہر حال اس سال ہم بہت زیادہ محنت کریں گے" مولا بخش نے کہا "آؤ...... اب میدان میں چلیں، ہمیں تھیوری کو پریکٹیکل میں تبدیل کرنا ہے"۔

مولا بخش کندھے پر اپنی اڑن جھاڑو رکھے لاکر روم سے نکلا، اس کے ساتھی اس کے پیچھے پیچھے تھے۔

وہ لاکر روم میں اتنی دیر رہے تھے کہ سورج پوری طرح نکل آیا تھا اور ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔

حارب پچ پر پہنچا تو اسے اسٹینڈ میں رامس اور مینا بیٹھے نظر آئے۔

"تمہاری پریکٹس ابھی ختم نہیں ہوئی؟" رامس نے چیخ کر پوچھا۔

"ابھی تو شروع ہی نہیں ہوئی" حارب نے اس کے اور مینا کے ہاتھ میں موجود مارملیڈ لگے ٹوسٹ کو ندیدے پن سے دیکھا۔ "مولا بخش ہمیں نئی ترکیبیں سکھا رہا تھا...... جسٹ تھیوری، اب پریکٹیکل ہوگا"۔

وہ اپنی اڑن جھاڑو پر سوار ہوا، زمین پر کک ماری اور فضا میں بلند ہوا، صبح کی سرد ہوا میں اڑنا اسے بہت اچھا لگ رہا تھا، وہ پوری رفتار سے اسٹیڈیم سے اوپر چکراتا پھر رہا تھا فارغ اور جامد اسے پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہ عجیب سی آواز کیسی ہے؟" فارغ نے کہا "کلک کلک کی آواز"۔

حارب نے اسٹینڈ کی طرف دیکھا، سب سے اوپر والی ایک سیٹ پر کمیل بیٹھا تھا، اس کا کیمرا بار بار حرکت کر رہا تھا یعنی وہ تصویر پر تصویر کھینچ رہا تھا۔

"حارب...... ادھر دیکھو میری طرف دیکھو" اس نے چلا کر کہا۔

"یہ کون ہے؟" فارغ نے پوچھا۔

"پتا نہیں" حارب نے جھوٹ بولا اور اڑتا ہوا کمیل کے کیمرے کی پہنچ سے دور نکل گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" اڑتے ہوئے مولا بخش نے کہا، اس کے لہجے میں الجھن تھی۔ "یہ فرسٹ ایئر والا تصویریں کیوں لے رہا ہے؟ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی عین ممکن ہے کہ وہ سلجار والوں کا جاسوس ہو، اور ہمارے نئے پروگرام کے متعلق جاننے کی کوشش کر رہا ہو"۔

"وہ افقار ہاؤس میں ہے" حارب نے جلدی سے کہا۔

"اوہ سلجار والوں کو کسی جاسوسی کی ضرورت بھی نہیں" حامد بولا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟" مولا بخش نے اس پر آنکھیں نکالیں۔

"کیونکہ وہ لوگ یہاں موجود ہیں اور سب کچھ دیکھ رہے ہیں...... اپنی ذاتی آنکھوں سے" فارغ نے وضاحت کی "اب تمہارا نیا پروگرام راز نہیں رہا"۔

واقعی...... کچھ افراد سبز لبادے پہنے ہوائی بال کی پچ کی طرف بڑھ رہے تھے، ان کے پاس اڑن جھاڑوئیں بھی تھیں۔

"میں نہیں مانتا" مولا بخش غرایا۔ آج کے لئے میں نے پچ بک کرالی تھی، میں ابھی دیکھتا ہوں"۔

مولا بخش تیزی سے نیچے اترا۔ وہ بہت غصہ میں تھا اور اس کا اظہار اس نے اترتے ہوئے عملی طور پر بھی کیا۔ حارب، فارغ اور حامد بھی اس کے پیچھے اتر گئے۔

"جھپکان" مولا بخش نے تیز لہجے میں سلجار کے کیپٹن کو مخاطب کیا "یہ ہمارا پریکٹس کا وقت ہے، ہم نے اس کے لئے خصوصی اجازت لی ہوئی ہے، تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ"۔

شعلہ جھپکان دیو قامت لڑکا تھا۔ اس کے مقابلے میں مولا بخش بچہ نظر آتا تھا، اس کی آنکھوں میں عیاری کی چمک لہرائی، "یہاں جگہ کی کمی نہیں مولا بخش، تم بھی پریکٹس کر سکتے ہو اور ہم بھی"۔

اتنی دیر میں ایلینا، بلاریہ اور ایلا بھی آ گئی تھیں، سلجار ہاؤس کی ٹیم میں کوئی لڑکی نہیں تھی۔

"لیکن پچ میں نے بک کرائی ہے" مولا بخش غصے میں دہاڑنے لگا۔

"اور میرے پاس پروفیسر ماہر کے دستخط کے ساتھ خصوصی اجازت نامہ موجود ہے شعلہ جھپکان مسکرایا۔ اس نے اجازت نامہ دکھایا، اس میں لکھا تھا کہ ٹیم کے نئے جوئندہ کو پریکٹس کرانے کے لئے اس روز خصوصی طور پر اجازت دی جا رہی ہے۔

"نیا جوئندہ؟" مولا بخش کا دھیان بٹ گیا "کہاں ہے تمہارا نیا جوئندہ؟"

ان چھ اونچے قد والوں کے پیچھے سے ساتواں کھلاڑی نمودار ہوا، چھوٹے قد کا دبلا پتلا، زرد رو، ہونٹوں پر مخصوص زہریلی مسکراہٹ اور وہ کوئی اور نہیں، فاسد جھگڑال تھا۔

"تم...... تم حاسد جھگڑال کے بیٹے ہو نا؟" فارغ نے فاسد کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عجیب بات ہے کہ تم نے فاسد کے پاپا کا تذکرہ نکالا" شعلہ نے کہا اس کے ساتھی عجیب انداز میں مسکرا رہے تھے۔ "اب میں تمہیں وہ بیش قیمت تحفہ بھی دکھا دوں، جو انہوں نے سلجار ہاؤس کی پوری ٹیم کو عطا کر کے اپنی فیاضی کا ثبوت دیا ہے"۔

ان سبھوں نے اپنی اڑن جھاڑوئیں آگے کر دیں، وہ بالکل نئی، چمچماتی خوب صورت اڑن جھاڑوئیں تھیں، ان کے دمکتے ہوئے ہینڈلوں پر سنہرے حروف میں لکھا تھا...... نمبس 2001۔

"یہ تازہ ترین ماڈل ہے گزشتہ ماہ ہی مارکیٹ میں آیا ہے" شعلہ جھپکان نے دانت نکالتے ہوئے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ یہ نمبس 2000 سے بہت آگے کی چیز ہے اور کلین سویپ سے تو اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے"، اس نے شرارت سے فارغ اور حامد کو دیکھا جن کی نظریں جھک گئیں۔

افقار والوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا، وہ خاموش کھڑے رہے، فاسد عجیب سے منہ بنا رہا تھا، اس کی آنکھیں اب چھری جیسی لگ رہی تھیں...... اور بھی چھوٹی چھوٹی۔

"ارے دیکھو" شعلہ جھپکان نے اچانک کہا "ہوائی بال کی پچ کی بے حرمتی!"

اس کا اشارہ رامس اور مینا کی طرف تھا، جو معاملے کو سمجھنے کی غرض سے اس طرف چلے آ رہے تھے

"کیا ہو گیا؟" رامس نے حارب سے پوچھا "تم لوگ کھیل کیوں نہیں کھیل رہے ہو؟ اور یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" اس نے فاسد کی طرف اشارہ کیا۔

"میں سلجار کا نیا جوئندہ ہوں قرولی" فاسد نے سینہ تان کر کہا "میرے پاپا نے پوری ٹیم کو جدید ترین اڑن جھاڑو دلائی ہے سب انہیں سراہ رہے ہیں"۔

ان اڑن جھاڑوؤں کو دیکھ کر رامس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"اچھی ہیں...... ہے نا" فاسد نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا "اب شاید افقار والوں کو نئی اڑن جھاڑوئیں خریدنے کے لئے چندہ کرنا پڑے گا اور میرے خیال میں ان کلین سویپ جھاڑوئیں کی جگہ تو اب صرف میوزیم میں رہ گئی ہے"۔

سلجار کے کھلاڑی قہقہے لگانے لگے۔

"کم از کم افقار کے کسی کھلاڑی کو ٹیم میں شامل ہونے کے لئے رشوت دینے کی ضرورت نہیں پڑی" مینا نے قہرناک لہجے میں کہا "انہیں ٹیم میں جگہ صرف صلاحیت کی بنا پر ملی ہے"۔

فاسد کے ہونٹوں پر ہمیشہ رہنے والی زہریلی مسکراہٹ ہوا ہو گئی، پھر اس نے فوراً ہی سنبھل کر کہا "تم سے کسی نے رائے نہیں مانگی، دھرپٹ خون کی گندلی نالی" اس نے نفرت سے زمین پر تھوکتے ہوئے کہا۔

حارب کو فوراً ہی احساس ہوا کہ فاسد نے کوئی بہت بری بات کہی ہے، کیونکہ اس کے منہ سے بات نکلتے ہی ہلچل مچ گئی تھی فارغ اور حامد اچھل کر فاسد پر جھپٹے تھے لیکن شعلہ جھپکان فوراً فاسد کے سامنے آ گیا تھا، ایلینا نے چیخ کر کہا "تمہیں جرأت کیسے ہوئی جھگڑال"۔

ادھر رامس نے اپنے لبادے کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنی جادو کی چھڑی نکالی اور چلایا "فاسد...... تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی"۔

ایک دھماکہ ہوا اور رامس کی چھڑی کے اس سرے سے جو خود اس کی طرف تھا نیلگوں شعلہ نمودار ہوا اور اس کے پیٹ سے ٹکرایا، وہ پیچھے کی طرف ہٹتا چلا گیا اور بالآخر گھاس پر گر گیا۔ "رامس...... رامس...... تم ٹھیک تو ہو؟" مینا گھبرا گئی۔

رامس نے منہ کھولا لیکن کوئی آواز نہیں تھی، پھر اس کے منہ سے شعلہ سا نکلا اور اس کے ساتھ ہی کئی گھونگھے اس کے منہ سے نکل کر اس کی گود میں گر گئے۔

سلجار ہاؤس کے کھلاڑی ہنستے ہنستے بے حال ہو گئے۔ شعلہ جھپکان تو دہرا ہو گیا تھا، فاسد چاروں ہاتھ پیروں پر بیٹھا زمین پر گھونسے مارتے ہوئے پاگلوں کی طرح ہنسے جا رہا تھا، افقار کے کھلاڑی اس کے گرد جمع تھے، رامس کا منہ جب ہی کھلتا، اس میں سے گونگھے گرنے لگتے، سب ڈر رہے تھے کوئی اسے چھو بھی نہیں رہا تھا۔

''بہتر ہے اسے غسام کے پاس لے چلیں'' حارب نے تجویز پیش کی۔ مینا نے اثبات میں سر ہلایا وہ اور حارب رامس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ساتھ لے چلے۔

''کیا ہوا حارب؟ کیا اس کی طبیعت خراب ہو گئی ہے'' کمیل ان کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا، اس کے لہجے میں پریشانی تھی لیکن حارب، تم تو خود بھی اس کا علاج کر سکتے ہو'' اس وقت رامس کو پھر جھٹکا لگا، اس کا منہ کھلا اور مزید گھونگھے برسے۔

''ارے واہ...... حارب ذرا تم اسے پکڑو اور ساکت رکھو'' کمیل نے اپنا کیمرا سنبھالا۔

''شٹ اپ کمیل راستہ چھوڑ دو'' حارب کے لہجے میں برہمی تھی، وہ اور مینا رامس کو سہارا دے کر جنگل کی طرف لے جا رہے تھے، غسام کا کاٹیج جنگل کے باہر ہی تھا۔

''ہم تقریباً پہنچ گئے ہیں رامس، تھوڑی سی ہمت اور کر لو'' مینا نے رامس سے کہا ''ابھی تم ٹھیک ہو جاؤ گے''۔

وہ کاٹیج سے کچھ ہی فاصلے پر تھا کہ کاٹیج کا دروازہ کھلا مگر باہر نکلنے والا غسام نہیں تھا، وہ قفلیس دلدر تھا اور اس وقت شوخ زرد رنگ کا لبادہ پہنے ہوئے تھا۔ ''جلدی سے جھاڑی کے پیچھے چھپ جاؤ'' حارب نے گھبرا کر کہا، وہ رامس کو کھینچ کر جھاڑی کی اوٹ میں لے گیا، مینا بھی ہچکچاتی ہوئی وہاں آ گئی۔

''بات سیدھی سی ہے آدمی کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کیا کر رہا ہے'' قفلیس غسام سے کہہ رہا تھا ''میں ہر طرح کی مدد کے لئے حاضر ہوں، اور ہاں اپنی دستخط شدہ کتاب میں تمہیں بھجواؤں گا، مجھے حیرت ہے کہ تمہارے پاس میری کتاب نہیں ہے، اچھا گڈ بائی'' پھر وہ تیز تیز قدموں سے قلعے کی طرف چل دیا۔

وہ دور چلا گیا تو حارب نے رامس کو جھاڑی کی اوٹ سے نکالا وہ کاٹیج کے دروازے پر پہنچے اور دستک دی۔

غسام نے دروازہ کھولا، اس کا منہ پھولا ہوا تھا لیکن انہیں دیکھ کر اس کے چہرے کا تاثر تبدیل ہو گیا ''میں سوچ رہا تھا کہ کب سے تم لوگ میرے پاس نہیں آئے'' اس نے کہا ''آؤ، اندر آ جاؤ۔ میں تو ڈر رہا تھا کہ کہیں قفلیس دلدر تو دوبارہ نہیں آ گیا''۔

حارب اور مینا رامس کو سہارا دے کر اندر لے گئے، کونے میں بہت بڑا بیڈ بچھا تھا اور آتش دان دہک رہا تھا، غسام کو رامس کی حالت پر کوئی تشویش نہیں تھی، اس نے رامس کو کرسی پر بٹھایا، حارب نے اسے تفصیل بتائی۔

''باہر نکلنے میں کوئی برائی نہیں'' غسام نے خوش ہو کر کہا ''ہاں اندر رہنے میں خرابی تھی'' اس نے رامس کو بیسن کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا ''سب نکال دو رامس''

''میرا خیال ہے، یہ سلسلہ خود ہی رکے تو رکے'' مینا نے پر تشویش لہجے میں کہا ''یہ منتر عام حالات میں بھی آسان نہیں لیکن جادو کی چھڑی ٹھیک نہ ہو تو اور مصیبت......'' غسام چائے بنانے میں مصروف ہو گیا تھا، اس کا کتا فینگ حارب کے پاؤں چاٹ رہا تھا۔

''یہ قفلیس تمہارے پاس کیوں آیا تھا؟'' حارب نے غسام سے پوچھا۔

''مجھے وہ کچھ سکھانے آیا تھا جو مجھے پہلے ہی سے آتا ہے'' غسام نے چڑ کر کہا ''کسی چڑیل سے اپنی جنگ کے متعلق بھی بتا رہا تھا...... آدم خور چڑیل، جسے اس نے شکست دی، میں شرط لگاتا ہوں کہ ایک لفظ بھی سچ نہیں تھا''۔

سحر کدہ کے کسی ٹیچر پر تنقید کرنا غسام کے مزاج کے خلاف تھا اس لئے حارب نے اسے حیرت سے دیکھا لیکن مینا کو یہ بات اچھی نہیں لگی، اس نے معمول سے ذرا بلند آواز میں کہا ''میرا خیال ہے، تم بے انصافی کر رہے ہو۔ پروفیسر اخیار نے انہیں اس منصب کا حق دار سمجھا تو کوئی بات تو ہو گی......''

''اس مضمون کے لئے اس کے سوا کوئی امیدوار تھا ہی نہیں'' غسام نے نمک پاروں کی پلیٹ ان کی طرف بڑھائی ''لوگ اس میں دلچسپی ہی نہیں لیتے، مجبوراً اخیار کو قفلیس کو ہی رکھنا پڑا، خیر چھوڑو، یہ بتاؤ یہ رامس کس پر وار کر رہا تھا''۔

''فاسد نے مینا کو کوئی بہت بری بات کہی تھی جس نے سب کو پاگل کر دیا تھا''۔

''بہت بری بات'' رامس کو اب بھی غصہ آ رہا تھا'' اس نے کہا...... دھرپٹ خون کی گندی نالی......''

یہ سن کر غسام کو بھی غصہ آ گیا ''یہ تو بدترین بات ہے، اسے تو گالی سمجھا جاتا ہے ہمارے ہاں لیکن فاسد کے معیار سے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں، انہیں اپنے خالص خون پر بہت فخر ہے، وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں''۔

''اور خون سے کچھ نہیں ہوتا، لینتیر کو دیکھ لو، وہ خالص جادوگر فیملی ہے مگر جادو کے معاملے میں نرا ڈفر ہے'' رامس نے کہا اس کے منہ سے ایک گھونگا اور گرا۔

''اور کوئی ایسا منتر نہیں جو ہماری مینا نہ جانتی ہو'' غسام نے فخریہ لہجے میں کہا'' حالانکہ اس کی نسلوں میں بھی کوئی جادوگر نہیں گزرا''۔

''اوراب خالص کون ہے، اگر جادوگروں نے دھرپٹوں میں شادیاں نہ کی ہوتیں تو اب تک ہماری نسل مٹ چکی ہوتی'' رامس نے کہا۔

''بہر حال رامس نے ٹھیک کہا لیکن یہ بھی اچھا ہوا کہ جادو والٹ گیا ورنہ رامس مشکل میں پھنس جاتا کیونکہ فاسد جھگڑال بات کو بہت دور تک لے جاتا'' غسام نے کہا۔

حارب کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن غسام کی چائے نے اسے کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا۔

''ارے ہاں، یاد آیا حارب، سنا ہے تم اپنی دستخط شدہ تصویریں تقسیم کر رہے ہو'' اچانک غسام کو خیال آیا تو میں کیوں محروم ہوں؟''

حارب کو اپنے غصہ پر قابو پانے کے لئے مٹھیاں بھینچنی پڑیں۔ ''یہ غلط ہے کہ میں ایسا کر رہا ہوں'' اس نے تند لہجے میں کہا ''اگر قفلیس اب بھی یہی کہہ رہا ہے تو......'' اچانک اسے احساس ہوا کہ غسام ہنس رہا ہے۔

''میں تو مذاق کر رہا تھا'' غسام نے اس کی پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا ''بلکہ میں نے قفلیس سے کہا کہ تمہیں کسی ایسی کوشش کی ضرورت ہی نہیں، تم بغیر کوشش کے بھی ملک بھر میں اس سے زیادہ مقبول و مشہور ہو''۔

''اسے یہ بات اچھی تو نہیں لگی ہوگی''۔

''ظاہر ہے'' غسام کی آنکھیں چمکنے لگیں ''پھر میں نے اسے یہ بھی بتایا کہ میں نے آج تک اس کی کوئی کتاب نہیں پڑھی ہے یہ اسے اور بھی برا لگا بس اس کے بعد اس کے لئے یہاں رکنا دوبھر ہو گیا''۔

ان لوگوں نے چائے کی پیالیاں خالی کر کے رکھیں تو غسام نے کہا ''چلو، میں تمہیں دکھاؤں کہ ان دنوں کیا اگا رہا ہوں''۔

غسام کے کاٹیج کے پیچھے سبزیوں کا قطعہ تھا، وہاں حارب کو درجنوں کدو نظر آئے، اتنے بڑے کدو اس نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

''خوب بڑھ رہے ہیں نا؟'' غسام نے داد طلب لہجے میں کہا ''یہ میں شام اولیاء کی دعوت کے لئے کر رہا ہوں اس وقت تک تو یہ اور بڑے ہو جائیں گے''۔

''تم انہیں کیا دے رہے ہو؟'' حارب نے پوچھا۔

غسام نے ادھر ادھر دیکھا...... یہ چیک کرنے کے لئے کوئی سن تو نہیں رہا ہے، پھر اس نے کہا ''میں بڑا ہونے میں ان کی مدد کر رہا ہوں''۔

حارب نے دیکھا کہ کاٹیج کی عقبی دیوار پر ایک بیل چڑھ رہی ہے جس کے گلابی پھول بڑی بڑی چھتریوں جیسے ہیں اسے وہ پھول بے مقصد نہیں لگ رہے تھے، اسے شبہ تھا کہ غسام نے اپنی جادو کی چھڑی وہیں کہیں چھپائی ہوئی ہے۔ اب غسام کو جادو کرنے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ اسے تیسرے تعلیمی

سال کے دوران سحرکدہ سے نکال دیا گیا تھا، کیوں؟ یہ حارب ابھی تک معلوم نہیں کر سکا تھا جب بھی وہ غسام سے اس بارے میں پوچھتا، وہ یا تو موضوع بدل دیتا یا ایسا بن جاتا جیسے اچانک بہرا ہو گیا ہو۔

اور اب یہ طے تھا کہ ان کدوؤں کی بڑھوتی کے لئے وہ جادو سے مدد لے رہا ہو۔

''میرا خیال ہے کہ یہ رگھو منتر کا کمال ہے'' مینا نے کہا اس کے لہجے میں بیک وقت ستائش بھی تھی اور ناپسندیدگی بھی۔ ''بہر حال جو بھی ہے موثر ثابت ہوا ہے''۔

''تمہاری چھوٹی بہن بھی یہی کہہ رہی تھی'' غسام نے رامس سے کہا ''کل اس سے ملاقات ہوئی تھی'' غسام نے کن انکھیوں سے حارب کو دیکھا، اس کی داڑھی کی نوک ہل رہی تھی۔ جب بھی وہ شرارت کے موڈ میں ہوتا تھا تو اس کی داڑھی ہلنے لگتی تھی'' وہ کہہ رہی تھی کہ یونہی ٹہلنے کے لئے نکلی ہے مگر میرے خیال میں وہ اس طرف یہ سوچ کر آئی تھی کہ شاید کسی من چاہے سے ملاقات ہو جائے'' اس نے حارب کو آنکھ ماری ''اگر تم دستخط شدہ تصویر اسے عطا کرو گے تو وہ انکار نہیں کرے گی مجھے پکا یقین ہے اس بات کا''۔

''اوشٹ اپ'' حارب نے کھسیا کر کہا، رامس بے ساختہ ہنسا اور اس کے منہ سے چھوٹے چھوٹے گھونگھوں کی برسات ہو گئی۔

''ارے یہاں نہیں'' غسام نے رامس کو پرے دھکیلا تم میرے کدوؤں کی نشوونما روکنا چاہتے ہو''۔

اب لنچ کا وقت ہو رہا تھا اور حارب کا برا حال تھا کیونکہ اسے تو ناشتہ بھی نصیب نہیں ہوا تھا، وہ لوگ غسام سے رخصت ہوئے اور قلعے کی طرف چل دیئے، رامس کے منہ سے اب بھی ہلکی سی کھانسی کے ساتھ گھونگھے نکل رہے تھے لیکن بہت کم اور بہت چھوٹے چھوٹے۔

وہ داخلی ہال میں پہنچے ہی تھے کہ ایک آواز گونجی ''تم آ گئے چرخی......اور قرولی'' وہ پروفیسر دل بست تھی اور بہت سنجیدہ نظر آ رہی تھی ''آج شام تم دونوں کو اپنی سزا بھگتنی ہے''۔

''سزا کی نوعیت کیا ہے پروفیسر؟'' رامس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''تمہیں ٹرافی روم میں فلیس کے ساتھ ٹرافیوں کو پالش کرنی ہوگی''۔

رامس پریشان نظر آنے لگا سحرکدہ کا منتظم فلیس طلبا سے بہت چڑتا تھا۔

''اور تمہیں پروفیسر دلدر کے ساتھ اس کے پرستاروں کے خط کا جواب دینے میں ہاتھ بٹانا ہوگا'' پروفیسر دل بست نے حارب سے کہا۔

''نن......نہیں...... آپ مجھے بھی ٹرافی روم میں بھیج دیں نا'' حارب گھگھیانے لگا۔

''ناممکن پروفیسر دلدر نے خاص طور پر تمہیں مانگا ہے تم دونوں رات آٹھ بجے تیار رہنا''۔

حارب اور رامس بڑے ہال میں داخل ہوئے تو بہت ناخوش گوار موڈ میں تھے، مینا ان کے پیچھے

پیچھے تھی، ان سے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھایا گیا، لطف کی بات یہ تھی کہ دونوں اپنی اپنی سزا کو بدتر خیال کر رہے تھے۔

"میں تو مارا گیا" رامس نے کہا "قفلیس مجھ سے رات بھر کام کرائے گا، سو سے زیادہ کپ اور ٹرافیاں ہیں وہاں اور جادو کے استعمال کی اجازت نہیں جبکہ مجھے کپ چمکانے کی پریکٹس بھی نہیں ہے"۔

"یہ کام میں بہت اچھی طرح کرسکتا ہوں شاکیہ خالہ کے ہاں کرتا جو رہا ہوں لیکن قفلیس کی فین میل کا جواب دینا...... یہ تو ڈراؤنا خواب ہے" حارب بولا۔

وقت گویا پر لگا کر اڑ رہا تھا پلک جھپکتے میں شام آئی اور رات ہوگئی۔ آٹھ بجنے میں پانچ منٹ پر حارب مرے مرے قدموں سے دوسری منزل کے کاریڈور میں واقع قفلیس کے کمرے کی طرف چل دیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی تو وہ غصے سے دانت پیس رہا تھا۔

دروازہ فوراً کھولا اور قفلیس کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آیا "آجاؤ حارب...... اندر آجاؤ"۔

حارب نے کمرے کا جائزہ لیا، وہ کمرے سے زیادہ نگار خانہ معلوم ہو رہا تھا، کوئی دیوار جزوی طور پر بھی خالی نہیں تھی جگہ جگہ قفلیس کی فریم شدہ تصویریں لگی ہوئی تھیں اور اس نے ان تصویروں تک پر دستخط کر رکھے تھے اور غیر فریم شدہ تصویروں کا ایک انبار میز پر لگا تھا۔

"تم بس لفافوں پر پتہ لکھتے رہو" قفلیس نے یوں کہا جیسے اسے کوئی اعزاز عطا کر رہا ہو "یہ پہلا لفافہ گلیل گزال کا ہے، وہ بہت بڑی فین ہے میری"۔

لمحے بھی سست رفتاری سے گزر رہے تھے، وقتاً فوقتاً قفلیس تبصرے کرتا، دانش کے موتی بکھیرتا اور پرستاروں کے نام اور پتے لکھواتا، موم بتیاں چھوٹی ہوتی گئیں اور کمرے میں سائے طویل ہوتے گئے، پتے لکھتے لکھتے حارب کے ہاتھ دکھ گئے۔ اس کا خیال تھا کہ اب تک وہ کم از کم ایک ہزار پتے لکھ چکا ہے اب تو چھٹی کا وقت قریب آرہا ہوگا۔

پھر اسے ایک آواز سنائی دی...... سرد آواز...... ہڈیوں کے گودے کو ٹھٹھراتی ہوئی آواز...... زہریلی آواز۔ "آؤ...... میرے پاس آؤ، میں تمہیں چیر دوں...... میں تمہیں پھاڑ دوں۔ آؤ نا...... میں تمہیں ختم کردوں......"۔

حارب اچھل پڑا، قلم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا "یہ...... یہ کیا؟"

"میں جانتا ہوں چھ ماہ تک بیسٹ سیلر زلسٹ میں نمبرون رہا ہوں میں، تمام ریکارڈ توڑ ڈالے تھے میں نے" قفلیس حسب معمول اپنا قصیدہ گنگنانے لگا۔

"نہیں...... میں اس آواز کی بات کر رہا ہوں" حارب نے کہا۔

"سوری" قفلیس کے لہجے میں الجھن تھی "تم کس آواز کی بات کر رہے ہو"؟

"وہ آواز...... وہ کہہ رہی تھی...... آپ نے نہیں سنی؟"

قفلیس حارب کو استعجابیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا "کیسی باتیں کر رہے ہو حارب؟ لگتا ہے نیند آرہی ہے تمہیں، ارے...... وقت بھی تو دیکھو، چار گھنٹے ہوگئے تمہیں آئے ہوئے، وقت اڑ گیا، پتا ہی نہیں چلا"۔

حارب نے جواب نہیں دیا، وہ سماعت پر زور دے رہا تھا لیکن اب وہ آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"اتنی باعزت اور دل خوش کرنے والی سزا شاید تمہیں آئندہ کبھی نہیں ملے گی" قفلیس نے اسے رخصت کرتے ہوئے کہا۔

حارب کمرے سے نکلا تو چکرایا ہوا تھا اور دیر اتنی ہوچکی تھی کہ انفقار ہاؤس کا کامن روم سنسان پڑا تھا۔ حارب سیدھا اقامت گاہ میں گیا، رامس ابھی واپس نہیں آیا تھا، حارب نے کپڑے بدلے اور بیڈ پر دراز ہو کر رامس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ آدھے گھنٹے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے سہلاتا، تھکا ماندہ رامس واپس آیا، اس کے جسم سے پالش کی بو آرہی تھی۔ "میرے تو ہاتھ سن ہوگئے" اس نے اپنے بیڈ پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا "ایک تو فلیس مطمئن ہی نہیں ہوتا، جانتے ہو ہوائی بال کپ کو میں نے 14 بار پالش کیا تب بھی وہ ناخوش نظر آرہا تھا، تم سناؤ قفلیس کے ساتھ کیسی گزری؟"

حارب نے بہت دھیمی آواز میں اسے خوف ناک آواز کے بارے میں بتایا۔

"اور قفلیس نے کہا کہ اسے وہ آواز سنائی نہیں دی" رامس نے حیرت سے کہا "کیا وہ جھوٹ بول رہا تھا؟"

حارب کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"بات سمجھ میں نہیں آتی" چند لمحے بعد رامس نے کہا "اگر کوئی غیر مرئی ہاتھ دروازہ کھول دیتا، تب بھی کوئی بات تھی......"

"سمجھ میں تو میری بھی کچھ نہیں آیا" حارب نے کروٹ بدلتے ہوئے کہا۔ "چلو اب سو جاؤ"

☆......☆......☆......☆

اکتوبر کا مہینہ آگیا، سرد سی نمی فضا پر چھا گئی تھی۔ مادام حاذق کے پاس نزلہ زکام کے مریضوں کی بہتات ہوگئی، ان کی دوا بڑی موثر تھی لیکن ایک خرابی تھی۔ دوا استعمال کرنے کے بعد کئی گھنٹے تک مریضوں کے کان سے بھاپ نکلتی رہتی تھی۔ سامرہ کے کانوں سے نکلتا ہوا دھواں اس کے سرخ بالوں کی وجہ سے یہ تاثر دیتا تھا جیسے اس کے سر میں آگ لگی ہو۔

پھر کئی دن تک طوفانی بارش ہوتی رہی۔ بارش کی بوندیں اتنی بڑی تھیں، جیسے کارتوس۔ بارش کے نتیجے میں جھیل کی سطح بلند ہوگئی، پھولوں کی کیاریوں میں کیچڑ ہی کیچڑ ہوگئی۔ لیکن غسام کے کدوؤں کو بہت

فائدہ پہنچا۔ ادھر مولا بخش کے عزم و استقلال کو بارش بھی نہیں ہلا سکی، چنانچہ ایسے میں بھی پریکٹس جاری رہی کھلاڑی پریکٹس کے بعد قلعے میں واپس ہوتے تو وہ بھیگے ہوئے ہی ہوتے اور کیچڑ میں لت پت بھی۔

بارش اور ہوا کے باوجود پریکٹس بہت کامیاب جا رہی تھی۔ لیکن ان کے دل بجھے ہوئے تھے، فارغ اور جامد چھپ کر سلجاری پریکٹس دیکھتے رہے تھے، وہ بتاتے تھے کہ نمبس 2001 کی تیز رفتاری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کہتے تھے کہ سلجار کے ساتوں کھلاڑی سات متحرک سبز دھبوں کی طرح نظر آتے ہیں، ان کی رفتار جٹ طیاروں کی سی ہے۔

ہفتے کی اس شام سنسان راہداری میں حارب کو اپنے جیسا کوئی اور نظر آیا...... اس کی طرح سوچوں میں گم، گرد و پیش سے بے خبر، وہ انفقار ہاؤس کا بھوت تقریباً سر کٹا نک تھا، وہ کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے آپ ہی آپ بڑبڑا رہا تھا...... میں ان کی شرائط پر پورا نہیں اترتا...... صرف چھ تہائی انچ کی وجہ سے......

''ہیلو نک'' حارب نے کہا۔

''ہیلو ہیلو'' تقریباً سر کٹے نک نے سر گھما کر اسے یوں دیکھا جیسے وہ نظر ہی نہیں آ رہا ہو، اس کے ہاتھ میں ایک شفاف لفافہ تھا جسے اس نے اپنی جیب میں ٹھونس لیا۔ ''کیا بات ہے چرخی جوان'' تم کچھ الجھے ہوئے نظر آ رہے ہو''۔

''تمہارا بھی یہی حال ہے۔ کیوں؟''

''آہ......'' تقریباً سر کٹے نک نے بے پروائی ظاہر کرنے والے انداز میں ہاتھ جھٹکا ''ایسا بھی نہیں کہ میں ان میں شامل ہونے کے لئے مرا جا رہا ہوں بس میں نے یونہی درخواست بھیج دی تھی، اب میں ان کی شرائط پر پورا ہی نہیں اترتا......'' بے پروائی ظاہر تھی۔ نک کے انداز میں تلخی صاف نظر آ رہی تھی اس نے جیب سے خط نکال کر لہرایا ''اب تم ہی بتاؤ، میری گردن پر ایک کند کلہاڑی سے 45 وار کئے تھے، اس کے باوجود میں انجمن سر بریدگاں کی ممبر شپ کا اہل نہیں ہوں......''

''ارر...... وہ کیسے؟''

''دیکھو نا...... مجھ سے زیادہ کون چاہ سکتا ہے کہ میرا معاملہ صفائی اور سرعت سے ختم ہوا ہوتا، مجھے تو اذیت بھی بہت زیادہ سہنی پڑی۔ میرا سر پوری طرح کٹ کر ہی نہیں دیا۔ ایسا ہوا ہوتا تو میں اذیت اور شرمندگی دونوں سے بچ جاتا۔ اب یہ دیکھو......'' تقریباً سر کٹے نک نے خط نکالا اور پڑھ کر سنانے لگا

''...... ہم صرف ان لوگوں کو اپنی انجمن کی رکنیت دیتے ہیں، جن کے سر مکمل طور پر دھڑ سے جدا ہو چکے ہوں، آپ خود سوچیں جس کا سر تن سے جڑا ہوا ہو، وہ کھوپڑی پولو جیسی بے شمار سرگرمیوں میں کیسے حصہ لے سکتا ہے اس لئے ہم بے حد افسوس کے ساتھ آپ کو مطلع کر رہے ہیں کہ آپ ہماری شرائط پر پورے نہیں اترتے، اس لئے انجمن آپ کو رکنیت دینے سے قاصر ہے......''

اب تقریباً سر کٹا نک غصے سے ابل رہا تھا اس نے خط دوبارہ جیب میں ٹھونس لیا۔ ''یہ صرف چوتھائی انچ کی بات ہے کہ میرا سر دھڑ سے جڑا ہوا ہے برائے نام جڑا ہوا ہے مگر سر کٹوں کی انجمن مجھے سر کٹا تسلیم نہیں کرتی۔ اور سر جڑے مجھے سر کٹا کہتے ہیں۔ میں تو کہیں کا نہیں رہا'' وہ کہتے کہتے رکا ''ارے مجھے چھوڑو۔ یہ بتاؤ تمہارا کیا مسئلہ ہے میں تمہارے کس کام آ سکتا ہوں''؟

''نہیں۔ تم خود بتاؤ، تم کہیں سے سات عدد نمبس 2001 اڑن جھاڑوئیں فراہم کر سکتے ہو ہمارے لئے تاکہ ہم سلجار کی ٹیم کو......''

حارب کا جملہ ادھورا رہ گیا کیونکہ اسے پیروں کے پاس سے میاؤں میاؤں کی بلند آواز سنائی دی۔ اس نے نیچے دیکھا۔ وہ منتظم فلیس کی مرگھلی بلی مسز نورس تھی فلیس کی جاسوس بلی۔

''بہتر ہے تم یہاں سے نکل لو حارب'' تقریباً سر کٹے نک نے کہا'' آج فلیس کا موڈ بہت خراب ہے ایک تو اسے فلو ہو گیا ہے، اس پر تھرڈ ایئر کے لڑکے نے گندگی مچا دی۔ وہ دن بھر صفائی کرتا رہا ہے اگر اس نے تمہیں اس بھیگے کیچڑ میں لت پت دیکھ لیا تو......''

''ٹھیک ہے'' حارب تیزی سے پیچھے ہٹا لیکن اسی لمحے فلیس نمودار ہو گیا۔ اس کے گلا میں اسکارف لپیٹا ہوا تھا اور اس کی ناک سرخ ہو رہی تھی، اس نے گیلے فرش کو بڑی بدمزگی سے دیکھا، پھر اس بدتمیزی کی تلاش میں نظریں دوڑائیں جو اس کا ذمہ دار تھا۔

حارب کو دیکھتے ہی اس کے نتھنے پھولنے پھلنے لگے ''گندگی'' اس نے چیخ کر کہا۔ اس کی انگلی پانی کے اس چھوٹے تالاب کی طرف اٹھی ہوئی تھی جو حارب کے دیر تک ایک جگہ کھڑے رہنے کے نتیجے میں وجود میں آیا تھا، ''میں صفائی کرتے کرتے عاجز آ چکا ہوں اب نہیں چھوڑوں گا تم میرے ساتھ آؤ چرخی''۔

اب حارب کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا، وہ فلیس کے پیچھے چل دیا۔

حارب اس سے پہلے فلیس کے دفتر میں کبھی نہیں گیا تھا، اسکول کے تمام طلبا اسے کال کھوٹھری کہتے اور اس سے دور رہتے تھے، کمرے کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ غلط نہیں کہتے تھے۔ وہ تنگ اور گھٹی ہوئی کوٹھری تھی، جس میں کوئی کھڑکی نہیں تھی چھت بھی نیچی تھی اور روشنی کے نام پر بس اس چھت سے جھولتا ہوا ایک بلب تھا۔ دیواروں کے ساتھ چوبی الماریاں رکھی تھیں وہاں ان تمام طلباء طالبات کا ریکارڈ تھا، جو سزا پا چکے تھے، ایک پوری دراز فارغ اور جامد قرولی کے نام تھی۔ فلیس کی میز کے پیچھے والی دیوار پر چمکتی دمکتی زنجیریں، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لٹکی ہوئی تھیں۔ سب جانتے تھے کہ فلیس پروفیسر اخیار سے پرانی سزاؤں کی بحالی کا تقاضہ کرتا رہتا ہے، ان میں مجرم کو چھت سے لٹکانے کی سزا بھی شامل تھی۔

فلیس نے قلم دان سے قلم نکالا اور کاغذ کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا ''میں گندگی سے تنگ آ چکا ہوں، آج ایک عجیب مثال ہی قائم کر دوں۔ ذرا بتاؤ تو، فارم کہاں ہے ہاں...... یہ رہا......''

اس نے کاغذ کا رول اٹھایا اور چرمی کاغذ نکال کر سامنے رکھا قلم کو روشنائی میں ڈبویا ''نام...... حارب چمرخی...... جرم......''

''وہ ذراسی کیچڑ ہی تو تھی'' حارب منمنایا۔

''تمہارے لئے وہ ذراسی کیچڑ ہے میرے لئے وہ ایک گھنٹہ تک فرش رگڑنے کی مشقت ہے'' فلیس چلایا ''جرم...... قلعے کے اندر فساد مچانا...... تجویز کردہ سزا......'' اس نے جلدی سے اپنی بہتی ہوئی ناک پونچھی۔ حارب سانس روکے بدترین سزا کا منتظر تھا۔

لیکن فلیس نے قلم کاغذ کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ دھماکہ عین چھت پر ہوا تھا، اس کے نتیجے میں چھت سے جھولتا ہوا اکلوتا بلب بری طرح جھولنے لگا۔ فلیس نے قلم پٹخا اور دہاڑ کر کہا ''پیلو...... ناہنجار آج میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا'' یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف لپکا۔ اس نے حارب کی طرف دیکھا بھی نہیں، جیسے اسے بھول ہی چکا ہو۔ اس کی بلی مسز نورس اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

پیلو اسکول کا سب سے شریر بھوت تھا۔ اس کا کام صرف دوسروں کو ستانا، اور اسکول میں طوائف الملوکی پھیلانا تھا۔ لیکن اس بار حارب اس کا احسان مند تھا اس نے مداخلت نہ کی ہوتی تو نجانے اسے کیا سزا ملتی، اور اس بار لگتا تھا کہ اس نے کوئی بہت بڑی چیز گرائی ہے۔

حارب کو فلیس کی واپسی تک انتظار کرنا تھا چنانچہ وہ میز کے پہلو میں پڑی کرسی پر بیٹھ گیا، میز پر اس کے نامکمل فارم کے علاوہ بس ایک ہی چیز رکھی تھی۔ ایک بڑا پھولا پھولا سا لفافہ، جامنی رنگ کا، جس پر سفید حروف میں کچھ لکھا تھا حارب نے ایک نظر دروازے کو دیکھا اور پھر وہ لفافہ اٹھا لیا، لفافے پر لکھا تھا......

جادو سیکھیے
بذریعہ ڈاک مبتدیوں کے لئے
جادو کا شاندار کورس
کم وقت میں زیادہ سکھانے کا وعدہ

حارب نے تجسس سے مجبور ہو کر لفافے میں رکھے کاغذات نکالے، پہلے صفحے پر لکھا تھا......

کیا اب جادوگری کے اس جدید عہد میں خود کو اجنبی اور دوسروں سے پیچھے محسوس کرتے ہیں کیا لوگ کم علمی کی وجہ سے آپ پر طنز کرتے ہیں، اگر ایسا ہے تو بھی احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔

ہم ڈاک کے ذریعے آپ کو ایسے آسان منتروں سے اور جادو کے نت نئے طریقوں سے روشناس کرائیں گے کہ آپ صرف چند دنوں میں خود کو پراعتماد محسوس کرنے لگیں گے، دنیا بھر میں ہزاروں جادوگر اور چڑیلیں ہمارے اس کورس سے مستفید ہو چکی ہیں......

سوچ پور کی مادام پھوار لی نے ہمیں خط لکھا ہے کہتی ہیں ...... میں اپنے خاندان میں، ہر محفل میں مذاق کا نشانہ بنتی تھی لیکن آپ کا کورس کرنے کے بعد میں دوستوں کی محفلوں میں توجہ کا مرکز بن گئی ہوں، پارٹیوں میں بہت اصرار سے مدعو کی جاتی ہوں۔ آپ کے کورس نے میری زندگانی بدل کر رکھ دی ہے......

تخیلستان کے بھونپو پھول نگری لکھتے ہیں ...... میرے کمزور جادو سے میری بیوی عاجز تھی، کیونکہ میں کسی بھی معاملے میں اس کا ہاتھ نہیں بٹا پاتا تھا آپ کا ایک ماہ کا کورس کرنے کے بعد صورت حال یہ ہے کہ میری بیوی مجھ سے خوش رہنے لگی ہے......

حارب سحرزدہ سا ان کاغذات کو تکتا رہا۔ سوال یہ تھا کہ فلیس کو اس کورس کی ضرورت کیوں پڑ گئی، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جادوگر ہوتے ہوئے بھی مبادیات سحر سے نابلد ہے۔

اب وہ نیچے کے کاغذ پڑھ رہا تھا...... سبق نمبر 1۔ جادو کی چھڑی تھامنے کا طریقہ۔ چند اہم اور مفید معلومات۔

وہ پڑھ ہی رہا تھا کہ دروازے کی طرف سے بڑھتے ہوئے قدموں کی آہٹ سنائی دی، فلیس واپس آرہا تھا۔ حارب نے جلدی سے کاغذات کو لفافے میں ٹھونسا اور لفافے کو میز پر دور کھسکا دیا، اسی لمحے دروازہ کھلا......

فلیس کا انداز فاتحانہ تھا ''وہ الماری بہت قیمتی تھی مسز نورس'' اس نے اپنی بلی سے کہا ''اس بار پیلو کی چھٹی۔ میں اسے نکلوا کر دم لوں گا'' اچانک اس کی نظر میز پر رکھے جامنی لفافے پر پڑی......

حارب کو احساس ہوا کہ اس نے لفافہ کچھ زیادہ ہی دور کھسکا دیا ہے فلیس کو جگہ کی تبدیلی کا احساس ہو گیا تھا...... وہ آگے بڑھا، اس نے دراز کھولی اور لفافہ اس میں رکھ دیا۔

''کیا تم نے...... تم نے اسے کھول کر دیکھا؟'' فلیس ہکلا رہا تھا۔

''نہیں تو'' حارب نے جلدی سے کہا۔

فلیس پریشان نظر آرہا تھا ''اگر مجھے پتہ چلا کہ تم نے میرے ذاتی کاغذات پڑھے ہیں تو...... ویسے یہ لفافہ میرا نہیں، ایک دوست کا ہے، بہرحال......''

حارب اسے غور سے دیکھ رہا تھا پوری دنیا جانتی تھی کہ فلیس کا کوئی دوست نہیں ...... سوائے مسز نورس کے اور پھر اس کا ردعمل...... اس کی آنکھیں حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں، جبڑا پھڑک رہا تھا۔

''خیر...... جاؤ۔ لیکن کسی سے کچھ نہ کہنا، یہ بات نہیں کہ میں ڈرتا...... بہرحال اگر تم نے یہ پڑھا نہیں تو پھر جاؤ مجھے پیلو کے خلاف رپورٹ لکھنی ہے''۔

حارب کو اپنی قسمت پر خود ہی رشک آنے لگا، وہ تیر کی طرح کمرے سے نکلا، راہداری میں لپکا اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گیا فلیس کے کمرے سے بغیر سزا پائے نکلنا ...... یقیناً یہ سحرکدہ کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہوگا۔

"حارب...... حارب...... کچھ کام کیا میری ترکیب نے؟"

حارب نے پلٹ کر دیکھا وہ تقریباً سر کٹا نک تھا وہ ایک کلاس روم سے نکلا تھا اور کھلے دروازے سے حارب کو ایک الماری گری ہوئی نظر آرہی تھی، اس کا حشر دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اسے کافی بلندی سے نیچے گرایا گیا ہے۔

"میں نے پیلو کو بتایا کہ عین فلیس کے سر کے اوپر دھماکہ کرے، یہ بتاؤ، اس کا دھیان ہٹایا نہیں......؟"

"تو یہ تم تھے" حارب کے لہجے میں شکرگزاری تھی "ہاں...... میں سزا سے بچ گیا بہت بہت شکریہ نک"

وہ ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے، نک کے ہاتھ میں اب بھی انجمن سربریدگان کا خط موجود تھا "کاش...... میں بھی تمہارے لئے کچھ کرسکتا" حارب نے کہا۔

تقریباً سر کٹا نک چلتے چلتے رک گیا وہ بہت ایکسائیٹڈ نظر آرہا تھا۔ "انجمن کے معاملے میں تو تم کچھ نہیں کرسکتے" اس نے ہیجانی لہجے میں کہا "لیکن تم بہر حال میرے لئے کچھ اور کرسکتے ہو" پھر وہ اچانک بجھ سا گیا لیکن نہیں، تم اسے پسند نہیں کروگے"

"بتاؤ تو" حارب بھی رک گیا۔

"بات یہ ہے کہ اس شام کو میری پانچ سوویں برسی ہے" نک نے بے حد باوقار انداز اختیار کیا۔

"اوہ" حارب کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس پر اظہار مسرت کرے یا اظہار افسوس۔ "تو پھر؟"

"میں نیچے تہ خانے میں ایک پارٹی کا اہتمام کررہا ہوں، ملک بھر سے میرے دوست اس میں شرکت کریں گے، اگر تم اس پارٹی میں شرکت کرو تو یہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا، اگر مسٹر قرولی اور مس انگر بھی آئیں تو مجھے مسرت ہوگی، لیکن میں سوچتا ہوں کہ تمہیں اسکول کی پارٹی میں بھی شرکت کرنی ہوگی"۔

"ارے نہیں، ہم تمہاری پارٹی میں ضرور شرکت کریں گے......" حارب نے کہا۔

"میری برسی کی پارٹی میں حارب چرخی کی شرکت...... او بوائے" نک ہیجان میں مبتلا ہوگیا۔ "تم ایک مہربانی اور کرسکتے ہو حارب، انجمن سربریدگان کے چیئرمین سر پیٹرک کو بتانا کہ میں تمہیں کتنا خوفناک، ڈراؤنا اور متاثر کن لگتا ہوں"۔

"ہاں ہاں...... ضرور"

تقریباً سرکٹے نک کے دانت نکلے پڑرہے تھے......

☆......☆......☆......☆

"ڈیتھ ڈے پارٹی" مینا نے کہا اس کے لہجے میں دلچسپی تھی "کیسی زبردست بات ہے۔ کتنے زندہ لوگ ایسے ہوں گے، جنہوں نے کسی کی ڈیتھ ڈے پارٹی میں شرکت کی ہوگی، یہ تو بڑا انوکھا تصور ہے"۔

وہ تینوں اس وقت کامن روم میں تھے۔

"کوئی اس دن کی یاد کیسے منا سکتا ہے جس دن وہ مرا تھا" رامس نے ہوم ورک سے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا "مجھے تو یہ تصویر ڈپریس کرنے والا لگتا ہے"۔

بارش اس وقت بھی تھپیڑوں کی شکل میں کھڑکیوں سے ٹکرارہی تھیں لیکن اندر کامن روم میں فضا پرمست تھی، لوگ آرام کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ کچھ آپس میں باتیں کررہے تھے، کچھ مطالعہ کررہے تھے اور کچھ اپنے ہوم ورک میں مصروف تھے، فارغ اور جامد تو ہمیشہ ہی اپنی ایجادات کے متعلق بات کرتے رہتے تھے۔

حارب اب رامس اور مینا کو فلیس اور جادو کے منتر کورس کے بارے میں بتانے والا تھا مگر اس وقت فارغ اور جامد نے اپنی بنائی ہوئی پھلجڑی چھوڑ دی۔ وہ لہرائی ہوئی چنگاریاں اور شعلے اڑاتی کسی پرندے کی طرح ادھر سے ادھر جھپٹ رہی تھی۔ پارس چیخ چیخ کر فارغ اور جامد کو برا بھلا کہنے لگا لیکن تمام لوگ اب پھلجڑی سے چھوٹنے والے ستاروں کو سحر زدہ ہوکر دیکھ رہے تھے، جو کہ سچ مچ کے ستارے لگ رہے تھے۔

آخر میں پھلجڑی آتش دان میں جاگری لیکن اس چکر میں فلیس اور جامنی لفافہ حارب کے ذہن سے نکل گیا تھا۔

☆......☆......☆......☆

شام اولیاء آگئی، حارب تقریباً سرکٹے نک سے اس کی ڈیتھ ڈے پارٹی میں شرکت کا وعدہ کرکے پچھتا رہا تھا، اس رات اسکول میں شاندار دعوت ہوتی تھی اور بڑے ہال کو زندہ چمگادڑوں سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ پھر اس بار تو غسام نے اس پارٹی کے لئے خاص طور پر زبردست کدو اگائے تھے ان کے جوس کا تصور کرکے حارب کے منہ میں پانی بھر آرہا تھا اور اس بار خبر گرم تھی کہ پروفیسر اخیار نے تفریح کے لئے ڈھانچوں کے رقص کا اہتمام بھی کیا ہے۔

"وعدہ تو وعدہ ہے" مینا نے تحکمانہ لہجے میں حارب سے کہا "اب ہر حال میں اس ڈیتھ ڈے پارٹی میں شرکت کرنی ہے"۔

چنانچہ شام سات بجے حارب، رامس اور مینا بڑے ہال کی رونقوں کو دیکھتے ہوئے تاریک تہ خانے کی طرف چل دیئے۔

جس کوٹھری میں نک نے دعوت کا اہتمام کیا تھا اس کی طرف جانے والی راہداری میں بھی موم بتیاں روشن تھیں لیکن وہ سیاہ موم بتیاں تھیں جو ماحول کو سوگوار...... بلکہ ڈراؤنا بنا رہی تھیں، ان کی روشنی ایسی

عجیب تھی کہ وہ جیتے جاگتے انسان بھی بھوت لگ رہے تھے، پھر نیچے درجہ حرارت بھی کم تھا حارب کو تھرتھری چڑھنے لگی، اس نے لبادے کو اچھی طرح سے لپیٹ لیا۔

ایک عجیب سی آواز سنائی دی جیسے ہزاروں ناخن کسی بلیک بورڈ کو کھرچ رہے ہوں......

''یہ شاید ان کی موسیقی ہے'' رامس نے منہ بنا کر کہا وہ اس پارٹی میں شرکت پر بہت ناخوش تھا۔

وہ مڑے تو انہیں دروازے پر تقریباً سرکٹا نک کھڑا نظر آیا۔ ''میرے دوستو...... خوش آمدید...... خوش آمدید'' اس نے سوگوار آواز میں کہا'' مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم نے اپنا وعدہ پورا کیا......''

مینا نے فاتحانہ نظروں سے حارب کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ اس ستائش کی اصل حق دار میں ہوں۔

نک انہیں اندر لے گیا۔

وہ ایک ناقابل فراموش نظارہ تھا۔ ہال ایسے سینکڑوں افراد سے بھرا ہوا تھا جو شفاف تھے، جن کے آر پار دیکھا جا سکتا تھا وہ جوڑوں کی شکل میں ڈانس فلور پر تھرک رہے تھے، میوزک کے لئے وہاں سینکڑوں آریاں موجود تھیں، جنہیں سازندے ایک دوسرے پر چلا رہے تھے اور وہاں سردی اس قدر تھی کہ سانس لہر میں تبدیل ہوئی جا رہی تھی۔

''ہم ذرا ادھر ادھر گھوم لیں'' حارب نے کہا۔

''مگر خیال رکھنا کسی کے اندر ہو کر نہیں گزرنا'' رامس نروس ہو رہا تھا۔

وہ ڈانس فلور کے کنارے کنارے چلنے لگے وہاں عجیب عجیب لوگ تھے، ایک بھوت زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، ایک پشتاری بھوت تھا جس کی پیشانی میں ایک تیر گھسا ہوا تھا، سلجار ہاؤس کا بھوت خونی نواب بھی وہاں موجود تھا انہیں یہ دیکھ کر حیرت نہیں ہوئی کہ بار کے بھوت بھی اس کا احترام کر رہے تھے۔

''ارے نہیں...... پلٹو...... پلٹو......'' اچانک مینا نے کہا ''میں بسورتی مورتی سے بات نہیں کرنا چاہتی''

''کون......؟ بسورتی مورتی'' حارب نے حیرت سے کہا۔

''ہاں...... وہ لڑکی جو فرسٹ فلور کے ایک باتھ روم پر قابض ہے''۔

''باتھ روم پر!''

''ہاں بھئی۔ وہ ٹوائلٹ پورے سال آؤٹ آف آرڈر رہتا ہے اس لئے کہ اس پر غصے کے دورے پڑتے ہیں اور ٹوائلٹ پانی سے بھر جاتا ہے اس لڑکی کا نام رادھا کرشنا مورتی تھا، ہر وقت روتی رہتی تھی اس لئے سب اسے بسورتی مورتی کہنے لگے، یہ چیختی بھی بہت ہے......''

''ارے...... وہ دیکھو کھانا''

ہال کے اس طرف والے حصہ میں ایک لمبی میز لگی تھی اس پر سیاہ مخملی چادر بچھی ہوئی تھی، وہ تینوں بے حد پرامید کیفیت میں اس میز کی طرف چل دیئے لیکن قریب پہنچے تو دہشت زدہ ہو کر ٹھٹک گئے۔

جہاں تھے وہیں رک گئے، وہاں کی بدبو ناقابل برداشت تھی۔ سفید نازک ڈسٹوں پر بڑی بڑی سڑی ہوئی مچھلیاں رکھی تھیں، کیک تھے مگر ایسے کہ جل کر سیاہ ہو چکے تھے۔ درمیان ایک بہت بڑا سیاہ کیک رکھا تھا جو مقبرے کی شکل کا تھا، وہ شاید برسی کا خاص کیک تھا اس پر لکھا تھا...... تقریباً سرکٹا نکسر نکولس۔ تاریخ وفات 31 اکتوبر 1492۔

حارب نظروں میں استعجاب لئے دیکھ رہا تھا ایک بہت باوقار بھوت میز کی طرف بڑھا۔ پھر وہ میز سے اور اس پر رکھی جلی سڑی مچھلیوں کے درمیان سے یوں گزر گیا جیسے دھواں ہو۔

''آپ یوں گزرتے ہوئے اس کا ذائقہ بھی محسوس کرتے ہوں گے'' حارب نے اس سے پوچھا۔

''تقریباً'' بھوت نے اداسی سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

''میرا خیال ہے ذائقہ اسٹرانگ کرنے کے لئے یہ لوگ چیزوں کو سڑاتے ہیں'' مینا نے ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے خیال آرائی کی۔

''یہاں سے چلو، میری طبیعت بگڑ رہی ہے'' رامس نے کہا۔

وہ لوگ پلٹے ہی تھے کہ ایک بھوت میز کے نیچے سے ہو کر نکلا اور فضا میں معلق ہو گیا۔ ''ہیلو پیلو'' حارب نے محتاط لہجے میں کہا۔

''لو چکھو'' پیلو نے بڑی خوش اخلاقی سے پھپھوندلگی پلیٹ اس کی طرف بڑھائی۔

''نہیں شکریہ'' مینا نے اس سے زیادہ خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

''میں نے ابھی تمہیں بے چاری بسورتی مورتی کے متعلق بات کرتے سنا تھا'' پیوز کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی'' تم بڑی توہین آمیز گفتگو کر رہی تھی......'' پیوز نے ایک گہری سانس لی اور حلق کے بل چلایا'' اے مورتی...... ادھر آؤ......''

''نہیں پیلو اسے نہ بتانا کہ میں کیا کہہ رہی تھی'' مینا نے سرگوشی میں کہا اس کا دل ٹوٹ......''

اتنی دیر میں بسورتی مورتی وہاں آ پہنچی تھی'' ہیلو مورتی......'' مینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ ایک کم عمر لڑکی کا بھوت تھا حارب نے زندگی میں ایسا اداس چہرہ نہیں دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں سوگواری تھی اور وہ نظر کا چشمہ لگائے ہوئے تھی۔

''کیا بات ہے؟'' اس نے بیزاری سے پوچھا۔

''تم کیسی ہو مورتی...... کیا حال ہے'' مینا بڑھ چڑھ کر خوش اخلاقی کا مظاہرہ کر رہی تھی'' تمہیں ٹوائلٹ سے باہر دیکھنا بہت اچھا لگا''۔

بسورتی مورتی کے نتھنے نم ہونے لگے۔

''مس انگر ابھی تمہارے بارے میں بات کر رہی تھی'' پیلو نے شریر لہجے میں کہا۔

''مم...... میں...... میں یہ کک...... کہہ رہی تھی کہ آج تم کتنی اچھی لگ رہی ہو'' مینا نے گڑبڑا کر کہا ساتھ ہی اس نے پیوز کو گھور کر دیکھا۔

بسورتی مورتی نے مینا کو سخت مشتبہ نظروں سے دیکھا ''تم''...... تم میرا مذاق اڑا رہی ہو؟'' دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں نقرئی آنسوؤں سے بھر گئیں۔

''نہیں...... بالکل نہیں...... میں تو تمہاری تعریف کر رہی تھی کیوں حارب......؟ مینا نے حارب اور رامس کو کہنیوں سے ہڑکا دیا۔

''ارے ہاں......'' رامس نے کہا۔

''اور کیا......'' حارب بولا۔

''جھوٹ مت بولو مجھ سے'' مورتی نے خفا ہو کر کہا۔ اب اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور پیوز بہت خوش نظر آ رہا تھا ''کیا میں جانتی نہیں کہ لوگ پیٹھ پیچھے مجھے کیا کہتے ہیں۔ موٹی مورتی...... روتی بسورتی مورتی......''

''تم فسادی کہنا بھول گئیں'' پیلو نے سرگوشی میں اسے یاد دلایا۔

مورتی اب ہچکیوں سے رو رہی تھی، پھر وہ باہر کی طرف بھاگی۔ پیلو اس کے پیچھے مونگ پھلیاں اچھالتا ہوا لپکا ''فسادی...... فسادی......'' وہ چیخ رہا تھا۔

''او ڈیئر'' مینا اداس ہو گئی۔

تقریباً سر کٹا نک لپکتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا ''تم لوگ انجوائے کر رہے ہو نا؟''

''ہاں...... زبردست'' انہوں نے شاندار جھوٹ بولا۔

''اجتماع تو کافی اچھا ہو گیا'' نک نے فخریہ لہجے میں کہا ''روتی ہوئی بیوہ خیال نگر سے یہاں آئی ہے صرف اس تقریب میں شرکت کے لئے۔ ارے ہاں...... اب میری تقریر کا وقت ہو رہا ہے میں ذرا آرکسٹرا والوں کو روکوں......''

اس وقت آرکسٹرا والوں کے ہاتھ رک گئے، ہال میں خاموشی چھا گئی، پھر ایک بھونپو کی آواز سنائی دی ''لو...... آ گئی مصیبت'' نک بڑبڑایا۔

کوٹھری میں دس بارہ گھوڑوں کے بھوت داخل ہوئے، ہر گھوڑے پر ایک سر کٹا سوار تھا، تمام حاضرین انہیں دیکھ کر تالیاں بجانے لگے، حارب بھی تالیاں بجا رہا تھا لیکن نک کے چہرے کا تاثر دیکھ کر رک گیا۔

گھوڑے ڈانس فلور کے وسط میں آ کر رکے۔ سب سے آگے والے گھوڑے پر سوار بھوت بہت لحیم شحیم تھا۔ اپنا کٹا ہوا ڈاڑھی والا سر اس نے اپنی بغل میں دبایا ہوا تھا۔ اس نے بھونپو بجایا اور اپنے سر کو فضا میں اچھالا تا کہ تمام شرکا کو دیکھ سکے، پھر وہ نک کی طرف بڑھ گیا۔

نک اپنے تقریباً کٹے ہوئے سر کو ٹھیک سے گردن پر جمانے لگا۔

''نک، کیا حال ہے تمہارا؟'' اس نے بلند آواز میں پوچھا ''سر تمہارا اب بھی لٹکا ہوا ہے؟''

''خوش آمدید پیٹرک'' نک نے خشک لہجے میں کہا۔

پیٹرک نے نک کے کندھے پر تھپکی دی پھر اس کی نظر حارب، رامس اور مینا پر پڑی۔ ارے...... یہاں زندہ لوگ بھی موجود ہیں'' وہ اظہار حیرت کے طور پر اچھلا۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے اس کا سر فرش پر گر گیا۔ لوگ ہنسنے لگے۔

''بہت دلچسپ'' نک نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

''اے نک، تم خفا ہو اب تک، کہ ہم نے تمہیں انجمن سر بریدگان کی رکنیت نہیں دی لیکن تم ذرا سوچو تو......''

نک کے اشارے پر حارب نے سر پیٹرک سے کہا ''جناب، میں سمجھتا ہوں کہ نک کی شخصیت بہت بارعب...... میرا مطلب ہے کہ نک ایسا ڈراؤنا، اور خوفناک بھوت ہے کہ ہم سب اس سے بہت ڈرتے ہیں......''

''وہ تو مجھے نظر آ رہا ہے پہلی بار میں نے بھوتوں کی دعوت میں زندہ انسانوں کو شرکت کرتے دیکھا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ لوگ نک سے کتنا ڈرتے ہیں۔ ہاہاہاہا......'' سر پیٹرک ہنسنے لگا۔ پھر اس نے کہا ''یہ تم سے نک نے التجا کی تھی تا کہ مجھ سے یہ سب کہو......''

نک کھسیا گیا ''پلیز بھوت حضرات، خاموش ہو جائیں، یہ وقت میری تقریر کا ہے''۔

لیکن کوئی تقریر سننے کے موڈ میں نہیں تھا سر پیٹرک اور ان کے ساتھیوں نے ہیڈ ہاک کا میچ شروع کر دیا۔ باقی لوگ دلچسپی سے میچ دیکھنے لگے، نک بے چارہ فریاد کرتا رہا کہ میری سنو...... میری سنو...... لیکن اس دوران گول ہوا اور لوگ تالیاں بجانے لگے۔

اس وقت تک سردی اور بھوک سے حارب کا برا حال ہو چکا تھا۔

''بھئی میں تو اب برداشت نہیں کر سکتا'' رامس نے کہا۔ اس کے دانت بج رہے تھے ادھر آرکسٹرا والے دوبارہ شروع ہو گئے تھے اور لوگ ڈانس فلور پر آ گئے تھے......

''اب ہمیں چلنا چاہئے'' حارب نے کہا۔

وہ جگہ بناتے بچتے بچاتے دروازہ کی طرف بڑھے اور بالآخر باہر نکل آئے ''میرا خیال ہے اسکول کی دعوت ابھی ختم نہیں ہوئی ہوگی'' رامس نے پرامید لہجے میں کہا۔

''ہاں...... شاید میٹھے کا دور چل رہا ہوگا'' مینا نے کہا۔

اب وہ اوپر بڑے ہال کی طرف جانے والے زینے پر تھے کہ حارب نے وہ آواز سنی...... ''چیر دوں گا...... پھاڑ دوں گا...... ختم کر دوں گا'' وہ ہی سرد اور خوفناک آواز تھی جو اس نے قفلیس دلدر کے کمرے میں اس روز سنی تھی۔

حارب کے قدم لڑکھڑا گئے، وہ رکا اور اس نے سنگ دیوار پر ہاتھ لٹکائے، پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن راہ داری سنسان تھی۔

"حارب......کیابات ہے؟"

"وہ آواز......ذرا چپ رہو......"

"میں کب سے بھوکا ہوں......"

"سنو......" حارب نے کہا۔

رامس اور مینا بت بن گئے، وہ اسے بہت غور سے دیکھ رہے تھے۔

"ماردوں گا......وقت آگیا ہے کہ چیر ڈالوں......پھاڑ ڈالوں......ختم کردوں......"

آواز اب دھیمی ہوتی جارہی تھی حارب کو یقین تھا کہ جس کی یہ آواز ہے وہ دور ہوتا جارہا ہے......دور اور اوپر کی طرف۔ ایک عجیب سے سنسنی آمیز خوف نے اس کے وجود کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا، وہ چھت کی طرف دیکھ رہا تھا، وہ چیز اوپر کی طرف کیسے حرکت کررہی ہے، وہ سوچ رہا تھا کیا وہ کوئی بھوت ہے کہ پتھر کی چھت اس کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔

"اس طرف" حارب نے چیخ کر کہا اور خود اسی سمت لپکا۔ سیڑھیوں پر چڑھ کر وہ داخلی ہال میں پہنچا لیکن وہاں بڑے ہال سے آنے والی آوازوں کے شور میں کچھ سنائی دینے کا امکان نہیں تھا۔ وہ ماربل کی سیڑھیوں سے پہلی منزل پر چڑھا۔ رامس اور مینا اس کے پیچھے تھے......

"حارب، ہم کہا......"

"ہش......" حارب نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ سماعت پر زور ڈال رہا تھا، اوپری منزل سے دور ہوتی ہوئی آواز صاف سنائی دے رہی تھی......" مجھے خون کی خوشبو آرہی ہے......خون کی خوشبو مجھے پکار رہی ہے......"

حارب کو اپنے معدے میں اینٹھن ہوتی محسوس ہوئی "وہ کسی کو قتل کرنے والا ہے" اس نے چیخ کر کہا۔

رامس اور مینا کے چہروں پر دہشت تھی، حارب انہیں نظرانداز کرتے ہوئے زینے کی طرف لپکا۔ تین تین سیڑھیاں پھلانگتا......اپنے قدموں کی چاپ کو نظرانداز کرکے کسی آواز کو سننے کی کوشش کرتا......

وہ دوسری منزل سے بھی اوپر جارہا تھا ہانپتے ہوئے رامس اور مینا اس کے پیچھے آرہے تھے لیکن اس کی رفتار بہت تیز تھی اور وہ رک نہیں رہا تھا۔

بالآخر وہ آخری منزل کی راہداری میں پہنچ گیا۔

"حارب......یہ سب کیا ہے؟" رامس کی سانس اکھڑی ہوئی تھی "مجھے تو کچھ سنائی نہیں دیا"۔

اچانک مینا کی سانس جیسے رک گئی "ارے......وہ دیکھو"

سامنے دیوار پر کوئی چیز چمک رہی تھی وہ تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے اس طرف بڑھے۔ وہ کھڑکیوں کی درمیانی دیوار پر وہ ایک فٹ اونچے حروف مشعلوں کی روشنی میں دہکتے محسوس ہورہے تھے۔

حجرۂ بلا کھول دیا گیا ہے۔

اس کے وارث کے دشمن خبردار ہوجائیں۔

"ارے......یہ کیا ہے؟" رامس نے کہا "یہ جو نیچے لٹکا ہوا ہے" اس کی آواز میں لرزش تھی۔

اب وہ قریب پہنچ رہے تھے، اچانک حارب پھسلتے پھسلتے بچا نیچے فرش پر پانی کا چھوٹا سا تالاب سا تھا، رامس اور مینا نے اسے سہارا دیا، پھر وہ دھیرے دھیرے اس دیوار کی طرف بڑھے جس پر وہ پیغام تحریر تھا۔ ان کی نظریں پیغام کے نیچے دیوار پر چپکے ہوئے اس تاریک سائے پر جمی ہوئی تھیں۔

ان تینوں کو بیک وقت ہی احساس ہوا کہ وہ کیا ہے وہ پیچھے کی طرف اچھلے اور چھپاکے کی آواز سنائی دی۔

وہ قلعے کے منتظم فلیس کی جاسوس بلی مسز نورس تھی۔ وہ شعلوں کے بریکٹ سے دم باندھ کر لٹکائی گئی تھی۔

اس کا جسم اکڑا ہوا اور بے حس وحرکت تھا۔ اس کی پھیلی ہوئی بڑی بڑی آنکھیں غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھیں۔

چند سیکنڈ تو وہ ہل بھی نہیں سکے۔ پھر رامس نے کہا "یہاں سے کھسک لو"۔

"لیکن ہمیں کچھ کرنا چاہئے۔ مدد......"

"میری بات مانو، یہ مناسب نہیں کہ ہم یہاں دیکھے جائیں" رامس نے حارب کی بات کاٹ دی۔

لیکن دیر ہوچکی تھی نیچے سنائی دینے والے شور سے اندازہ ہوتا تھا کہ دعوت اختتام کو پہنچ چکی ہے جہاں وہ کھڑے تھے وہاں راہداری کے دونوں طرف سے سینکڑوں قدموں کی بڑھتی ہوئی چاپیں سنائی دے رہی تھیں۔ دعوت سے سیر ہوکر آنے والے طلباء خوش تھے، ان کی آوازوں سے اندازہ ہورہا تھا۔

اور وہ تینوں اب جائے واردات سے ہٹ نہیں سکتے تھے۔

پھر جیسے ہی سامنے والے لوگوں نے دیوار پر ٹنگی ہوئی بلی کو دیکھا تو شور بتدریج سناٹے میں تبدیل ہوتا گیا۔ حارب رامس اور مینا کاریڈور کے عین بیچ میں آکھڑے تھے۔ دونوں طرف کے لوگ ادھر ادھر رک گئے تھے اور خوف زدہ نظروں سے وہ منظر دیکھ رہے تھے۔

پھر سناٹے میں کسی کے چیخنے کی آواز ابھری "حارب کے دشمن خبردار ہوجائیں اگلی بار تمہاری ہے دھرپٹ خون کی گندی نالی"

وہ فاسد جھگڑالو تھا وہ سامنے کے لڑکوں کو ہٹاتا ہوا آگے چلا آیا تھا اس کی سرد بے مہر آنکھیں دہک رہی تھیں اور عام حالات میں زرد رہنے والا اس کا چہرہ تمتما رہا تھا اور وہ ٹنگی ہوئی بلی کو دیکھ کر وحشیانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

☆......☆......☆......☆

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟ کیا ہو رہا ہے؟"

فلیس کو فاسد کی آواز نے متوجہ کیا تھا اور وہ دونوں ہاتھوں سے لڑکوں کو ہٹاتا منظر کی طرف بڑھ رہا تھا پھر اسے مسز نورس نظر آئی تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ وہ دہشت زدہ ہو گیا تھا اور اس نے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے چھپالیا تھا "میری بلی! میری بلی! یہ مسز نورس کو کیا ہوا؟" وہ پاگلوں کی طرح چلا رہا تھا۔

پھر اس کی نظریں حارب پر پڑیں "تم نے تم نے میری بلی کو قتل کیا ہے میں تمہیں جان سے ماردوں گا میں...."

"فلیس!" کسی نے تحکمانہ لہجے میں ٹوکا۔

وہاں ہلچل مچ گئی پروفیسر اخیار وہاں آ پہنچا تھا اس کے پیچھے دیگر اساتذہ بھی تھے۔ پروفیسر اخیار دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے بلی کی دم کو مشعلوں کے بریکٹ سے آزاد کر دیا۔

"فلیس.....میرے ساتھ آؤ اور حارب تم بھی اور مس افگر اور مسٹر قرولی بھی"۔

قفلیس دلدر جلدی سے آگے بڑھا "میرا کمرا قریب ترین ہے" اس نے پیشکش کی۔

"شکریہ دلدر" اخیار نے کہا۔

طلبا نے ہٹ کر ان لوگوں کو جانے کا راستہ دیا قفلیس کا چہرہ اپنی اہمیت کے خیال سے چمک رہا تھا وہ خوش اور ہیجان زدہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے لپکا۔ اس کے پیچھے پروفیسر دل بست اور پروفیسر ماہر تھے۔

وہ اندھیرے کمرے میں داخل ہوئے۔ قفلیس نے روشنی کی اور ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اخیار نے مسز نورس کو قفلیس کی میز پر لٹایا اور اس کا معائنہ کرنے لگا۔ دارب، رامس اور مینا نے پر تشویش نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر وہ میز کے پاس رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

پروفیسر اخیار کی ناک مسز نورس کی کھال سے بہ مشکل ایک انچ اوپر تھی وہ اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی انگلیاں بلی کو جگہ جگہ سے ٹٹول رہی تھیں۔ پروفیسر دل بست بھی بلی پر جھکی ہوئی تھی، پروفیسر ماہر کے چہرے پر عجیب سا تاثر تھا۔ جیسے وہ اپنی مسکراہٹ روکنے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہو۔ قفلیس دلدر ادھر ادھر منڈلاتے ہوئے بلی کو دیکھ کر مختلف تجاویز پیش کر رہا تھا۔

"اس کی ہلاکت کا سبب یقیناً کوئی طاقت ور جادو ہے" قفلیس میز کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہاں اسے مسز نورس نظر بھی نہیں آ رہی تھی۔

ادھر ناپسند کرنے کے باوجود حارب کو فلیس پر ترس آ رہا تھا لیکن اتنا ہی ترس اسے خود پر بھی آ رہا تھا۔ اگر پروفیسر اخیار کو فلیس کی بات پر یقین آ گیا تو وہ یقینی طور پر اسے اسکول سے نکال دیں گے۔

پروفیسر اخیار مسز نورس کو اپنی جادو کی چھڑی سے ٹھوکے دیتے ہوئے زیر لب کچھ نامانوس لفظ دہرا رہا

تھا لیکن نتیجہ صفر تھا، مسز نورس کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے کچھ دیر پہلے ہی اس کی کھال میں بھوسہ بھر دیا گیا ہو۔

"مجھے اس طرح کا ایک واقعہ یاد آتا ہے جو اشجار آباد میں پیش آیا تھا" قفلیس اپنی کہے جا رہا تھا "وہاں اس طرح کے حملوں کا سلسلہ چلا تھا۔ اس کا تذکرہ میں نے اپنی خودنوشت میں بالتفصیل تحریر کیا ہے میں نے گاؤں والوں میں کچھ نقش تقسیم کیے تب کہیں معاملہ رفع دفع ہوا......"

دیواروں پر لٹکی ہوئی قفلیس دلدر کی تصویریں اس کے بیان کی تائید میں اثبات میں سر ہلا رہی تھیں۔

بالآخر پروفیسر اخیار سیدھا کھڑا ہو گیا "یہ مری نہیں ہے فلیس" اس نے کہا۔

قفلیس دلدر جو قتل کے واقعات بیان کر رہا تھا، اسے اچانک جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"مری نہیں ہے" فلیس کو پھندہ سا لگ گیا۔ اس نے بلی کو چھوا "لیکن پھر یہ سرد کیوں ہو رہی ہے......اور اکڑی ہوئی کیوں ہے؟"

"اسے بت بنا دیا گیا ہے...... پتھر کا بت" اخیار نے کہا۔

"اوہ...... میرا اپنا بھی یہی خیال تھا" قفلیس نے جلدی سے کہا۔

"لیکن کیسے؟ یہ میں نہیں بتا سکتا"۔

"اس سے پوچھیں" فلیس حارب کی طرف اشارہ کر کے چلایا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"یہ سال دوم کے کسی طالب علم کے بس کی بات نہیں" اخیار نے کہا "یہ تو بہت ایڈوانس نوعیت کا کالا جادو ہے......"۔

"یہ اسی نے کیا ہے...... اسی نے" فلیس نے نفرت سے کہا۔ اس کا چہرہ مسخ لگ رہا تھا "آپ نے دیکھا اس نے دیوار پر کیا لکھا ہے اور اسے میرے آفس میں ...... یہ جانتا ہے کہ میں ...... کہ میں......" وہ اس کشمکش میں تھا کہ راز اگلے یا نہ اگلے "یہ جانتا ہے کہ میں ہلکان ہوں" بالآخر اس نے اگل ہی دیا۔

اب سب حارب کو دیکھ رہے تھے "میں نے تو مسز نورس کو چھوا بھی نہیں" حارب نے بلند آواز میں کہا "اور میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ ہلکان کیا ہوتا ہے"۔

"بکواس ...... جھوٹ" فلیس غرایا "انہوں نے میرے دفتر میں جادو بذریعہ ڈاک والوں کا خط دیکھا تھا"۔

"میں کچھ عرض کروں ہیڈ ماسٹر" پروفیسر ماہر نے کہا۔

حارب کی تشویش اور بڑھ گئی۔ اب ماہر اس کے حق میں تو کچھ کہنے سے رہا۔

''دارب چرخی اور اس کے دوست غلط موقع پر غلط جگہ ضرور پائے گئے ہیں'' ماہر نے کہا۔لیکن یہاں جو معاملات پیش آئے ہیں وہ اشتہاء انگیز ہیں۔ان سے یہ بہرحال پوچھا جانا چاہئے کہ یہ یہاں کیوں ہیں......اور یہ شام اولیاء کی دعوت میں شریک کیوں نہیں ہوئے؟''

حارب نے انہیں تقریباً سر کٹے نک کی پارٹی کے بارے میں بتایا''وہاں سینکڑوں بھوت تھے آپ ان سے ہمارے بارے میں پوچھ سکتے ہیں''۔

''لیکن تم بعد میں سہی دعوت میں شریک ہو سکتے تھے'' ماہر نے اعتراض کیا''اور تم اس راہداری میں کیوں آئے؟''

رامس اور مینا حارب کو دیکھنے لگے۔

''کیونکہ......کیونکہ......'' حارب کا دل دھڑ دھڑ کر رہا تھا۔اس کی چھٹی حس اسے بتا رہی تھی کہ اس کا سچ کسی کے حلق سے نہیں اترے گا چنانچہ اسے جھوٹ بولنا ہوگا۔''کیونکہ ہم تھک گئے تھے اور سونا چاہتے تھے''۔

''کھانا کھائے بغیر؟'' ماہر کا چہرہ چمکنے لگا۔''میں نہیں سمجھتا کہ بھوتوں کی دعوتوں میں زندہ لوگوں کے مطلب کا کھانا پیش کیا جاتا ہے''

''ہمیں بھوک نہیں تھی'' رامس نے کہا حالانکہ بھوک سے اس کے معدے میں اینٹھن ہو رہی تھی۔

ماہر کی شیطنت بھری مسکراہٹ اور کشادہ ہوگئی''ہیڈ ماسٹر، میرا خیال ہے حارب پورا سچ نہیں بتا رہا ہے'' اس نے اخیار سے کہا''ان سے سچ اگلوانے کے لئے انہیں بعض مراعات سے محروم کرنا پڑے گا۔ میرا خیال ہے سب سے پہلے تو حارب کو افقار کی ہوائی بال ٹیم سے معطل کر دیا جائے''

''کیا بات کرتے ہو ماہر''؟ پروفیسر دل بست نے تیز لہجے میں کہا۔''تمہاری تجویز میں مجھے تو برائے نام بھی معقولیت نظر نہیں آتی۔اس بلی کے سر پر اڑن جھاڑو تو نہیں ماری گئی ہے نہ ہی کوئی ایسی بات ثابت ہوئی کہ حارب نے کوئی جرم کیا ہے''۔

پروفیسر اخیار حارب کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔حارب کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اسے آر پار دیکھ رہا ہے''جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے، ہم لڑکے کو بے قصور سمجھیں گے۔ٹھیک ہے ماہر؟'' بالآخر انہوں نے فیصلہ سنایا۔

پروفیسر ماہر اور فلیس دونوں غصے سے دانت پیس رہے تھے۔

میری بلی کو پتھر کا بنا دیا گیا۔یہ جرم نہیں ہے''، فلیس نے کہا۔اس کی آنکھیں حلقوں سے نکل پڑ رہی تھیں۔

''اس کا علاج ہوگا اور یہ ٹھیک ہو جائے گی فلیس'' اخیار نے نرم لہجے میں کہا''حال ہی میں پروفیسر

منجلی نے مردم گیاہ کے پودوں کی افزائش کی ہے، وہ ذرا بڑے ہو جائیں تو میں دوا تیار کراؤں گا جس سے مسز نورس اپنی اصل حالت میں واپس آجائے گی''۔

''دوا میں تیار کروں گا'' قفلیس نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا''میں یہ کام سینکڑوں بار کر چکا ہوں۔ اب تو یہ حال ہے کہ میں سوتے میں بھی دوائے بحالی وجود تیار کر سکتا ہوں''۔

''ایکس کیوزمی'' ماہر نے سرد لہجے میں کہا''اس اسکول میں دواؤں کا ہیڈ ماسٹر میں ہوں''۔

چند لمحے خاموشی رہی۔پھر اخیار نے دارب، رامس اور مینا سے کہا''تم لوگ جا سکتے ہو''۔

وہ لوگ تیزی سے کمرے سے نکلے، مگر کچھ آگے جا کر ایک خالی کلاس روم میں گئے اور دروازہ بند کر لیا۔حارب نے رامس اور مینا کے چہروں کو غور سے دیکھا''تمہارے خیال میں مجھے اس آواز کے بارے میں بتا دینا چاہئے تھا''۔

''ہرگز نہیں'' رامس نے فوراً دوٹوک لہجے میں کہا''وہ آوازیں سننا جو کسی اور کو سنائی نہ دیں، دنیائے جادوگری میں کوئی اچھی علامت نہیں''۔

رامس کے لہجے میں کوئی عجیب سی بات تھی''تمہیں میری بات پر یقین ہے یا نہیں؟'' حارب نے اس سے پوچھا۔

''یقین تو ہے'' رامس نے جلدی سے کہا''مگر سوچو تو بات ناقابل یقین لگتی ہے''۔

''یہ پورا معاملہ ہی ناقابل یقین ہے'' حارب نے کہا''دیوار پر کیا لکھا تھا......حجرہ بلا کھول دیا گیا ہے......اس کا کیا مطلب ہوا؟''

''یہ تو ایک طرح کی وارننگ لگتی ہے مجھے یاد آتا ہے، کبھی کسی نے مجھے سحر کدہ کے ایک خفیہ تہ خانے کے بارے میں بتایا تھا......شاید بابا کرنے......''

''اور یہ ہلکان کیا ہوتا ہے؟''

حارب کو حیرت ہوئی کہ یہ لفظ سن کر رامس کے چہرے پر حقارت چھا گئی''حیرت کی بات ہے، میں فلیس کے بارے میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ وہ......''

''میں تم سے ہلکان کا مطلب پوچھ رہا ہوں''

''ہلکان اس شخص کو کہتے ہیں جو نسلاً جادوگر ہو لیکن جادو سے نابلد ہو......یعنی جادو کا ان پڑھ۔ دھرپٹ گھرانے سے تعلق رکھنے والے جادوگر کی ضد سمجھ لو۔اب سمجھ میں آیا کہ فلیس طلبا سے اتنی نفرت کیوں کرتا ہے، اپنی محرومی کی وجہ سے'' رامس مسکرایا۔

کہیں کسی کلاک نے بارہ بجائے......

''چلو......نکلو یہاں سے'' رامس نے کہا''ایسا نہ ہو کہ دوبارہ پکڑے جائیں، سونا بھی ہے''۔

☆......☆......☆......☆

چندروز تک ایسا لگا کہ سحر کدہ میں مسز نورس پر ہونے والے حملے کے سوا کوئی موضوع گفتگو ہی نہیں ہے۔ فلیس تقریباً ہر وقت اس جگہ منڈلاتا ہوتا تھا، جہاں مسز نورس کو لٹکایا گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ حملہ آور واپس آئے گا، وہ جادوئی محلول میں کپڑا بھگو بھگو کر دیوار کو رگڑتا لیکن وہ دیوار پر لکھی عبارت کو مٹانا تو کجا، دھندلا بھی نہیں سکا۔ وہ حروف اب بھی ویسے ہی چمک رہے تھے۔

جس وقت فلیس جائے واردات پر نہ ہوتا تو اس وقت وہ طلباء کو گھیرنے اور انہیں سزا دلوانے کی کوشش میں لگا رہتا۔ طلبا کے معاملے میں اس کی ایذا رسانی اور نفرت اور بڑھ گئی تھی۔

مسز نورس کے واقعے نے سامرہ قرولی کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ رامس بار بار بتاتا کہ سامرہ کو بلیاں بہت اچھی لگتی ہیں، اس لئے وہ زیادہ ڈسٹرب ہوئی ہے۔

''مگر سچی بات یہ ہے کہ مسز نورس سے نجات پانا بہت خوش گوار لگا ہے'' ایک دن رامس نے کہا۔ وہ سامرہ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا ''وہ بہت ظالم بلی تھی۔ طلباء کے خلاف جاسوسی کرتی تھی......''

لیکن یہ سنتے ہوئے بھی سامرہ کے ہونٹ کپکپا رہے تھے ''مگر یہاں......سحر کدے میں......''

''ارے پگلی یہاں ایسا واقعہ پہلی بار ہوا ہے'' رامس نے اسے چمکارا ''اور دیکھ لینا چند ہی روز میں وہ مجرم کو پکڑ لیں گے بس میں یہ دعا کرتا ہوں کہ پکڑے جانے سے پہلے وہ فلیس کو بھی پتھر کا بت بنا دے......'' اس نے سامرہ کو بسورتے دیکھا تو جلدی سے بولا ''ارے رے......میں تو مذاق کر رہا تھا''

وہ جملہ مینا پر بھی اثر انداز ہوا تھا۔ پڑھاکو تو وہ شروع ہی سے تھی لیکن اب تو ایسا لگتا تھا کہ اس کے پاس مطالعے کے سوا کوئی کام ہی نہیں ہے اور رامس اور حارب اس سے پوچھتے کہ وہ کیا کر رہی ہے تو وہ کوئی جواب نہ دیتی۔

پھر بدھ کے روز انہیں پتا چل ہی گیا......

دواؤں کی کلاس میں پیریڈ ختم ہونے کے باوجود پروفیسر ماہر نے حارب کو میز کی صفائی کے لئے روک لیا تھا۔ وہ سب کے بعد کلاس سے نکلا۔ لنچ کے بعد وہ رامس سے ملنے کی غرض سے لائبریری کی طرف چل دیا۔ راستے میں اسے پشنار کا جالود خلجی ملا۔ حارب نے اسے ہیلو کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ جالود کی نظر اس پر پڑ گئی اور جیسے ہی جالود نے اسے دیکھا وہ پلٹا اور تیز قدموں سے مخالف سمت میں چلا گیا۔

رامس لائبریری کے عقبی حصے میں موجود تھا۔ وہ اپنے تاریخ جادوگراں کے ہوم ورک کی پیمائش کر رہا تھا۔ پروفیسر بھبھوت نے اسے جادوگروں کا تین فٹ لمبا شجرہ تیار کرنے کو کہا تھا ''میں تو محنت کر کے تھک گیا مگر اب بھی آٹھ انچ کم ہے'' رامس نے بے زاری سے کہا ''جبکہ مینا کی رائٹنگ باریک ہے اس کے باوجود وہ چار فٹ سات انچ کا شجرہ تیار کر چکی ہے''۔

''مینا ہے کہاں؟'' حارب نے اپنے شجرے کی پیمائش کرتے ہوئے پوچھا۔

''یہیں کہیں ہے کوئی کتاب تلاش کر رہی ہے'' رامس نے الماریوں کی طرف اشارہ کیا ''مجھے تو لگتا

ہے کہ وہ کرسمس سے پہلے پوری لائبریری پڑھ ڈالنے کے موڈ میں ہے''

حارب نے رامس کو بتایا کہ کیسے جالود خلجی نے اسے دیکھا اور اس سے کترا کر واپس چلا گیا۔

''تو تم کیوں پرواہ کرتے ہو'' رامس نے کہا ''وہ کچھ احمق سا لگتا ہے مجھے''

اب وہ دونوں اپنے اپنے شجرے پر جھکے ہوئے تھے، چند لمحے خاموشی رہی......

''مجھے تو یہ قفلیس دلدر کی عظمت کے قصے......''

رامس کہہ ہی رہا تھا کہ ایک الماری کے عقب سے مینا برآمد ہوئی۔ وہ بہت چڑچڑی ہو رہی تھی لیکن بڑی بات یہ تھی کہ اس وقت وہ ان سے باتیں کرنے کے موڈ میں تھی۔ ''تاریخ سحر کدہ کی تمام کاپیاں ایشو ہو چکی ہیں'' وہ بولی ''اور کتاب مانگنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ آج میں نام لکھواؤں تو دو ہفتے بعد میرا نمبر آئے گا۔ کاش میں اپنی کتاب گھر نہ چھوڑ آئی ہوتی مگر قفلیس کی کتابوں کی وجہ سے میرے ٹرنک میں اتنی جگہ ہی نہیں تھی......''

''تمہیں تاریخ سحر کدہ کی کیا ضرورت پڑ گئی؟'' حارب نے اس سے پوچھا۔

''سب اس کتاب کو ایک ہی وجہ سے مانگ رہے ہیں'' مینا نے کہا ''حجرۂ بلا کی روایت کے بارے میں جاننے کے لئے''۔

''وہ روایت کیا ہے''؟

''یہی تو یاد نہیں آ رہا مجھے'' مینا نے کہا اور دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگی ''اور کسی کتاب میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے''

''مینا......ذرا اپنا شجرہ مجھے دکھاؤ'' رامس نے کہا وہ گھڑی دیکھنے کے بعد کچھ پریشان نظر آ رہا تھا۔

''نہیں، میں نہیں دکھاؤں گی'' مینا نے سخت لہجے میں کہا ''اس کام کے لئے تمہارے پاس دس دن کی مہلت تھی پھر بھی......''

''ارے......بس دو انچ ہی کی تو بات ہے......''

اسی وقت گھنٹی بجی اور وہ لوگ تاریخ جادوگراں کی کلاس کی طرف چل دیئے۔

پروفیسر بھبھوت کے پیریڈ کو متفقہ طور پر سب سے بور پیریڈ قرار دیا جاتا تھا۔ وہ واحد ٹیچر تھا جو کہ زندہ نہیں تھا بلکہ بھوت تھا۔ اس کی کلاس میں سب سے سنسنی خیز لمحہ وہ ہوتا تھا، جب وہ بلیک بورڈ کے راستے کلاس میں آتا تھا۔ بہت سے لوگ کہتے تھے کہ پروفیسر بھبھوت اس بات سے بے خبر ہے کہ وہ مر چکا ہے۔ ایک دن وہ کلاس لینے کے لئے اٹھا تھا اور اس کا جسم اسٹاف روم میں آتش دان کے سامنے رکھی آرام کرسی پر دھرا رہ گیا تھا۔ اس روز سے اب تک اس معمول میں فرق نہیں آیا تھا اور اس نے اپنی کوئی کلاس مس نہیں کی تھی۔

اس روز بھی بوریت ویسی ہی تھی پروفیسر بھبھوت نے اپنے نوٹس کھولے اور اپنی کھوکھلی آواز میں، مشینی انداز میں انہیں پڑھ کر سنانے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پوری کلاس اونگھنے لگی، آدھا گھنٹا اسی حال میں

گزر گیا، پھر مینا نے ہاتھ اٹھایا ''سر......سر......!''

پروفیسر بھبوت کو حیرت ہوئی، ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اس کے لیکچر کے دوران کسی نے کچھ پوچھنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا۔ ''یس مس......''؟

''افگر...... پروفیسر، آپ ہمیں حجرۂ بلا کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے'' مینا نے کہا۔

اچانک پوری کلاس میں جیسے جان پڑ گئی۔ پروفیسر نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں، اتنی توجہ اسے پہلے کبھی نہیں ملی تھی ''میرا مضمون جادوگری اور جادوگروں کی تاریخ ہے'' اس نے کہا ''مجھے حقائق میں دلچسپی ہے مس افگر، دیومالا اور روایات میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں، ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا......''

مینا کا ہاتھ پھر لہرایا۔

''یس مس افگر؟''

''پلیز سر۔ روایات بھی تو حقائق کی بنیاد پر جنم لیتی ہیں......''

''ہاں...... یہ تو ہے'' پروفیسر بھبوت نے سر ہلایا ''بہرحال تم جس روایت کی بات کر رہی ہو، وہ نہ صرف سنسنی خیز بلکہ مہمل بھی ہے''۔

لیکن اب تو پوری کلاس پروفیسر کے پیچھے پڑ گئی تھی اور پروفیسر حیران تھا۔ اس نے تو پہلے کبھی کسی طالب علم کی آواز تک نہیں سنی تھی۔ کہاں یہ توجہ...... ''اچھا ٹھیک ہے میں یاد کرنے کی کوشش کرتا ہوں......''

''یہ تو تم لوگ جانتے ہو کہ سحر کدہ کو قائم ہوئے ہزار برس سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ اپنے عہد کے چار عظیم جادوگر اور جادوگرنیوں نے اس کی بنیاد رکھی تھی، گودری افقار، حولہ پشتار، روینہ منقار اور اقلیس سلجار۔ انہوں نے مل کر دھرپٹوں کی نظروں سے دور یہ قلعہ بنایا، کیونکہ اس دور میں دھرپٹ جادوگروں سے بہت خوف کھاتے تھے، اس عہد میں جادوگروں کو بڑی سزائیں دی گئی تھیں......''

وہ کہتے کہتے رکا۔ چند لمحے خلا میں گھورتا رہا۔ پھر دوبارہ گویا ہوا ''چند برس تک وہ چاروں باہمی اتفاق رائے سے کام کرتے رہے، وہ ان بچوں کی جستجو میں رہتے جن میں جادوگری کی صلاحیت ہو، پھر وہ انہیں قلعے میں لاتے اور فن جادوگری کی تربیت دیتے لیکن پھر ان کے درمیان نااتفاقی شروع ہوئی۔ اصل میں اقلیس سلجار کا دوسرے تینوں سے اختلاف ہوا تھا۔ سلجار کا کہنا تھا کہ طلباء کا انتخاب چھان بین کے بعد ہونا چاہئے۔ وہ کہتا تھا کہ صرف جادوگروں کے بچوں کو سحر کدہ میں داخلہ ملنا چاہئے اسے دھرپٹوں کو جادوگری کی تعلیم دینا ناپسند تھا وہ انہیں ناقابل اعتبار سمجھتا تھا۔ ایک دن اسی موضوع پر سلجار اور افقار کے درمیان تند و تیز بحث ہوئی، پھر سلجار سحر کدہ چھوڑ گیا۔

''یہ سب تاریخی حقائق ہیں'' جو باوثوق ذرائع سے ہم تک پہنچے ہیں لیکن حجرۂ بلا کے افسانے نے ان حقائق کو دبا دیا ہے۔ روایت ہے کہ سلجار نے سحر کدہ میں ایک خفیہ تہ خانہ تعمیر کیا تھا جس سے اس کے تینوں ساتھی بے خبر تھے۔

''روایت کے مطابق سلجار نے اس تہ خانے کو جادو سے سیل کر دیا اس طرح کہ اس کے کسی وارث کے سوا اس کو کوئی نہیں کھول سکتا۔ اب یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ کبھی سلجار کا وارث اسکول میں آئے گا اور وہ اس تہ خانے کو کھولے گا، جس میں کوئی بے حد خوفناک بلا رکھی گئی ہے۔ تہ خانہ کھلے گا وہ بلا آزاد ہوگی اور سحر کدہ کو ناخالص خون سے پاک کرے گی۔ تاکہ سلجار کا نعرہ عام ہو اور اس پر عمل ہو...... جادو صرف جادوگروں کے لئے، یہ ہے روایت''۔

کلاس میں خاموشی چھائی رہی، مگر یہ معمول والی بوریت بھری خاموشی نہیں تھی اس خاموشی میں سنسنی تھی، ہیجان تھا، کلاس اب بھی پروفیسر بھبوت کو متوقع نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''یہ سب خرافات ہے'' پروفیسر بھبوت نے چڑ کر کہا۔ سحر کدہ کو کئی بار پوری طرح کنگالا جا چکا ہے...... بڑے بڑے جادوگروں اور جادوگرنیوں نے اس کے چپے چپے کو ٹٹولا ہے مگر کوئی خفیہ تہ خانہ برآمد نہیں ہوا کیونکہ اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ صرف دھرپٹ طلباء کو خوفزدہ کرنے کے لئے یہ روایت گھڑی گئی ہے''۔

مینا کا ہاتھ پھر فضا میں اچھلا ''سر...... تہ خانے میں خوفناک بلا رکھی گئی ہے...... سے آپ کا کیا مطلب ہے؟''

''کہتے ہیں، کوئی بہت خوفناک عفریت ہے جس پر صرف سلجار کا وارث قابو پا سکتا ہے وہ صرف اس کی تابع ہوگی''۔

''لیکن سر، وہ تہ خانہ کسی کو کیسے مل سکتا ہے'' داسو نے کہا ''کیسی ہی کوشش کر لی جائے اور کوئی بھی کرے، اسے تو صرف سلجار کا وارث ہی کھول سکتا ہے نا''

''نان سنس۔ سحر کدہ کا کوئی ہیڈ ماسٹر ایسے کسی تہ خانے کا وجود ثابت نہیں کر سکا......''

''شاید کالے جادو کے بغیر تہ خانے کو نہیں کھولا جا سکتا ہوگا'' پاربتی پٹیل نے خیال آرائی کی۔

''کوئی اچھا جادوگر کالا جادو استعمال نہیں کرتا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں کالا جادو نہیں آتا'' پروفیسر بھبوت نے درشت لہجے میں کہا ''میں پھر بتا دوں کہ اخیار اپنے عہد کا سب سے بڑا جادوگر ہے......''

''لیکن وہ سلجاری تو نہیں ہیں'' فارق نے کہا۔ ''اس لئے وہ اس تہ خانے تک پہنچ ہی نہیں سکتے''

''بس بہت ہو گیا'' پروفیسر بھبوت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ ''یہ تاریخ کی کلاس ہے، افواہوں کی نہیں۔ یہ دیومالا ہے جس کا کوئی حقیقی وجود نہیں۔ اس بات کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ سلجار نے سحر کدہ میں کوئی خفیہ کوٹھری تک بنائی ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے تم لوگوں کو ایک لغو اور مہمل روایت سنائی۔ بہرحال اب ہم افواہوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ٹھوس حقائق کی طرف آتے ہیں......''

پانچ منٹ کے اندر پوری کلاس دوبارہ سو چکی تھی

☆......☆......☆......☆

''میرا ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ اقلیس سلجار مسخ شدہ ذہن رکھنے والا جادوگر تھا'' رامس نے حارب اور مینا سے کہا۔ وہ اس وقت ڈنر سے پہلے اپنے بیگ رکھنے کے لئے جا رہے تھے۔ ''لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ دھرپٹوں سے نفرت کرتا تھا، اچھا ہی ہوا کہ میں سلجار میں نہیں بھیجا گیا، ورنہ میں یہ گوارا نہ کرتا اور گھر واپس چلا جاتا''۔

مینا نے بڑی شدت سے سر کو اثباتی جنبش دی لیکن حارب خاموش رہا، اس کی آنتیں اینٹھ رہی تھیں۔

حارب نے اپنے دوستوں کو کبھی نہیں بتایا تھا کہ سلیکٹر ہیٹ نے اسے سلجار میں بھیجنے کی پیشکش کی تھی لیکن اسے یہ کل کی بات لگتی تھی کہ ہیٹ نے اس کے کانوں میں سرگوشی کی تھی...... پتا ہے، تم عظیم ثابت ہو سکتے ہو۔ یہ سب کچھ تمہارے دماغ میں موجود ہے۔ سلجار تمہیں اس عظمت کی طرف بہ آسانی لے جائے گا، کیا خیال ہے......؟

لیکن حارب سن چکا تھا کہ تمام کالے جادوگر سلجار ہاؤس سے ہی تعلیم پا کر نکلتے رہے ہیں اس لئے اس نے انکار کر دیا تھا...... نہیں، سلجار نہیں، ہرگز نہیں......

اچھا...... اگر تمہیں یقین ہے کہ تم یہ نہیں چاہتے...... تو پھر انکار ہی بہتر رہے گا......

''ہیلو حارب'' کمیل کی آواز اسے ماضی سے کھینچ لائی۔

''ہیلو کمیل'' اس نے بے دلی سے کہا۔

''حارب...... میری کلاس میں ایک لڑکا کہہ رہا تھا کہ تم......''

''کہ میں سلجار کا وارث ہوں، یہی نا'' حارب نے کہا۔ اسے یاد آیا...... اور اب سمجھ میں آیا کہ جالود خلجی کیوں اس سے ڈر کر بھاگا تھا۔

''لوگوں کا کیا ہے وہ تو کچھ بھی کہہ دیتے ہیں، کسی بھی بات پر یقین کر لیتے ہیں'' رامس بولا۔

وہ آگے بڑھ گئے، بھیڑ کچھ چھٹ گئی تھی۔

''تمہارا کیا خیال ہے، حجرۂ بلا واقعی موجود ہے؟'' رامس نے مینا سے پوچھا۔

''میں کیا کہہ سکتی ہوں'' مینا نے کہا ''لیکن پروفیسر اخیار فلیس کی بلی کو ٹھیک نہیں کر سکا، اس سے مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ بلی پر جس نے بھی حملہ کیا، وہ بہرحال کوئی انسان نہیں تھا''۔

وہ ایک راہداری میں مڑے، فوراً ہی انہیں احساس ہو گیا کہ یہ وہی راہ داری ہے، جہاں وہ حملہ ہوا تھا، وہ رک گئے اور دیکھنے لگے منظر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ وہ اس رات جیسا تھا، فرق صرف اتنا تھا کہ اس وقت وہاں کوئی بلی لٹکی ہوئی نہیں تھی، اور جہاں پیغام لکھا تھا، وہاں ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔

''یہ وہ جگہ ہے جہاں ہر وقت فلیس بیٹھا پہرہ دیتا رہتا ہے'' رامس نے کہا۔

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، راہ داری سنسان تھی۔ ''ادھر ادھر دیکھنے میں کوئی حرج تو ہے نہیں'' حارب نے کہا۔ اس نے اپنا بیگ زمین پر رکھا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے فرش پر نشانات

کی جستجو میں دیکھنے لگا ''یہاں جھلسنے کے نشان ہیں...... اور یہاں بھی......'' اس نے کہا۔

''یہاں آؤ اور دیکھو'' مینا بولی ''یہ تو کچھ عجیب......''

حارب اس کھڑکی کی طرف بڑھا جو دیوار پر لکھے پیغام کے آگے تھی۔ مینا اس کھڑکی کے سب سے اوپری پٹ کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ وہاں پندرہ بیس مکڑیوں کے درمیان کشمکش ہو رہی تھی۔ وہ لکڑی اور شیشے کی درمیانی جھری سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ وہاں ایک لمبا سفید سا دھاگا لٹکا ہوا تھا، لگتا تھا، باہر نکلنے کے لئے وہ اس کی مدد سے چڑھی ہیں۔

''تم نے کبھی مکڑیوں کا یہ انداز دیکھا ہے؟'' مینا نے کہا۔

''نہیں تو'' حارب نے جواب دیا۔ پھر وہ رامس کی طرف مڑا ''تم بتاؤ رامس''

لیکن رامس اچھا خاصا پیچھے کھڑا تھا، اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے بھاگ کھڑا ہوگا۔

''کیا بات ہے رامس؟'' حارب نے پوچھا۔

''میں...... مجھے مکڑیاں سخت ناپسند ہیں''۔

''اوہ...... مجھے معلوم ہی نہیں تھا'' مینا کے لہجے میں حیرت تھی۔ ''دواؤں کی کلاس میں درجنوں بار مکڑیاں استعمال کی گئی ہیں''۔

''مری ہوئی مکڑیوں سے مجھے ڈر نہیں لگتا'' رامس نے کہا وہ اس کھڑکی کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا'' لیکن چلتی ہوئی مکڑیوں سے مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے۔

مینا ہنسنے لگی۔

''یہ کوئی مذاق نہیں ہے'' رامس نے بہت سخت لہجے میں کہا۔ ''میں تین سال کا تھا میں نے فارغ کا ایک کھلونا توڑ دیا تھا اس کی سزا کے طور پر میرے ٹیڈی بیئر کو بہت بڑی مکڑی میں تبدیل کر دیا تھا اور وہ اس وقت میرے ہاتھ میں تھا۔ اس دن سے...... مکڑی کے پیر......'' اس سے بات پوری نہیں کی گئی۔ اس کا جسم بری طرح لرز رہا تھا۔

مینا اپنی ہنسی روکنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ حارب کی سمجھ میں آ گیا کہ اس وقت ضرورت موضوع بدلنے کی ہے۔ اس نے کہا ''یاد ہے اس رات پانی بھی تو بہت بھرا ہوا تھا، وہ پانی کہاں سے آیا تھا؟ بہرحال کسی نے خشک تو کر دیا ہے''

''پانی یہاں تک تھا'' رامس نے چند قدم چل کر دیکھا ''اس دروازے تک......'' اس نے دروازے کے لٹو کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر فوراً ہی یوں کھینچ لیا جیسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

''کیا بات ہے؟'' حارب نے پوچھا۔

''میں اندر کیسے جا سکتا ہوں'' رامس نے کہا ''یہ گرلز ٹوائلٹ ہے''

''اوہ رامس اندر کوئی نہیں ہوگا'' مینا نے کہا ''یہاں کوئی نہیں جاتا۔ بسورتی مورتی یہیں تو رہتی، چلو......جائزہ تولیں''

دروازے پر آؤٹ آف آرڈر کی تختی لگی تھی، مینا اسے نظرانداز کرتے ہوئے دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔

حارب بھی اندر چلا گیا۔ آج تک ایسی سوگواری اس نے کسی واش روم میں نہیں دیکھی تھی۔ ایک بڑے چٹخے ہوئے اور داغ دار آئینے کے نیچے کچھ چھیلی اور کچھ ٹوٹی ہوئی اینٹوں کا ڈھیر تھا اور ایک سنک تھا، جو لگتا تھا برسوں سے استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ فرش گیلا تھا بلکہ ایسا تھا کہ برسوں سے خشک ہی نہیں کیا گیا ہے۔ کئی بیت الخلا تھے جن کے لکڑی کے دروازے کے قبضے ڈھیلے ہو جانے کی وجہ سے جھول رہے تھے۔

مینا نے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور آخری واش روم کی طرف بڑھی۔ دروازے پر پہنچ کر اس نے کہا ''ہیلو مورتی......کیسی ہو تم؟''

حارب اور رامس نے جھانک کر دیکھا۔ بسورتی مورتی وہاں تیرتی پھر رہی تھی۔ ''یہ لڑکیوں کا ٹوائلٹ ہے'' اس نے حارب اور رامس کو مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ''اور یہ لڑکیاں تو نہیں ہیں''

''نہیں'' مینا نے کہا۔ ''میں انہیں دکھانا چاہتی تھی کہ یہ جگہ کتنی اچھی اور پرسکون ہے'' اس نے ٹوائلٹ کی حالت زار کی طرف اشارہ کیا۔

''اس سے پوچھو کہ اس نے کچھ دیکھا ہے'' حارب نے سرگوشی میں مینا سے کہا۔

''تم کیا سرگوشیاں کر رہے ہو؟'' بسورتی مورتی نے حارب کو گھورا۔

''کچھ نہیں'' حارب نے کہا ''دراصل ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ......''

میں چاہتی ہوں کہ لوگ میری پیٹھ پیچھے باتیں کرنا چھوڑ دیں'' بسورتی مورتی نے رندھی ہوئی آواز میں کہا ''میرے بھی جذبات ہیں......میرے بھی احساسات ہیں۔ کیا ہوا؟ اگر میں مرچکی ہوں، اس کا یہ مطلب تو نہیں......''

''مورتی، ہم میں سے کوئی تمہیں ستانا نہیں چاہتا'' مینا نے اسے دلاسہ دیا۔ ''حارب تو بس......''

''یہ بھی اچھی رہی کہ کوئی مجھے ستانا نہیں چاہتا'' مورتی چلائی ''یہاں......اس اسکول میں ایسی تکلیف دہ زندگی تھی میری اور اب لوگ مرنے کے بعد بھی مجھے چین کا سانس نہیں لینے دیتے......''

''ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہاں حال ہی میں تمہیں کوئی عجیب بات تو نظر نہیں آئی'' مینا نے جلدی سے کہا۔ وہ بسورتی مورتی کو چیخ چیخ کر رونے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ ''بات یہ ہے کہ شام اولیاء والی رات یہاں ایک بلی پر حملہ ہوا تھا......عین تمہارے دروازے پر''

''تم نے اس رات کسی کو یہاں دیکھا تھا؟'' حارب نے پوچھا۔

''میں کوئی توجہ نہیں دے رہی تھی گردو پیش پر'' مورتی نے ڈرامائی انداز میں کہا۔ پیلو نے مجھے اتنا ستایا تھا کہ یہاں واپس آکر میں نے خودکشی کی کوشش کی مگر پھر مجھے اچانک یاد آیا کہ میں کہ میں خودکشی نہیں کرسکتی کیونکہ میں تو پہلے ہی مرچکی ہوں......''

''واقعی......یہ تو بڑی محرومی ہے تمہاری'' رامس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

مورتی نے ایک گہری سسکی لی اور فضا میں اٹھنے لگی۔ پھر وہ پلٹی اور سر کے بل کموڈ میں گئی۔ کموڈ سے پانی اچھلا اور ہر طرف پھیل گیا۔ اب مورتی نظر نہیں آرہی تھی، ہاں اس کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔

حارب اور رامس کے منہ کھل گئے تھے مینا نے کندھے جھٹکے اور تھکے تھکے لہجے میں بولی ''چلو......اب نکلو یہاں سے''

حارب نے ٹوائلٹ کا دروازہ بند ہی کیا تھا کہ کسی نے دہاڑ کر کہا ''اے رامس'' اور وہ تینوں اچھل پڑے۔

وہ پارس قرولی تھا۔ سینے پر پری فیکٹ کا چمکتا بیج لگائے، چہرے پر شاک کا تاثر لئے وہ انہیں دیکھ رہا تھا ''یہ لڑکیوں کا باتھ روم ہے تم لوگ یہاں کیا......''

''یونہی جائزہ لے رہے تھے کہ شاید کوئی سراغ مل جائے......'' رامس نے بے پروائی سے کہا۔

پارسی پھولے ہوئے مرغے کی طرح نظر آنے لگا۔ حارب کو اسے دیکھ کر مسز قرولی کا خیال آگیا ''تم لوگ یہاں سے فوراً چلے جاؤ'' اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا ''تم اس طرح یہاں آنے کا مطلب سمجھتے ہو جبکہ تمام لوگ ڈنر کر رہے ہیں''

''کیوں......یہاں آنے میں کیا حرج ہے'' رامس نے تیز لہجے میں پوچھا ''ہم نے تو اس بلی کو چھوا ہی نہیں تھا''

''یہی تو میں سامرہ کو سمجھائے جا رہا ہوں مگر وہ سمجھتا ہے کہ تم اسکول سے نکال دیئے جاؤ گے۔ میں نے اسے اتنا پریشان کبھی نہیں دیکھا اس نے رو رو کر آنکھیں سُجالی ہیں۔ کچھ اس کا تو خیال کرو اور وہی نہیں، سال اول کے تمام لوگ ڈر گئے ہیں......''

''ہمیں سامرہ کی کوئی ایسی پروا نہیں'' رامس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ ''تمہیں صرف یہ فکر ہے کہ میری وجہ سے تمہارے ہیڈ بوائے بننے کا خواب خطرہ میں نہ پڑ جائے''۔

''ٹھیک ہے۔ افقار ہاؤس کے پانچ پوائنٹ کم ہوئے'' پارسی نے نہایت سخت لہجے میں کہا ''شاید اس سے تمہیں کچھ سبق ملے اور اب یہ سراغ رسانی ختم ورنہ میں ممی کو خط لکھ کر بتا دوں گا'' یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔

☆......☆......☆......☆

'اس رات کامن روم میں دارب، رامس اور مینا پارس سے بہت دور بیٹھے تھے رامس ابھی تک غصہ میں تھا اور اپنے ہوم ورک میں غلطی پر غلطی کیئے جار ہاتھا۔ کاٹا پیٹی کے نشان مٹانے کے لئے اس نے اپنی جادو کی چھڑی سے مدد لی تو معاملہ اور بگڑ گیا۔ ناقص چھڑی نے کاغذ کو جلا ہی ڈالا۔ رامس نے غصے میں کتاب بند کر دی۔

حارب کو حیرت ہوئی کیونکہ اسی لمحے مینا نے بھی کتاب بند کر دی۔ ''یہ کون ہو سکتا ہے؟'' وہ خود کلامی کے انداز میں بولی ''کون ہے جو تمام ہلکانوں اور دھرپٹوں کو سحر کدے سے نکال دینا چاہتا ہے؟''

''ہاں، ہمیں سوچنا چاہئے'' رامس کا انداز تمسخرانہ تھا ''کون ہے جو دھرپٹوں کو گند سمجھتا ہے''۔

''اگر تم جھگڑال کے بارے میں سوچ رہے ہو تو......''

''میں تو اسی کے بارے میں سوچ رہا ہوں'' حارب نے تند لہجے میں کہا ''اور اس نے تمہیں گالی دی تھی...... دھرپٹ خون کی گالی۔ اس کا مطلب ہے کہ اگلی بار تمہاری ہے۔ تم کمال کرتی ہو اس منحوس کے چہرے کو ایک نظر دیکھو تو پتا چل جاتا ہے کہ......''

''فاسد جھگڑال...... اور سلجار کا وارث'' مینا کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

حارب نے بھی اپنی کتابیں بند کر دیں ''ذرا اس کے خاندانی پس منظر پر نظر ڈالو'' اس نے کہا ''وہ سب کے سب نسلوں سے سلجاری ہیں اور فاسد ہمیشہ بڑے فخر سے اس کا اعلان کرتا رہا ہے اس کا باپ مجھے تو شیطان کا چیلا لگتا ہے تو وہ سلجار کے وارث کیوں نہیں ہو سکتے''

''عین ممکن ہے کہ نسلوں سے، صدیوں سے حجرۂ بلا کی چابی ان کے قبضے میں چلی آ رہی ہو'' رامس نے کہا۔

''ہاں خیر...... یہ ناممکن بھی نہیں'' مینا نے محتاط لہجے میں کہا۔

''لیکن ہم یہ ثابت کیسے کر سکتے ہیں؟'' حارب نے مایوسی سے کہا۔

''کوئی نہ کوئی صورت تو ہو گی'' مینا بولی۔ اس نے دور بیٹھے پارس کو دیکھا، پھر سرگوشی میں بولی ''بہر حال یہ آسان کام نہیں بلکہ خطرناک ہے...... بے حد خطرناک۔ میرا خیال ہے ہمیں اسکول کے پچاسیوں ضابطوں کی خلاف ورزی کرنی پڑے گی''۔

''اب میرا خیال ہے اس کی وضاحت کرنے میں تمہیں دو مہینے تو لگیں گے'' رامس نے چڑ چڑے پن سے کہا ''اوہ وہ بھی موڈ ہو تو......''

''تمہیں، میں بتاتی ہوں'' مینا نے کہا ''اس کے لئے ہمیں سلجار کے کامن روم میں جا کر فاسد سے کچھ سوال کرنے ہوں گے...... وہ بھی ایسے کہ اسے احساس بھی نہ ہو''

''لیکن یہ تو ناممکن ہے'' حارب نے کہا اور رامس ہنسنے لگا۔

''ایسا نہیں ہے'' مینا نے کہا ''اس کے لئے ہمیں دوائے جسیم درکار ہے''

''یہ کیا بلا ہے؟'' حارب اور رامس نے ایک آواز ہو کر پوچھا۔

''چند ہفتے پہلے پروفیسر ماہر نے اپنی کلاس میں اس کا تذکرہ کیا تھا......''

''تمہارا مطلب ہے کہ ہم ماہر کی کلاس میں اپنے کان کھلے نہیں رکھتے'' رامس کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

''یہ دوا کسی کو کسی دوسرے کے قالب میں ڈھال دیتی ہے، ذرا سوچو۔ ہم سلجار کے تین طلباء میں تبدیل ہو جائیں گے کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ وہ ہم ہیں۔ تب شاید فاسد ہمیں کوئی کام کی بات بتا بیٹھے۔ مجھے یقین ہے کہ ان دنوں وہ سلجار کے کامن روم میں اپنی اور اپنے خاندان کی عظمت کے گیت گاتا رہتا ہے بس ہم سن نہیں پاتے''

''مجھے تو بھئی اس دوا سے ڈر لگ رہا ہے'' رامس نے کہا ''اور اگر ہم ہمیشہ کے لئے سلجاری بن کر رہ گئے تو؟''

''کچھ دیر بعد دوا کا اثر خود بہ خود ختم ہو جاتا ہے'' مینا نے کہا ''لیکن اس کے اجزا کا حصول آسان نہیں اور اجزا کے نام جس کتاب میں ہیں، اس کا نام ماہر نے بتایا تھا۔ مجھے یاد ہے مگر وہ لائبریری کے ممنوعہ سیکشن میں ہے''۔

وہ جانتے تھے کہ ممنوعہ سیکشن کی کوئی کتاب صرف اس صورت میں مل سکتی ہے کہ کوئی ٹیچر تحریری طور پر اس کی اجازت دے۔

''اجازت کیسے ملے گی؟ جبکہ بظاہر ہم کوئی دوا بھی نہیں تیار کر رہے ہوں؟'' رامس نے کہا۔

''ایک صورت ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم تھیوری پر کام کر رہے ہیں اور کسی اور دوا کا نام لیا جائے''

''یہ وضاحت کسی ٹیچر کو مطمئن نہیں کر سکتی'' رامس نے کہا ''ہاں، کوئی کوڑھ مغز ہو تو اور بات......''

☆......☆......☆......☆

انکلوں کے خوف ناک اور تباہ کن تجربے کے بعد قفلیس دلدر کو کوئی جیتی جاگتی مخلوق کلاس میں لانے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بجائے وہ انہیں اپنی کتابوں سے منتخب اقتباسات پڑھ کر سناتا تھا اور ڈرامائی واقعات بیان کرتے ہوئے وہ عملی مظاہرہ بھی پیش کرتا۔ ایسے موقعوں پر وہ عام طور پر حارب کا تعاون طلب کرتا۔ کبھی حارب کوئی دیہاتی بنتا اور قفلیس اسے جادو سے نجات دلاتا۔ اور کبھی ویمپائر جو قفلیس سے نبرد آزما ہونے کے بعد سے صرف گاجروں پر گزارہ کرتا ہو۔

اس روز حارب کو پوری کلاس کے سامنے خون آشام انسانی بھیڑیئے کا رول ادا کرنا پڑا۔ اگر اس کے پاس قفلیس دلدر کو خوش کرنے اور خوش رکھنے کی معقول وجہ نہ ہوتی تو وہ یقیناً انکار کر دیتا لیکن اسے ہی تو قفلیس سے ایک کام لینا تھا۔

''ٹھیک طرح سے غراؤ حارب...... ہاں ایسے'' قفلیس کہہ رہا تھا ''اب تم لوگ یقین کرو، میں اس

انسانی بھیڑیئے پر ایسے جھپٹا، صرف ایک ہاتھ سے دھکا دے کر میں نے اسے زمین پر گرا دیا اور دوسرے ہاتھ سے اسے داب کر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنی چھڑی اس کے گلے پر رکھ دی، پھر میں نے وہ پیچیدہ منتر پڑھا جس پر بہت کم جادوگر قابو پاسکے ہیں۔ اس کے حلق سے رونے کی آواز نکلی...... حارب ذرا رو کر دکھاؤ...... ہاں شاباش، جانتے ہو کیا ہوا تھا۔ وہ دندان شکن جادو تھا۔ انسانی بھیڑیا ہمیشہ کے لئے اپنے تمام دانتوں سے محروم ہو گیا۔ اب وہ بے ضرر تھا، میں نے اس سے کہا...... جاؤ اب گھومو پھرو، عیش کرو، میں نے تمہیں آزاد کیا، اس کے بعد میں گاؤں والوں کا ہیرو بن گیا......''

گھنٹی بجی تو حارب کو قید اداکاری سے رہائی ملی۔ قفلیس بھی کھڑا ہو گیا ''اب ہوم ورک، انسانی بھیڑیئے کی شکست کے اس واقعے کو تمہیں نظم کرنا ہے، بہترین نظم لکھنے والے کو میری مشہور کتاب...... منکہ مسمی...... کی دستخط شدہ کاپی انعام میں ملے گی''۔

سب لوگ کلاس سے نکلنے لگے حارب کلاس کے عقبی حصہ میں چلا گیا، وہاں رامس اور مینا اس کے منتظر تھے ''تیار ہو؟'' حارب نے سرگوشی میں پوچھا۔

''پہلے سب کو چلے جانے دو'' مینا نے کہا وہ نروس ہو رہی تھی ''اچھا اب......''

وہ قفلیس کی میز کی طرف بڑھی اس کی مٹھی میں کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا۔ حارب اور رامس اس کے پیچھے تھے ''وہ سر...... مجھے لائبریری سے یہ کتاب درکار ہے...... بیک گراؤنڈ ریڈنگ کے لئے'' اس نے اٹک اٹک کر کہا اور کاغذ کا ٹکڑا قفلیس کی طرف بڑھایا۔ اس کے ہاتھ میں خفیف سی لرزش تھی'' لیکن یہ کتاب لائبریری کے ممنوعہ کتابوں کے سیکشن میں ہے، اس لئے آپ کی اجازت ضروری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے سے مجھے آپ کی کتاب زہر ہی زہر کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ آپ کی وہ کتاب تو علم کا خزانہ......''

''آہ زہر ہی زہر'' قفلیس نے خوش ہو کر کہا ''تمہیں اچھی لگی۔ کبھی یہ مجھے اپنی پسندیدہ ترین کتاب لگتی ہے'' اس نے مینا کے ہاتھ سے کاغذ کا وہ ٹکڑا لے لیا۔

''جی ہاں سر، وہ کتاب تو آپ کی بے پناہ ذہانت کا ثبوت ہے......''

''اب یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اسکول کی نمبرون طالبہ کے کام نہ آؤں......'' قفلیس نے پرچے کو پڑھے بغیر اس پر دستخط کر دیئے۔ مینا نے پرچا اپنے بیگ میں رکھ لیا۔

قفلیس حارب کی طرف متوجہ ہوا ''او حارب...... کل تو اس سیزن کا پہلا ہوائی بال کا میچ ہے، ہے نا؟ افقار بمقابلہ سلیجار۔ میں نے سنا ہے کہ تم اچھے کھلاڑی ہو، اپنے زمانے میں میں بھی جوئندہ ہوا کرتا تھا مجھے قومی ٹیم میں شامل کیا جا رہا تھا لیکن میں نے اپنی علمی سرگرمیوں پر اپنے اس شوق کو اور اپنی اس صلاحیت کو قربان کر دیا، بہرحال تمہیں مشورے اور رہنمائی کی ضرورت محسوس ہو تو میرے پاس آنے سے نہ جھجکنا۔ میں اپنی فنی مہارت سے کم تر درجے کے کھلاڑیوں کو مستفید کرنے کی کوشش......''

حارب رامس اور مینا کے پیچھے لپکا، جو پہلے ہی کمرے سے نکل چکے تھے۔

باہر نکل کر انہوں نے کاغذ کو چیک کیا ''مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا ہے'' حارب نے کہا ''اس نے تو کتاب کا نام پڑھنے کی زحمت بھی نہیں کی''

''میں کہہ رہا تھا تا کہ کوئی کوڑھ مغز......'' رامس نے کہا۔

''یہ زیادتی ہے، وہ کوڑھ مغز نہیں ہے'' مینا نے احتجاج کیا۔

''صرف اس لئے کہ وہ تمہیں اسکول کی بہترین طالبہ قرار دیتا ہے''

وہ لائبریری میں داخل ہوئے تو آوازیں دھیمی کر لیں۔

لائبریرین مادام پنہا بہت چڑچڑی عورت تھی اس نے مینا کے پیش کئے ہوئے اجازت نامے کو غور سے دیکھا ''طاقت ور ترین ادویات'' اس نے کتاب کا نام دہرایا اور مشتبہ نظروں سے مینا کو دیکھا۔ پھر اس نے بہت غور سے قفلیس کے دستخط کا جائزہ لیا لیکن بالآخر کتاب نکال کر مینا کو لا دی۔ مینا نے کتاب اپنے بیگ میں رکھی اور لائبریری سے نکل آئی۔

پانچ منٹ بعد وہ تینوں بسورتی مورتی کے متروک ٹوائلٹ میں بیٹھے تھے۔ رامس کو اس پر اعتراض تھا لیکن مینا کا کہنا تھا کہ یہ وہ واحد جگہ ہے جہاں کوئی نہیں آتا وہ رازداری کے ساتھ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

بسورتی مورتی اپنے بیت الخلا میں رو رہی تھی مگر وہ لوگ اسے اور وہ ان لوگوں کو نظر انداز کر رہی تھی۔

مینا نے کتاب کھولی اور وہ تینوں کتاب پر جھک گئے۔ کتاب پر ایک نظر ڈالتے ہی انہیں اندازہ ہو گیا کہ یہ ممنوعہ کتابوں میں کیوں رکھی گئی ہے۔ ان میں کچھ دوائیں ایسی تھیں جن کے اثرات کے بارے میں پڑھ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔ کچھ خوفناک تصویریں بھی تھیں ایک تصویر میں ایک آدمی کو دکھایا گیا تھا۔ اس کا سسٹم الٹا ہوا تھا باہر کا سب کچھ اندر چلا گیا تھا اور اندر کا باہر آ گیا تھا۔ اس کے تمام اندرونی اعضا نظر آ رہے تھے اور ایک چڑیل اس کا دماغ نوچ کر کھا رہی تھی۔

''یہ رہی'' مینا نے ہیجانی لہجے میں کہا اور اشارہ کیا۔

دوائے جسیم کے باب میں بھی تصویریں تھیں جن میں ایک آدمی کو کسی اور کے قالب میں منتقل کے عمل کے دوران تبدیلیوں سے گزرتے دکھایا گیا تھا اس کے چہرے پر اذیت کا تاثر دکھایا گیا تھا۔

''کم از کم میرے لئے یہ اب تک کی پیچیدہ ترین دوا ہے'' مینا نے کہا ''لال لکھیاں، بھڑیں، لال بیگ اور جونی گھاس۔ یہ ہیں اس کے اجزا اب جونی گھاس اور وہ دو سنگھے کے بائیں سینگ کا سفوف ملنا آسان نہیں۔ باقی چیزیں تو مل جائیں گی اور ہاں جس کا روپ دھارنا ہو، اس کی کسی چیز کی ضرورت بھی پڑے گی''۔

''اس آخری بات کا کیا مطلب ہوا؟'' رامس نے پوچھا ''اگر تم مجھے جھاؤ یا خار پشت کے ناخنوں کا عرق پلاؤ گی تو میں ہرگز نہیں پیوں گا''۔

لیکن مینا گہری سوچ میں تھی اس نے شاید اس کی بات سنی ہی نہیں۔ ''بہر حال اس کی ضرورت تو دوا تیار ہونے کے بعد پڑے گی...... آخر میں'' وہ بڑبڑائی۔

رامس حارب کی طرف مڑا، جو فکر مند نظر آ رہا تھا ''تمہیں اندازہ ہے مینا کہ ہمیں چوری بھی کرنی پڑے گی'' حارب نے کہا ''اور چوری بھی پروفیسر ماہر کے اسٹور میں، میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی مناسب بات......''

مینا نے دھڑ سے کتاب بند کر دی ''اگر تم دونوں ڈر رہے ہو تو ٹھیک ہے'' اس کے لہجے میں تپش تھی۔

''تم جانتے ہو کہ میں ضابطوں کا کتنا احترام کرتی ہوں لیکن یہاں معاملہ دھر پٹوں کو لاحق خطرے کا ہے اگر فاسد کو چیک کرنا ہے تو یہ دوا تیار کرنا ضروری ہے تم نہیں چاہتے تو میں ابھی جا کر یہ کتاب واپس کر آتی ہوں......''

''یہ تو بڑا مبارک موقع ہے کہ تم ہمیں ضابطہ توڑنے کی ترغیب دے رہی ہو'' رامس اچانک خوش نظر آنے لگا ''چلو......ٹھیک ہے''۔

''یہ بتاؤ دوا کتنے دن میں تیار ہوگی''؟ حارب نے پوچھا۔

مینا خوش ہوگئی اور اس نے کتاب دوبارہ کھول لی ''مکھیاں اس وقت پکڑنی ہیں جب پورے چاند کی رات ہو اور بھڑوں کو اکیس دن تک پانی میں بھگونا ہوگا، میرا خیال ہے کم از کم ایک مہینہ تو لگے گا''۔

''ایک ماہ۔ اس دوران تو فاسد کسی طالب علم پر حملہ بھی کر سکتا ہے'' رامس نے کہا۔

''لیکن ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں'' حارب نے کہا۔

مینا دروازے سے جھانکنے کے لئے گئی کہ راہداری سنسان ہے یا نہیں، اس دوران رامس نے حارب سے کہا ''تم میچ کے دوران فاسد کو اڑن جھاڑو سے گرا دو تو ہم اس زحمت سے بچ جائیں گے''۔

''آ جاؤ......راستہ صاف ہے'' مینا نے انہیں پکارا۔

☆......☆......☆......☆

اتوار کی صبح حارب جلدی اٹھ گیا۔ وہ سلجار سے اپنی ٹیم کے میچ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ نروس تھا اگر افقار کو شکست ہوگئی تو مولا بخش سب کا جینا دوبھر کر دے گا۔ دوسری فکر اسے یہ تھی کہ مخالف ٹیم کے پاس تیز ترین اور جدید ترین اڑن جھاڑوئیں تھیں۔ سچی بات یہ تھی کہ اسے سلجار کو شکست دینے کی ایسی شدید خواہش پہلی بار نہیں تھی۔ یہ بھی اس کے لئے اضافی دباؤ تھا، پھر پہلی بار سلجار کی طرف سے اس کا دشمن فاسد جھگڑال میدان میں اتر رہا تھا۔

آدھے گھنٹے تک وہ لیٹا رہا، سوچ سوچ کر ان کے پیٹ میں اینٹھن ہونے لگی تھی۔ تب وہ اٹھا، کپڑے بدلے اور ناشتے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا۔ وہاں میز پر صرف افقار کے کھلاڑی موجود تھے۔ وہ سب کھوئے کھوئے تھے، کوئی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

گیارہ بجے تو اسکول کے طلباء و طالبات جوق در جوق اسٹیڈیم کی طرف آنے لگے۔ لاکر روم میں جانے سے پہلے رامس اور مینا نے حارب کو گڈ لک کہا۔ لاکر روم میں مولا بخش کھلاڑیوں کو لیکچر پلا رہا تھا جو کہ معمول کے مطابق تھا ''سلجار والوں کے پاس ہم سے بہتر اڑن جھاڑوئیں ہیں'' وہ کہہ رہا تھا ''اس حقیقت کو ہم جھٹلا نہیں سکتے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے پاس ان سے بہتر کھلاڑی ہیں۔ ہم نے ان سے زیادہ محنت کی ہے ہم ہر طرح کے موسم میں اڑتے رہے ہیں......''

''بالکل درست'' جامد قرولی بڑبڑایا۔ ''میں تو اب تک بھی خشک نہیں ہو سکا ہوں''

''ہم انہیں ان کی اس حماقت پر شرمندہ کر کے رہیں گے کہ انہوں نے اس گندے انڈے فاسد جھگڑال کو اس کی دولت کی وجہ سے ٹیم میں شامل کیا۔ تیز ترین اڑن جھاڑوؤں کی رشوت کی وجہ سے......''

مولا بخش حارب کی طرف مڑا ''حارب......سب کچھ تم پر منحصر ہے'' ان کو دکھا دو کہ ایک جوئندہ کے لئے صرف اتنا کافی نہیں کہ وہ دولت مند باپ کا بیٹا ہو۔ کوشش کرو کہ فاسد سے پہلے بجلی کو دبوچ چاہے اس کوشش میں جان چلی جائے، کیونکہ آج ہمیں ہر حال میں جیتنا ہے''

''اس لئے پریشر لینے کی کوئی ضرورت نہیں'' فارغ نے حارب کو آنکھ مارتے ہوئے ٹکڑا لگایا۔

وہ پچ پر پہنچے تو زوردار تالیوں سے ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ پشنار اور رفقار والے بھی سلجار کو شکست خوردہ دیکھنا چاہتے تھے اسی لئے ان کے لئے حق میں تھے سلجاری تماشائی البتہ انہیں چوٹ کر رہے تھے۔

ہوائی بال کی ٹیچر مادام ہوک ریفری کے فرائض انجام دے رہی تھی۔ انہوں نے دونوں ٹیموں کے کپتانوں کو بلا کر اصول سمجھائے۔ شعلہ نے مولا بخش سے ہاتھ ملایا لیکن دونوں ایک دوسرے کو خون خوار نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''میری وسل کے ساتھ کھیل شروع ہوگا'' مادام ہوک نے کہا ''تین......دو......ایک......''

اس کے ساتھ ہی 14 کھلاڑی فضا میں بلند ہوئے۔ حارب سب سے اوپر اڑ رہا تھا وہ بجلی کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

''تم وہاں ہو ہرے نشان والے'' فاسد نے اس کے نیچے اڑتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی اڑن جھاڑو کی تیز رفتاری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

حارب کے پاس جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس وقت ایک کارتوس اس کی طرف جھپٹا تھا اس نے تیزی سے خود کو بچایا، اس کے باوجود کارتوس اسے چھوتا ہوا گزرا تھا۔

''بال بال بچے ہو حارب'' جامد نے کہا۔ پھر اس نے ڈنڈا مار کر کارتوس کو سلجار کے ایک کھلاڑی کی طرف دوڑایا مگر کارتوس نے درمیان میں ہی سمت تبدیل کی اور دوبارہ حارب کی طرف مڑا۔

حارب نے اس بار بچنے کے لئے نیچے کی طرف غوطہ لگایا۔ جامد نے اس بار اسے فاسد جھگڑال کی

طرف دھکیلا مگر کارتوس اس بار توسی حرکت کرتے ہوئے پلٹا اور پھر حارب کی طرف لپکا، اس کا رخ حارب کے سر کی طرف تھا۔

حارب نے تیز رفتاری دکھائی اور بچ کر دوسری طرف گیا لیکن عقب سے اسے بدستور کارتوس کی سنسناہٹ سنائی دے رہی تھی، یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے سوچا۔ کارتوس کبھی کسی ایک کھلاڑی کے پیچھے تو نہیں پڑتا، وہ تو زیادہ سے زیادہ کھلاڑیوں کو گرانے کی کوشش کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی ٹیم کے ہوں۔

حارب نے جھکائی دی ادھر فارغ موقع کا منتظر تھا اس نے کارتوس کے زوردار ڈنڈا رسید کیا۔ کارتوس کا توازن بگڑ گیا ''وہ مارا'' فارغ نے نعرہ لگایا لیکن اگلا لمحہ حیران کن تھا۔ حارب اور اس کارتوس کے درمیان کوئی خاص کشش تھی...... مقناطیسیت کیونکہ وہ پھر حارب کے پیچھے لگ گیا تھا اور حارب کو اب غیر معمولی رفتار سے اڑنا پڑ رہا تھا۔

ادھر بارش ہونے لگی، حارب کو موٹی موٹی بوندیں اپنے چہرے سے ٹکراتی محسوس ہو رہی تھیں چشمے کے شیشے دھندلانے لگے تھے، اسے کچھ پتا نہیں تھا کہ میچ میں کیا ہو رہا ہے، کمنٹیٹر قارون کی آواز سن کر اسے پتا چلا کہ اسکور سلجار کے میں 0---60 ہے۔

سلجار کی اڑن جھاڑوؤں کی برتری رنگ لا رہی تھی اور اس دوران پاگل کارتوس حارب کے پیچھے پڑا رہا تھا۔ فارغ اور حامد سب کچھ بھول کر اب حارب کے ساتھ لگے ہوئے تھے، ایسے میں حارب کے لئے بجلی کو دیکھنا ممکن ہی نہیں تھا۔ اسے ایک طرف فارغ نظر آتا اور دوسری طرف حامد۔

''کسی نے اس کارتوس میں گڑبڑ کی ہے'' فارغ نے کہا۔ وہ ایک طرف تو حارب کو بجلی سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا اور دوسری طرف مولا بخش کو اشارے کر رہا تھا۔

''ہمیں ٹائم آؤٹ لینا ہے'' حامد چلایا۔

بات مولا بخش کی سمجھ میں آ گئی تھی، اس نے مادام ہوک سے ٹائم آؤٹ مانگا، مادام ہوک نے وصل بجائی۔ حارب، فارغ اور حامد نیچے اترے اس دوران بھی انہیں پاگل کارتوس سے خبردار رہنا پڑا تھا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' کھلاڑیوں کے اکٹھے ہونے کے بعد مولا بخش نے کہا'' فارغ اور حامد جب ایلنا کو اس کارتوس نے گول کرنے سے روکا تو تم کہاں تھے اس وقت؟ کیا جھک مار رہے تھے؟''

''ہم بیس فٹ اوپر دوسرے کارتوس سے حارب کو بچا رہے تھے'' حامد نے غصے سے کہا ''کسی نے اس کارتوس میں گڑبڑ کی ہے وہ حارب کا پیچھا چھوڑ ہی نہیں رہا ہے۔ اب تک وہ حارب کے سوا کسی کھلاڑی پر نہیں لپکا ہے۔ سلجار والوں نے ضرور کوئی گڑبڑ کی ہے''۔

''لیکن کارتوس تو مادام ہوک کی تحویل میں رہتے ہیں...... تالے میں۔ ہماری گزشتہ پریکٹس کے دوران تو وہ نارمل تھے......'' مولا بخش کے لہجے میں تشویش تھی۔

مادام ہوک ان کی طرف آ رہی تھیں۔ سلجار کے کھلاڑی انہیں دیکھ کر منہ چڑا رہے تھے۔

''سنو......'' حارب نے عجلت میں کہا ''تم دونوں میرے ساتھ لگے رہو گے تو بجلی کو پکڑنا تو دور کی بات ہے میں اسے دیکھ بھی نہیں سکوں گا مجھے تم دونوں کے سوا کچھ دکھائی ہی نہیں دے رہا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس بدمعاش کارتوس سے مجھے ہی نمٹنے دو......''

''احمقانہ باتیں مت کرو'' فارغ نے کہا ''وہ تمہارا سر اڑا دے گا''۔

مولا بخش کبھی حارب کو دیکھتا اور کبھی فارغ اور حامد کو

''بخشی...... یہ ناممکن ہے کہ حارب کو تنہا اس کارتوس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے'' ایلا نے غصے سے کہا۔ ''تم اس معاملے کی تفتیش کا مطالبہ کرو......''

اگر اس وقت ہم کھیلنے سے انکار کریں گے تو شکست خوردہ قرار پائیں گے'' حارب نے کہا ''ایک پاگل کارتوس کی وجہ سے میچ ہار جانا دانش مندی نہیں ہے۔ مولا بخش تم ان دونوں سے کہو کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ مجھ سے دور رہیں''

''یہ سب تمہارا قصور ہے'' حامد نے مولا بخش پر آنکھیں نکالیں۔ ''بجلی پکڑنی ہے چاہے مر جاؤ۔ یہ بات تمہیں حارب سے کہنی چاہیے تھی بھلا......''

اسی وقت مادام ہوک آ گئیں، تم لوگ تیار ہو؟'' انہوں نے مولا بخشی سے پوچھا۔

مولا بخش نے حارب کی طرف دیکھا جو تن کر کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ضد تھی۔

''جی...... ہم تیار ہیں'' مولا بخش نے کہا'' فارغ اور حامد تمہیں حارب کی ہدایت پر عمل کرنا ہے اسے کارتوس سے خود ہی نمٹنے دو......''

بارش اب اور تیز ہو گئی تھی، سیٹی بجی کھیل دوبارہ شروع ہوا۔ کارتوس فوراً ہی حارب کے پیچھے لگ گیا۔ حارب اوپر ہی اوپر اڑتا گیا اور اس نے ہر حربہ آزمایا۔ غوطے لگائے، زگ زیگ میں اڑا، چکر لگائے، قلابازیاں کھائیں لیکن کارتوس اس کے پیچھے لگا رہا۔ حارب کو چکر آنے لگے اس کے لئے آنکھیں کھلی رکھنا دشوار ہوا جا رہا تھا، کئی بار تو وہ بال بال بچا تھا۔ کارتوس اسے چھو کر گزرا تھا ادھر بارش نے اس کے چشمے کو تر کر دیا تھا۔

نیچے سے قہقہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ تماشائیوں کو یقیناً وہ مضحکہ خیز منظر لگ رہا ہو گا۔ وہ ہوائی بال کے کھلاڑی سے زیادہ کوئی کرتب باز لگ رہا تھا۔ بارش کا ایک فائدہ بھی ہوا تھا، کارتوس بھیگ کر بھاری ہو گیا تھا اور اب اس کے لئے ڈاج ہونے کے بعد تیزی سے سمت تبدیل کرنا آسان نہیں رہا تھا۔ حارب اسے نچا رہا تھا اس وقت وہ افقار کے گول پوسٹ کے قریب تھا، جہاں مولا بخش گول بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

کانوں کے قریب سے گزرتی ہوئی زن کی آواز نے حارب کو بتایا کہ کارتوس اس کے سر کے بہت قریب سے گزرا ہے وہ تیزی سے پلٹا اور پوری رفتار سے مخالف سمت میں اڑا۔

"فضائی رقص کی پریکٹس کررہے ہو چرخی؟" فاسد نے مضحکہ اڑا دیا۔ کیونکہ کارتوس کی وجہ سے حارب کو قلابازی کھا کر سمت تبدیل کرنی پڑھی تھی۔ کارتوس اب بھی صرف چند انچ کے فاصلے سے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔

پلٹتے ہوئے حارب نے فاسد کو نفرت بھری نظروں سے دیکھا۔ اس وقت اس کی نظر اس سنہری گیند پر پڑی وہ راسں کی کے بائیں کان کے بالکل پاس تھی اگر فاسد حارب کا مذاق اڑانے میں مصروف نہ ہوتا تو یقیناً نہ صرف اسے دیکھ لیتا...... بلکہ لپک بھی سکتا تھا۔

ایک لمحے کو حارب فضا میں معلق رہا وہ اس ڈر سے فاسد کی طرف نہیں جھپٹا کہ کہیں اس کی نظر بجلی پر نہ پڑ جائے۔

زائیں!

وہ لمحہ اسے مہنگا پڑا۔ ایک لمحے اس کا ایک جگہ پر ٹکے رہنا غضب ہوگیا۔ کارتوس اس کی کہنی سے ٹکرایا۔ اسے لگا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے، بازو میں اٹھنے والی درد کی شدید لہر نے اسے ہلا کر رکھ دیا، وہ اپنی اڑن جھاڑو سے پھسلا، بہرحال اب بھی اس کی ایک ٹانگ جھاڑو پر تھی۔ اس کا داہنا بازو بے جان [illegible] پہلو سے جھول رہا تھا۔

اور پھر کارتوس دوسرے حملے کے لئے پلٹا، اس بار اس کا ہدف حارب کا چہرہ تھا۔ حارب نے جھکائی دے کر خود کو بچایا مگر اس بار وہ فیصلہ کر چکا تھا۔ اب صرف حملہ کرنا تھا۔

درد سے نڈھال، بارش میں شرابور، اس نے نیچے کی سمت جہاں وہ سنہری چمک نظر آرہی تھی غوطہ لگایا چہرے پر زہریلی مسکراہٹ سجائے فاسد جھگڑال نے اس اپنی طرف دیکھا تو گھبرا گیا، اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں، وہ سمجھا کہ حارب اس پر حملہ کررہا ہے......

"کیا...... کک...... کیا......" وہ حارب کے راستے سے ہٹا۔

حارب کا داہنا ہاتھ تو پہلے ہی بیکار ہو چکا تھا، اس نے دوسرا ہاتھ بھی اڑن جھاڑو سے ہٹا لیا اور جھپٹا مارا۔ سرد بجلی اس کی انگلیوں سے ٹکرائی لیکن اب اڑن جھاڑو سے اس کا تعلق صرف ٹانگوں سے رہ گیا تھا وہ کسی بے جان چیز کی طرح جھاڑو سے چمٹا ہوا نیچے گر رہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ وہ بے ہوش نہ ہو جائے۔

نیچے مجمع شور مچا رہا تھا۔

وہ ایک دھماکے کے ساتھ نیچے کیچڑ سے ٹکرایا اور کئی قلابازیاں کھاتا اپنی اڑن جھاڑو سے دور جا کر گرا۔ درد کی شدت اور بڑھ گئی، آوازوں کا شور اب بہت دور سے آتا محسوس ہو رہا تھا...... اور شاید وصل بھی بجی تھی......

اس نے اپنی توجہ بجلی پر مرکوز کی جو اس کی مٹھی میں قید تھی، اسے دیکھ کر اس نے سکون کی سانس لی

"آہ...... ہم جیت گئے" اس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا...... اور اگلے ہی لمحے وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

ہوش آیا تو بارش اس کے چہرے کو بھگو رہی تھی، وہ اب بھی پچ پر لیٹا تھا۔ کوئی اس پر جھکا ہوا تھا۔ اسے دانتوں کی چمک دکھائی دی...... جانے پہچانے چمکتے دانت!

"اوہ نہیں...... تم نہیں۔ مجھ پر رحم کرو" وہ کراہا۔

"اسے ہوش نہیں ہے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے" قفلیس ولدر نے بلند آواز میں افقاریوں کے مجمع سے کہا جو ان کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے پر تشویش نظروں سے حارب کو دیکھ رہے تھے۔ "پریشانی کی کوئی بات نہیں حارب" وہ حارب کی طرف مڑا۔ "میں تمہارا بازو ابھی سیٹ کردوں گا"

"نہیں یہ ایسے ہی ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ، مجھے معاف رکھیں" حارب نے کہا اور اٹھنے کی کوشش کی لیکن تکلیف کی شدت ایسی تھی کہ وہ پھر ڈھیر ہو گیا۔

اسی وقت اسے کلک کی جانی پہچانی آواز سنائی دی "نہیں کمیل، مجھے فوٹو نہیں کھنچوانا......" وہ کراہا۔

"لیٹ جاؤ حارب" قفلیس نے کہا "یہ سادہ اور آسان سامنتر میں اب تک ہزار بار استعمال کر چکا ہوں"

"آپ مجھے ہسپتال کیوں نہیں پہنچاتے" حارب نے دانت پر دانت جماتے ہوئے کہا۔

"یہ زیادہ مناسب ہے پروفیسر" مولا بخش نے تائید کی اس کے دانت نکل پڑ رہے تھے۔ "حارب...... تم نے کمال کر دیا کیا دبوچی ہے بجلی...... واہ......"

حارب نے فارغ اور حامد کو دیکھا جو پاگل کارتوس کو باکس میں رکھنے کے لئے اس سے کشتی لڑ رہے تھے، کارتوس اب بھی چل رہا تھا۔

"اب سب لوگ پیچھے ہٹ جائیں" قفلیس نے آستینیں چڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں...... پلیز......" حارب اب بھی کمزور آواز میں کہہ رہا تھا۔

قفلیس نے اپنی جادو کی چھڑی کا رخ حارب کے بازو کی طرف کر دیا۔

اگلے ہی لمحے ایک عجیب سا ناخوش گواریت کا احساس حارب کے کندھے میں جاگا اور تیزی سے پھیلنے لگا یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کی پوریں بھی اس سے جھنجھنا اٹھیں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اس کے بازو پر سے کوئی بھاری چیز گزر رہی ہے۔ اس میں اپنی طرف دیکھنے کی ہمت بھی نہیں تھی کہ دیکھے، اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، انہوں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں لیکن ایک لمحے بعد کمیل کے کیمرے کی مسلسل کلک کلک اور لوگوں کے سانس رکنے کی آوازیں سن کر اندازہ ہو گیا کہ اس کے بدترین اندیشے حقیقت کا روپ دھار چکے ہیں، اس اس کے بازو میں درد نہیں تھا بلکہ اسے لگ رہا تھا کہ اس کا بازو ہی نہیں ہے۔

"آہ...... کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے" قفلیس کی آواز سنائی دی "لیکن اہم بات یہ ہے کہ اب کوئی ہڈی ٹوٹی ہوئی نہیں ہے۔ اب حارب خود ہی اسپتال جا سکتا ہے۔

مس افگر، مسٹر قرولی آپ دونوں اس کو لے کر جائیں اور مادام حاذق تمہارے لئے ابھی...... کچھ

بندوبست کریں گی، باندھ دیں گی......''

مادام حاذق حارب کو دیکھ کر سخت ناخوش تھیں۔ قفلیس نے ہڈیاں درست نہیں کی تھیں بلکہ تمام ہڈیاں غائب ہوگئی تھیں۔

تمہیں سیدھا میرے پاس آنا چاہیئے تھا'' مادام حاذق نے کہا۔ ''ہڈیاں جوڑنے میں مجھے چند سیکنڈ لگتے ہیں لیکن انہیں دوبارہ اگانا......''

''آپ انہیں اگا تو دیں گی نا؟'' حارب نے گھبرا کر پوچھا۔

''ہاں لیکن اس عمل میں تمہیں تکلیف بہت ہوگی'' مادام حاذق نے کہا ''اور تمہیں یہاں رکنا ہوگا......''

حارب کے بستر پر لیٹنے کے بعد رامس نے مینا سے کہا ''تم اب بھی قفلیس دلدر کی علیت کے گن گاؤ گی''

''غلطی تو کسی سے بھی ہوسکتی ہے'' مینا نے کہا۔ پھر حارب کی طرف مڑی ''اب تمہیں تکلیف تو نہیں ہے نا حارب؟''

''نہیں۔ تکلیف کا سبب ہی نہیں رہا تو تکلیف کہاں ہوگی۔ آدمی مرجائے تو اسے درد ستا سکتا ہے بھلا''

مادام حاذق ایک بوتل لے کر آئیں، جس پر اکسیر نشونما کا لیبل لگا تھا ''یہ رات تم پر سخت گزرے گی'' انہوں نے چھوٹے سے جار میں اس کے لئے دوا انڈیلی۔ ''دوبارہ ہڈیاں اگنے کا عمل آسان نہیں ہوتا''

حارب کے لئے اکسیر نشونما پینے کا عمل بھی آسان ثابت نہیں ہوا۔ حلق سے اترتے اترتے اس نے اس کا منہ اور حلق جلا اور چھیل کر رکھ دیا۔ اسے پھندے لگنے لگے اور کھانسی آنے لگی۔ مادام حاذق بڑبڑاتے ہوئے خطرناک کھیلوں اور نااہل ٹیچروں کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ پھر وہ وہاں سے ہٹ گئیں۔

''بہرحال بات یہ ہے کہ ہم جیت گئے'' بالآخر رامس مسکرایا ''تم نے کمال کا جھپٹا مارا تھا۔ کاش تم فاسد کا چہرہ دیکھتے، اس کا بس چلتا تو تمہیں قتل کر دیتا''۔

''مگر میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کارتوس میں گڑبڑ کس طرح کی گئی تھی'' مینا بولی۔

''دوائے جسیم استعمال کرنے کے بعد ہم اس سے یہ سوال بھی پوچھیں گے'' حارب نے تکیے پر سر لگاتے ہوئے کہا ''دوائے جسیم بہرحال اس دوا سے تو بہتر ہی ہوگی''۔

''میں نہیں مانتا جبکہ اس میں سلجاریوں کے وجود کا حصہ بھی شامل ہوگا'' رامس نے منہ بنا کر کہا۔

اسی لمحے دروازہ دھڑ سے کھلا اور افتخار ہاؤس کی پوری ٹیم اندر آئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسپتال کا فرش گیلا ہوا اور جگہ جگہ کیچڑ کے نشان نظر آنے لگے۔

''ناقابل یقین پرواز'' حامد نے حارب کو داد دی۔ ''میں نے اس لمحے شعلہ جھپکان کو چیخ کر فاسد کو بتاتے دیکھا کہ بجلی اس کے سر کے پاس ہی ہے اور اسے نظر نہیں آرہی ہے۔ سلجار والے فاسد سے بہت ناخوش ہیں اور فاسد خود سے بھی ناخوش نظر آرہا ہے''۔

وہ لوگ کیک، مٹھائیاں اور کدو کا جوس ساتھ لائے تھے، وہ پارٹی کے موڈ میں تھے لیکن مادام حاذق نے وہ آوازیں سنیں تو پاؤں پٹختی ہوئی کمرے میں چلی آئیں۔ ''اس لڑکے کو آرام کی ضرورت ہے، اس کی 23 ہڈیوں کو اگنا بھی ہے اور بڑھنا بھی، بس نکل جاؤ یہاں سے آؤٹ''۔

حارب اکیلا رہ گیا۔ بازو میں ایسی تکلیف ہو رہی تھی کہ جو بازو ٹوٹنے کے بعد بھی نہیں ہوئی تھی۔

☆......☆......☆......☆

نجانے کتنی دیر بعد حارب جاگا...... اور جاگتے ہی تکلیف کی وجہ سے چینخا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کے بازو میں بے شمار چھوٹی چھوٹی کھنچیاں ہیں اور چبھ رہی ہیں۔ پہلے تو وہ سمجھا کہ شاید اس کے جاگنے کا یہی سبب ہے مگر پھر اسے احساس ہوا کہ کوئی نرم اور گیلی چیز اس کی پیشانی کو سہلا رہی ہے۔

''ہٹو...... دور ہٹو'' وہ غرایا۔ پھر اس نے پہچان لیا۔ ''ڈوبی تم؟''

گھریلو ملازم بونے کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ حارب چرخی اسکول واپس آیا'' اس نے اذیت ناک لہجے میں سرگوشی کی۔ ڈوبی نے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا سر، آپ نے ڈوبی کی بات کیوں نہیں مانی سر۔ ٹرین نکل جانے کے بعد حارب چرخی گھر واپس کیوں نہیں چلا گیا؟''

حارب زور لگا کر اٹھا اور اس نے ڈوبی کو پرے دھکیلا۔ ''تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اور تمہیں کیسے پتا چلا کہ میری ٹرین مس ہوگئی تھی؟''

ڈوبی کے ہونٹ کپکپا رہے تھے حارب کے ذہن میں ایک شبہ جاگا۔

''تو وہ تم تھے؟ تم نے اس رکاوٹ والے راستے کو ہمارے لئے بند کر دیا تھا؟''

''جی عزت مآب'' ڈوبی نے شد و مد سے اثبات میں سر ہلایا۔ ''ڈوبی چھپ کر دیکھ رہا تھا اور ڈوبی نے اس راستے کو سیل کر دیا تھا۔ بعد میں سزا کے طور پر ڈوبی نے اپنے ہاتھ استری سے جلائے تھے'' اس نے اسے دونوں ہاتھ پھیلا کر دکھائے۔ دسوں انگلیاں جھلسی ہوئی تھیں۔ ''لیکن ڈوبی کو اپنی کوئی پرواہ نہیں عالی مرتبت۔ وہ خوش تھا کہ اس نے حارب چرخی کو اسکول جانے سے روک دیا اور حارب چرخی اب محفوظ ہے۔ ڈوبی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ حارب چرخی اس کے باوجود اسکول جانے کے لئے کوئی ترکیب سوچ لے گا'' اب وہ افسردگی سے سر ہلا رہا تھا۔ ''پھر ڈوبی کو پتا چلا کہ حارب چرخی تو سحر کدہ پہنچ چکا ہے، ڈوبی نے اپنے آقا کا سالن جلا دیا۔ ڈوبی سے ایسی غلطی کبھی سرزد نہیں......

حارب پھر تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ ''تم نے تو مجھے اور رامس کو اسکول سے نکلوا ہی دیا تھا'' اس نے تند لہجے میں کہا ''اب تم میری ہڈیوں کی واپسی سے پہلے یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا''۔

ڈوبی کے ہونٹوں پر کمزور سی مسکراہٹ لرزی ''موت کی دھمکیاں ڈوبی کے لئے نئی نہیں ہیں عالی مرتبت۔ گھر میں ہر روز پانچ مرتبہ ڈوبی کو یہ دھمکیاں ملتی ہیں''۔

اس لمحے وہ ایسا قابلِ رحم لگ رہا تھا کہ حارب کو اس پر ترس آنے لگا۔ ''تم یہ تکیے کا غلاف کیوں پہنے رہتے ہو ڈوبی؟'' اس نے پوچھا۔

''یہ گھریلو بونے کا نشانِ غلامی ہے۔ ڈوبی صرف اس صورت میں آزاد ہو سکتا ہے عالی مقام کہ اس کا آقا خود اسے کپڑے پیش کرے لیکن آقا اس درجہ محتاط ہے کہ ڈوبی کو ایک موزہ ہی نہیں عطا کرتا ہے کیونکہ اس صورت میں ڈوبی ہمیشہ کے لئے اس کے گھر سے جانے پر آزاد ہوگا'' ڈوبی نے اپنی آنکھیں پونچھیں اور بولا ''حارب چرخی کو گھر واپس چلا جانا چاہئے۔ ڈوبی کا خیال تھا کہ اس کے کارتوس کی وجہ سے شاید حارب چرخی......''

''تو وہ تمہارا کارتوس تھا'' حارب غصے کے مارے پھر اٹھ بیٹھا ''تو گویا تم نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی......''

''نہیں عالی مقام قتل نہیں ڈوبی تو حارب چرخی کی جان بچانا چاہتا ہے'' ڈوبی کے لہجے میں شاک تھا ''آپ زخمی ہو جاتے تو گھر بھیج دیئے جاتے جہاں آپ محفوظ ہیں''۔

''بس اتنی سی بات'' حارب کے لہجے میں برہمی تھی ''ذرا مجھے بتاؤ تو کہ تم مجھے زخمی حالت میں گھر کیوں بھجوانا چاہتے ہو؟''

''آہ......کاش حارب چرخی کو معلوم ہوتا'' ڈوبی نے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے'' کاش حارب چرخی کو معلوم ہوتا کہ ہم لوگوں کے نزدیک اس کی کیا حیثیت ہے۔ ہم حقیر، بے حیثیت غلام، جادو کی اس دنیا کے بھنگی ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ نام چپ کے عہد عروج میں ہم پر کیا گزرتی تھی۔ ہمارے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ ڈوبی کے ساتھ تو اب بھی وہی برتاؤ ہوتا ہے عالی مرتبت۔ لیکن سر، آپ کی نام چپ پر فتح کے بعد میری نسل کے لوگوں کی حالت بہت بہتر ہوئی ہے۔ حارب چرخی زندہ رہا اور نام چپ اپنی طاقت کھو بیٹھا۔ یوں ایک نئے عہد کا آغاز ہوا تو کچلے ہوئے غلاموں کے لئے حارب چرخی امید کی روشنی ہے جناب اور اب جبکہ سحر کدہ میں خوفناک واقعات رونما ہونے والے ہیں بلکہ رونما ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ تو ڈوبی یہاں حارب چرخی کی موجودگی کیسے گوارا کر سکتا ہے اب جبکہ حجرۂ بلا پھر کھولا جا چکا ہے......''

ڈوبی کہتے کہتے ٹھٹھکا اور جیسے بت بن گیا۔ اس نے سرہانہ میز پر رکھا اور پانی کا جگ اٹھایا اور اس سے زور زور سے سر ٹکرانے لگا۔ ''ڈوبی برا ہے......بہت برا ڈوبی ہے......''

''تو گویا حجرۂ بلا سچ مچ موجود ہے'' حارب بڑبڑایا۔ ''اور تم نے کہا کہ یہ پہلے بھی کھولا گیا تھا۔ مجھے بتاؤ ڈوبی......''

ڈوبی کا ہاتھ پھر جگ کی طرف بڑھ رہا تھا لیکن حارب نے بائیں ہاتھ سے اس کی کلائی تھام لی۔

''میں تو جادوگری کی اولاد ہوں ڈوبی۔ پھر مجھے حجرۂ بلا سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟''

''آہ سر......ڈوبی سے اور کچھ نہ پوچھیں'' ڈوبی نے افسردگی سے کہا ''یہاں بہت برے واقعات پیش آنے والے ہیں۔ آپ کو اس وقت یہاں نہیں ہونا چاہئے۔ حارب چرخی کو گھر جانا چاہئے، ان معاملات میں ملوث ہونے کے بجائے......یہ بہت خطرناک معاملات......''

''وہ کون ہے ڈوبی؟'' حارب بدستور ڈوبی کی کلائی جکڑے ہوئے تھا۔ ''یہ دروازہ پچھلی بار کس نے کھولا تھا؟ اور اس بار کس نے کھولا ہے؟''

''ڈوبی نہیں بتا سکتا عالی مرتبت۔ ڈوبی کو نہیں بتانا چاہئے'' ڈوبی چلایا۔ حارب چرخی کو گھر واپس جانا چاہئے۔

''میں نہیں جاؤں گا، یہاں میری بہترین دوست دھرپٹ نسل کی ہے۔ اگر حجرۂ بلا کھل گیا ہے تو وہ بھی خطرے میں ہے......''

''حارب چرخی اپنے دوستوں کے لئے اپنی جان کی پروا بھی نہیں کرتا، کتنا عظیم، کتنا نیک نفس ہے وہ لیکن اسے خود کو بچانا چاہئے۔ اسے یہاں سے چلے جانا چاہئے......''

''ڈوبی اچانک بت سا بن گیا اس کے کان ہل رہے تھے، پھر حارب کو بھی قدموں کی چاپ سنائی دی۔

''اب ڈوبی کو جانا چاہئے......'' ڈوبی نے کہا۔ اچانک حارب کا ہاتھ خالی رہ گیا۔ ڈوبی غائب ہو گیا تھا۔ حارب پھر تکیے پر گر گیا۔ قدموں کی چاپ اور قریب آ گئی تھی۔

اگلے ہی لمحے اخیار کمرے میں داخل ہوا، وہ ایک بڑے مجسمے کا ایک حصہ تھامے ہوئے تھا۔ اگلے لمحے پروفیسر دل بست نظر آئی۔ وہ اس مجسمے کے پیر تھامے ہوئے تھی، ان دونوں نے مل کر اسے بستر پر لٹا دیا۔

''مادام حاذق کو بلاؤ'' اخیار نے سرگوشی میں کہا۔

پروفیسر دل بست باہر گئی، حارب ایسا بناہا جیسے سو رہا ہو۔ چند لمحے بعد پروفیسر دل بست واپس آئی تو مادام حاذق اس کے ساتھ تھی، مادام حاذق نے مجسمے کا جائزہ لیا، پھر گہری سانس لیتے ہوئے پوچھا ''ہوا کیا ہے؟''

''ایک اور حملہ'' اخیار نے سرگوشی میں کہا ''یہ دل بست کو سیڑھیوں پر ملا تھا''۔

''اس کے پاس ہی انگوروں کا گچھا پڑا تھا'' پروفیسر دل بست نے کہا ''میرا اندازہ ہے کہ یہ چپکے سے نکل کر حارب چرخی کو دیکھنے کے لئے آ رہا تھا''۔

حارب کے پیٹ میں اینٹھن ہونے لگی۔ وہ کوشش کر کے تھوڑا سا اٹھا تاکہ مجسمے کا چہرہ دیکھ سکے۔

وہ کمیل تھا۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں۔ ہاتھوں میں کیمرا تھا۔

''بت بنادیا گیا؟'' مادام حاذق نے سرگوشی میں کہا۔

''ہاں'' پروفیسر دل بست نے کہا ''مگر اتفاق سے اس وقت اخیار باہر نکلے تھے ورنہ نجانے کیا ہوتا......''

وہ تینوں کمیل کو تکے جارہے تھے، پھر اخیار نے ہاتھ بڑھایا اور کیمرے کو کمیل کے ہاتھوں کی گرفت سے نکال لیا۔

''کیا خیال ہے، اس نے حملہ آور کی تصویر کھینچ لی ہوگی؟'' دل بست نے پرامید لہجے میں کہا۔

اخیار نے جواب نہیں دیا، وہ کیمرے کے پچھلے حصے کو کھول رہا تھا۔

''او مائی گاڈ'' مادام حاذق کے منہ سے نکلا۔

کیمرے کے عقبی حصے سے پھنکارتی ہوئی بھاپ نکلی تھی اور جلے ہوئے پلاسٹک کی بو دور تک پھیل گئی تھی۔

''ضائع ہوگئی...... فلم ضائع ہوگئی'' مادام حاذق بڑبڑائی۔

''اس کا کیا مطلب ہے پروفیسر؟'' دل بست نے اخیار سے پوچھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ حجرۂ بلا درحقیقت دوبارہ کھول دیا گیا ہے''۔

مادام ماذق کا ہاتھ بے ساختہ اس کے منہ کی طرف لپکا۔ دل بست اخیار کو بغور دیکھ رہی تھی۔ ''لیکن اخیار کون...... آخر کون ہے؟''

''سوال یہ نہیں ہے کہ کون...... بلکہ یہ ہے کہ کیسے؟''

حارب کی سمجھ میں اخیار کی بات نہیں آئی مگر دل بست کے چہرے کے تاثر سے اندازہ ہوتا تھا کہ بات اس کی سمجھ میں بھی نہیں آئی ہے۔

☆......☆......☆......☆

حارب اتوار کی صبح اٹھا تو اس کے بازو کی ہڈیاں پوری ہوچکی تھیں لیکن بازو اب بھی اکڑا ہوا تھا۔ اس نے سر گھما کر کمیل کے بیڈ کی طرف دیکھا مگر اس کے اطراف میں پردے تان دیئے گئے تھے۔

مادام حاذق نے اسے بیدار دیکھا تو اس کے لئے ناشتہ لے آئی۔ پھر وہ اس کے بازو اور انگلیوں کو ٹٹولنے اور کھینچنے لگیں۔ ''سب ٹھیک ہے'' انہوں نے تبصرہ کیا۔

حارب دلیہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا، دایاں ہاتھ ابھی چلایا نہیں جارہا تھا۔

''ناشتہ کرنے کے فوراً بعد تم جاسکتے ہو'' مادام حاذق نے کہا۔

حارب نے جلدی سے کپڑے بدلے اور افتقار ٹاور کی طرف چل دیا۔ وہ رامس اور مینا کو کمیل اور ڈوبی کے بارے میں بتانے کے کے لئے بے تاب ہورہا تھا لیکن وہ اسے ملے ہی نہیں۔ وہ پریشان ہوگیا

کہ وہ کہاں چلے گئے۔ کیا انہیں اس کی ہڈیوں کے اگنے اور بڑھنے کی بھی پروا نہیں ہے۔

وہ لائبریری کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ فارغ اور جامد آتے دکھائی دیئے۔ ان کے ساتھ پارس بھی تھا۔ وہ بہت خوش نظر آرہے تھے ''ہیلو حارب، تم نے تو کمال کردکھایا'' فارغ نے کہا۔ ''افقار کو ہوائی بال کپ میں سبقت حاصل ہوگئی ہے اور افقا ہاؤس کو پچاس پوائنٹ بھی ملے ہیں''۔

''تم نے رامس اور مینا کو تو نہیں دیکھا؟'' حارب نے پوچھا۔

''نہیں'' پارس نے کہا ''مجھے ڈر ہے کہ وہ کسی گرلز ٹوائلٹ میں گھسا ہوگا''۔

حارب کو ہنسی آگئی، وہ پارس کو جاتے دیکھتا رہا۔ پھر بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ کی طرف چل دیا۔ اس کی سمجھ میں ان دونوں کی وہاں موجودگی کا سبب نہیں آرہا تھا، بہرحال پہلے اس نے اطمینان کیا کہ راہداری میں کوئی موجود نہیں ہے۔

پھر اس نے دروازہ کھولا۔ ایک واش روم سے آوازیں آرہی تھیں مگر اس کا دروازہ بند تھا۔ ''یہ میں ہوں...... حارب'' اس نے پکارا۔

کچھ گرنے کی...... اور پھر چھپاکے کی آواز آئی۔ پھر کسی ہول میں مینا کی جھانکتی ہوئی آنکھ نظر آئی۔

''حارب...... تم نے تو ہمیں ڈرا دیا تھا۔ آؤ...... آجاؤ۔ تمہارے بازو کا اب کیا حال ہے؟'' مینا نے کہا۔

''ٹھیک ہوں'' حارب نے واش روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

وہاں ٹوائلٹ پر ایک کڑاہی رکھی تھی۔ اور آگ کی غراہٹ سے اندازہ ہوتا تھا کہ انہوں نے اس کے نیچے جادوئی آگ دہکائی ہوئی ہے۔ واٹر پروف آگ دہکانے کے معاملے میں مینا ماہر تھی۔

''ہم تمہیں لینے کے لئے آتے، لیکن پھر ہم نے سوچا، دوائے جسیم کی تیاری شروع کرنا زیادہ ضروری ہے'' رامس نے وضاحت کی ''اور ہمارے خیال میں دوا کے اجزا چھپانے کے لئے یہ سب سے محفوظ جگہ ہے''۔

حارب انہیں کمیل کے بارے میں بتانے لگا لیکن مینا نے اس کی بات کاٹ دی ''ہمیں معلوم ہے ہم نے پروفیسر دل بست کو پروفیسر خلجان سے باتیں کرتے سن لیا تھا۔ اسی لئے تو ہم نے فیصلہ کیا کہ دوا کی تیاری میں اب تاخیر نہیں ہونے دی جائے......''

''فاسد سے جتنی جلدی اعتراف کرالیا جائے، اتنا ہی بہتر ہے'' رامس نے کہا ''میں تمہیں بتاؤں میچ کے بعد وہ اتنے غصے میں تھا کہ ہمارا خیال ہے اس نے وہ غصہ بے چارے کمیل پر اتار دیا، یہ سو فیصد وہی ہے''

''ایک بات اور ہے'' حارب نے کہا ''آدھی رات کو ڈوبی مجھ سے ملنے آیا تھا''

مینا کڑاہی میں چمچہ چلا رہی تھی اس کے ہاتھ سے چمچہ چھوٹ گیا۔ رامس کے چہرے پر بھی حیرت تھی۔

حارب نے انہیں ڈوبی سے ہونے والی تمام گفتگو سنا دی۔ وہ دونوں منہ کھولے سنتے رہے۔

''حجرۂ بلا پہلے بھی کھولا جا چکا ہے'' مینا نے حیرت سے کہا۔

''بس بات سمجھ میں آگئی'' رامس کے لہجے میں قطعیت تھی ''پہلی بار فاسد جھگڑال نے اسے کھولا ہوگا۔ اس نے بھی تو یہی تعلیم حاصل کی ہے اور اب اس نے بیٹے کو بتایا ہوگا کہ اسے کیسے کھولا جا سکتا ہے، یہ تو کھلی ہوئی بات ہے اچھا ڈوبی نے یہ نہیں بتایا کہ حجرۂ بلا کی بلا کس نوعیت کی ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ اسے اسکول میں منڈلاتے کسی نے نہیں دیکھا''۔

''ممکن ہے، اس کے پاس غیر مرئی بن جانے کی طاقت ہو'' مینا نے کہا، وہ پھر کڑاہی میں چمچہ چلانے لگی اور ممکن ہے وہ روپ بدلنے پر قادر ہو، میں نے ایسی بھوتوں اور بلاؤں کے بارے میں پڑھا ہے......''

''ایک تو تم پڑھتی بہت ہو مینا'' رامس نے چڑ کر کہا۔ پھر وہ حارب کی طرف مڑا ''تو پہلے ڈوبی نے تمہیں یہاں آنے سے روکنے کی کوشش کی اور اب یہاں تمہارے پیچھے اس کارتوس کو لگا گیا......'' اس نے سر جھٹکا ''حارب، اگر وہ اس طرح تمہاری جان بچانے کی کوشش کرتا رہا تو تمہیں ختم کر کے دم لے گا''۔

☆......☆......☆......☆

پیر کی صبح یہ خبر کہ کمیل پر حملہ ہوا ہے اور وہ اسپتال میں بے حس وحرکت پڑا ہے، پورے اسکول میں پھیل گئی۔ اس کے ساتھ ہی فضا شکوک وشبہات اور افواہوں سے بوجھل ہوگئی۔ سال اول والے خوف زدہ تھے، ان میں سے کوئی اب اکیلا پھرنے پر تیار نہیں تھا۔ وہ گروپ کی صورت میں چل پھر رہے تھے۔

سامرہ کا برا حال تھا کیونکہ وہ کلاس میں کمیل کے ساتھ بیٹھتی تھی۔ لیکن حارب کا خیال تھا کہ اس کے ذمے دار فارغ اور جامد ہیں۔ وہ اسے بہلانے کے لئے جو کچھ کر رہے تھے، اس سے وہ اور خوف زدہ ہو رہی تھی۔ وہ ادھر ادھر کسی مجسمے کے پیچھے چھپ جاتے...... کبھی نقاب لگا کر، کبھی چہرے پر مہاسے اور سر پر سینگ لگا کر...... اور ہاؤ کر کے سامرہ کو ڈراتے۔ ایک دن پارس غصے سے پاگل ہو گیا اور اس نے انہیں دھمکی دی کہ وہ ممی کو شکایت لکھ بھیجے گا۔ تب کہیں یہ سلسلہ رکا مگر اس وقت تک سامرہ باقاعدگی سے ڈراؤنے خواب دیکھنے لگی تھی۔

ادھر ٹیچرز بے خبر تھے مگر اسکول میں تعویذوں، طلسموں اور دیگر تحفظاتی چیزوں کی زبردست تجارت ہو رہی تھی۔ نستیر نے ہرے رنگ کی ایک بڑی اور نہایت بدبودار پیاز خریدی تھی۔ لیکن بعد میں انفقار کے اس ہم جماعتوں نے اسے سمجھایا کہ اسے کوئی خطرہ نہیں کیونکہ وہ خالص جادوگروں کی نسل سے ہے اور حملے دھرپٹوں پر ہو رہے ہیں۔

''سب سے پہلے حملہ فلیس پر ہوا تھا'' نستیر کے چہرے پر اب بھی خوف تھا ''سب جانتے ہیں کہ میں تقریباً ہلکان ہوں''۔

☆......☆......☆......☆

دسمبر کے دوسرے ہفتے میں پروفیسر دل بست ان لوگوں کی فہرست بنانے کے لئے آئیں جن کا کرسمس کی چھٹیوں میں سحر کدہ میں قیام کا ارادہ تھا۔ حارب، رامس اور مینا نے اپنے نام لکھوا دیئے۔ انہوں نے سنا تھا کہ فاسد بھی رک رہا ہے اور یہ غیر معمولی بات تھی ان کا شک اور قوی ہو گیا مگر ایک فائدہ بھی تھا۔ انہیں دوائے جسیم استعمال کرنے اور فاسد سے سچ اگلوانے کا اس سے اچھا موقع نہیں مل سکتا تھا۔

بدقسمتی سے دوا ابھی تیاری کے مرحلے میں تھی۔ ابھی انہیں دو اجزا درکار تھے، جو انہیں پروفیسر ماہر کے کمرے سے چرانے تھے۔ حارب سمجھتا تھا کہ پروفیسر ماہر کے ہاتھوں اس کے کمرے میں چوری کرتے ہوئے پکڑے جانے کے مقابلے میں حجرۂ بلا کی بلا کا سامنا کرنا زیادہ بہتر ہے۔

جمعرات کو انہیں پروفیسر ماہر کا پیریڈ اٹینڈ کرنا تھا۔ مینا نے کہا ''ضرورت اس بات کی ہے کہ توجہ ہٹانے والا کوئی کام کیا جائے۔ اور اس دوران ہم میں سے کوئی ہاتھ کی صفائی دکھا دے''۔

حارب اور رامس نے انہیں دیکھا وہ دونوں نروس ہو رہے تھے۔

''میرا خیال ہے اصل کام مجھے کرنا چاہئے...... یعنی اجزا کی چوری'' مینا نے اپنی بات جاری رکھی ''تم دونوں نے تو اب ذرا بھی گڑبڑ کی تو یقینی طور پر نکال دیئے جاؤ گے۔ جبکہ میرا ریکارڈ اب تک بہت اچھا ہے، تم دونوں کو صرف ایسا کچھ کرنا ہوگا کہ مجھے پانچ منٹ کی مہلت مل جائے۔ بس!''

حارب مسکرایا...... نیم دلانہ مسکراہٹ۔ اس کے خیال میں پروفیسر ماہر کی کلاس میں ہنگامہ کرنا بھی ایسا تھا جیسے کسی سوتے ہوئے ڈریگن کی آنکھ میں سوئی چبھونا۔ مگر بہرحال کچھ تو کرنا تھا۔

دواؤں کی کلاس تہ خانے کی ایک بڑی کوٹھری میں ہوتی تھی جمعرات کی شام کی کلاس بھی معمول کے مطابق تھی۔ میزوں کے درمیان بیس کڑاہیاں رکھی تھیں جن سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ میزوں پر طبعی ترازوئیں اور جار رکھے تھے، ہر میز پر اجزا کا ڈھیر بھی تھا۔ پروفیسر ماہر میزوں کے درمیان چکراتا، جائزہ لیتا پھر رہا تھا۔

انفقار کے لوگوں پر وہ بے رحمانہ تبصرے کرتا، جن پر سلجار والے کھی کھی کر کے ہنستے۔ فاسد جھگڑال ماہر کا پسندیدہ ترین طالب علم تھا۔ وہ حارب اور رامس کو چھیڑنے اور ستانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ ان کی جوابی کارروائی کو بہانہ بنا کر ماہر انہیں سخت ترین سزا دے گا۔

حارب کا محلول ابل رہا تھا لیکن اس کا ذہن اور اہم باتوں پر مرکوز تھا۔ وہ مینا کے سگنل کا انتظار کر رہا تھا۔ پروفیسر ماہر کیا کہہ رہا ہے، اسے اندازہ بھی نہیں تھا۔ پھر پروفیسر نے اس کے پاس رکھا اور اس کے پانی جیسے پتلے محلول کو تحقیر آمیز نظروں سے دیکھا، پھر وہ نستیر کی خبر لینے کے لئے آگے بڑھ گیا۔

اس لمحے مینا نے حارب کو آنکھ سے اشارہ کیا۔

حارب جلدی سے جھکا، اس نے جیب سے فارغ کا ایک جادوئی انار نکالا اور اپنی جادو کی چھڑی سے اسے ٹھوکا دیا۔ انار سے آوازیں نکلنے لگیں، حارب کو معلوم تھا کہ اب اس کے پاس صرف چند سیکنڈ کی مہلت ہے وہ سیدھا کھڑا ہوا اور نشانہ لیتے ہوئے انار کو اوپر کی سمت اچھال دیا۔ اس کا نشانہ سچا تھا انار اوپر گیا اور نیچے آتے ہی سیدھا جھاؤ کی کڑاہی میں گرا۔

جھاؤ کی محلول بھری کڑاہی میں زبردست دھماکہ ہوا اور محلول نے تقریباً پوری کلاس کو بھگو ڈالا۔ محلول کے چھینٹے لوگوں پر پڑے اور چیخ و پکار مچ گئی۔ فاسد کا پورا چہرہ محلول میں نہا گیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے اس کی ناک غبارے کی طرح پھولنے لگی۔ جھاؤ نے گھبرا کر اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے تھے اس کے ہاتھ پھول کر بڑی ڈنر پلیٹوں جتنے ہو گئے۔

پروفیسر ماہر مصروف ہو گیا۔ اسے نہ صرف کلاس کا نظم و ضبط واپس لانا تھا بلکہ یہ کھوج بھی لگانا تھا کہ واقعے کی نوعیت کیا ہے اور اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں۔ اس افراتفری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مینا چپکے سے کھسک لی۔

"خاموش...... خاموش!" پروفیسر ماہر دہاڑا۔ "جن لوگوں پر چھینٹے پڑے ہیں، وہ علاج کے لئے یہاں آ جائیں اور ہاں مجھے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کس کی حرکت ہے تو اس کے بعد......"

حارب اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ سب سے برا حال فاسد جھگڑال کا تھا اور آدھی سے زیادہ کلاس علاج کے لئے پروفیسر ماہر کے گرد جمع ہو گئی تھی۔ کچھ کے بازو فٹ بال جتنے ہو گئے تھے مگر فاسد کی ناک کو دیکھ کر غسام کے اگائے ہوئے جادوئی کدوؤں کا خیال آتا تھا۔

پھر مینا دوبارہ کلاس میں آئی، اس کا لبادہ سامنے سے پھولا پھولا لگ رہا تھا۔

پروفیسر ماہر متاثرہ طلبا اور طالبات کو تریاق دے رہا تھا اس کے اثرات فوری طور پر نظر آئے۔ سوجن بتدریج کم ہونے لگی اس کام سے نمٹ کر ماہر جھاؤ کی کڑاہی کی طرف آیا اور انار کی باقیات کو ٹٹولنے لگا۔

کلاس روم میں سناٹا چھا گیا تھا۔

"مجھے پتا چل جائے کہ یہ کس کی حرکت ہے میں اسے اسکول سے نکلوا دوں گا" ماہر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

حارب نے بڑے اہتمام سے اپنے چہرے پر الجھن کا تاثر سجا لیا ماہر اس کو گھور رہا تھا۔

پیریڈ ختم ہونے کی گھنٹی بجی تو حارب نے سکون کی سانس لی۔

بسورتی مورتی کے باتھ روم کی طرف جاتے ہوئے حارب نے رامس اور مینا سے کہا "وہ جان گیا تھا کہ یہ میری حرکت ہے"۔

"لیکن ثابت نہیں کر سکتا تھا" رامس نے لطف لینے والے انداز میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن پھر بھی میں تو ڈر گیا تھا" حارب بولا۔

واش روم میں پہنچ کر مینا نے چرائے ہوئے اجزا کڑاہی میں ڈالے، آگ روشن کی اور چمچہ چلانے لگی "اب یہ دو ہفتے کے اندر تیار ہو جائے گا" اس نے چہک کر کہا۔

"اور پروفیسر ماہر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں" رامس نے حارب سے کہا "وہ تم پر جرم ثابت نہیں کر سکتا"۔

"پروفیسر ماہر جب کچھ نہ کر سکتا ہو تب بھی بہت کچھ کر دیتا ہے" حارب نے سر ہلایا۔ کڑاہی میں اب بلبلے بن رہے تھے۔

☆......☆......☆......☆

ایک ہفتے بعد حارب رامس اور مینا داخلی ہال سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو نوٹس بورڈ کے پاس کھڑے دیکھا، وہ ایک تازہ سرکلر پڑھ رہے تھے، جو اسی روز نوٹس بورڈ پر لگایا گیا تھا۔ داسو اور فارق نے اشارے سے انہیں بلایا، وہ بہت پرجوش نظر آ رہے تھے۔

"ایک ڈوئل کلب بنایا جا رہا ہے" فارغ نے کہا "پہلی میٹنگ آج رات ہے آج کل تو اس کی ضرورت ہے ہم لوگوں کو"۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ سلجار کے عفریت سے ڈوئل لڑو گے" رامس نے کہا مگر وہ بھی دلچسپی سے سرکلر پڑھ رہا تھا۔ پھر وہ حارب اور مینا کی طرف مڑا "واقعی...... بات تو کام کی ہے کیا خیال ہے، ہم بھی چلیں؟"

حارب اور مینا بھی اس کے لئے تیار تھے۔

اس رات آٹھ بجے وہ بڑے ہال کی طرف چل دیئے۔ کھانے کی لمبی میزیں غائب تھیں اور ایک دیوار کے ساتھ سنہرے رنگ کا ایک اسٹیج موجود تھا۔ ہزاروں موم بتیاں وہاں تیرتی پھر رہی تھیں جس کی وجہ سے وہاں چراغاں کا سا سماں تھا۔ اسکول کے بیشتر طلباء وہاں موجود تھے اور اپنی اپنی جادو کی چھڑی ہاتھ میں لئے ہیجانی کیفیت سے دوچار نظر آ رہے تھے۔

"پتا نہیں، ٹیچر کون ہوگا" مینا بڑبڑائی "کوئی کہہ رہا تھا کہ خلجان اپنے زمانے میں ڈوئل چیمپئن رہا ہے شاید وہی ہوگا"۔

"کوئی بھی ہو، بس......" حارب کہہ ہی رہا تھا کہ قفلیس دلدرا اکڑتا ہوا اسٹیج پر نمودار ہوا اور اس کے ساتھ پروفیسر ماہر تھا۔

قفلیس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے سب کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔ پھر بولا "ترتیب سے کھڑے ہوں، میں آپ سب کو نظر آ رہا ہوں؟ آپ سب میری آواز سن سکتے ہیں؟ گڈ...... ویری گڈ"

سب لوگ اسٹیج کی طرف متوجہ تھے۔

''پروفیسر اختیار نے مجھے یہ ڈوئل کلب شروع کرنے کی خصوصی اجازت مرحمت فرمائی ہے تاکہ میں بوقت ضرورت آپ کو اپنے دفاع کے لئے تیار کرسکوں۔ کسی بھی وقت آپ کو یہ ضرورت پڑ سکتی ہے جیسا کہ اب تک سینکڑوں بار مجھے ضرورت پڑ چکی ہے۔ اپنی اس صلاحیت کے زور پر میں نے ایسے ایسے معرکے سر کئے ہیں اور ایسے ایسے حریفوں کو زیر کیا ہے خیر تفصیل کے لئے آپ میری کتاب منکہ مسمی پڑھ لیجئے گا۔

''اب میں اپنے اسسٹنٹ کا تعارف کرادوں۔ یہ ہیں پروفیسر ماہر''، قفلیس مسکرایا۔ ''انہوں نے مجھے بتایا کہ ڈوئل کے بارے میں یہ بھی تھوڑا بہت جانتے ہیں کلاس کا آغاز کرنے سے پہلے میں ایک مظاہرہ پیش کروں گا۔ اس میں پروفیسر ماہر میرا ہاتھ بٹائیں گے۔ لیکن آپ میں سے کسی کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ میرا وعدہ ہے کہ آپ کے دواؤں کے ٹیچر کو میں ثابت وسالم آپ کو واپس کردوں گا''۔

''یہ دونوں ایک دوسرے کو ٹھکانے لگادیں تو کتنا اچھا ہو'' رامس نے حادب کے کان میں کہا۔

پروفیسر ماہر ہونٹ سکیڑے کھڑا تھا، قفلیس کی تسلیاں سن کر اس کا موڈ خراب ہوگیا تھا۔ اس کے تیور بے حد خراب تھے، حارب کو اس پر حیرت ہوئی کہ قفلیس اب تک مسکرا رہا ہے۔ وہ اس کی جگہ ہوتا تو ماہر کے تیور دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوتا۔

قفلیس اور ماہر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے دونوں نے سر جھکائے وہ رسمی انداز تھا لیکن ماہر کے انداز میں غصہ تھا بہر حال ان دونوں نے اپنی جادو کی چھڑیاں تلوار کی طرح اٹھائیں۔

''ہماری چھڑیوں کی پوزیشن دیکھو۔ یہ مقابلے کے آداب کا حصہ ہے''، قفلیس نے خاموش تماشائیوں سے کہا۔ ''تین سے گنتی ہوگی اور پھر ہم دونوں اپنے پہلے وار کریں گے لیکن پروفیسر ماہر کی خوش قسمتی ہے کہ یہ محض مظاہرہ ہے، ہم ایک دوسرے پر مہلک وار نہیں کریں گے''۔

''یہ تمہاری غلط فہمی ہے'' حارب نے زیر لب کہا، ماہر اب اور مشتعل نظر آرہا تھا۔

''تین......دو......ایک......''

دونوں نے اپنی چھڑیاں کندھوں کے اوپر لہرائی۔ پھر ماہر کی آواز کوڑے کی طرح لہرائی ''نہتوش'' سرخ روشنی کا ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ قفلیس کے قدم اکھڑ گئے وہ پیچھے کی سمت اڑا، دیوار سے ٹکرایا اور پھسلتا ہوا نیچے گرا اور فرش پر بکھر گیا۔

فاسد اور سلجار کے کچھ طلبا تالیاں بجانے لگے۔ مینا بے چین ہوگئی ''وہ ٹھیک تو ہے نا؟''

''کسے پرواہ ہے اس کی'' حارب نے کہا۔ ''مرجائے تو کیا''۔

قفلیس لڑکھڑاتا ہوا اٹھا، اس کا ہیٹ سر سے گر گیا تھا اور سر کے بال کھڑے ہوگئے تھے، وہ لڑکھڑاتے قدموں سے واپس اسٹیج پر آیا ''دیکھا آپ لوگوں نے'' اس نے کہا یہ غیر مسلح کرنے والا منتر تھا۔ نتیجہ آپ نے دیکھا ارے......میری چھڑی......اوہ شکریہ مس براؤن۔ پروفیسر ماہر آپ کا شکریہ کہ

آپ نے بچوں کو اس اہم منتر کا مظاہرہ کرکے دکھایا لیکن آپ برا نہ مانیں تو عرض کروں کہ مجھے پہلے سے اندازہ تھا کہ آپ کیا کرنے والے ہیں۔ اگر میں آپ کو روکنا چاہتا تو یہ کچھ مشکل نہیں تھا۔ بہر حال میں چونکہ یہ چاہتا تھا کہ بچے دیکھیں اور سیکھیں اس لئے میں نے بچاؤ کی کوشش بھی نہیں کی......''

اب ماہر کو دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ دھماکے سے پھٹنے والا ہے شاید قفلیس کو بھی اس بات کا احساس ہوگیا تھا چنانچہ اس نے کہا ''یہ تھا مظاہرہ اور اب میں طلباء کے درمیان جوڑے بناؤں گا۔ پروفیسر ماہر اگر آپ میرا ہاتھ بٹانا چاہیں تو......''

وہ جوڑیاں بنانے کے لئے مجمع میں چلے آئے۔ قفلیس نے نستیر اور فارق کی جوڑی بنائی مگر ماہر کا پہلا انتخاب حارب اور فاسد تھے۔

''میرا خیال ہے کہ ساتھ رہنے والوں کے لئے جدائی بھی بہت ضروری ہے'' ماہر نے زہریلے لہجے میں کہا ''قرولی، تم فارق کے پارٹنر ہو اور حارب......''

حارب کے قدم بے ساختہ مینا کی طرف اٹھے......

''نہیں......تم جدا ہونے والے کہاں ہو'' ماہر نے ایک اور تیر چلایا۔ پھر اس نے کہا ''جھگڑال، تم یہاں آؤ دیکھیں تم مشہور و معروف چرخی کے ساتھ کیا کچھ کرسکتے ہو، ہاں......تمہاری پارٹنر مس بیلا ثمود ہوگی''۔

فاسد جھگڑال اسٹیج پر چلا آیا تھا، اس کے پیچھے دیو قامت بیلا ثمود تھی۔ مینا اسے دیکھ کر مسکرائی لیکن وہ جوابی مسکراہٹ سے بہر حال محروم رہی۔

''اب اپنے پارٹنرز کا سامنا کرو اور احتراماً سر جھکاؤ''، قفلیس نے کہا۔

حارب اور فاسد دونوں برائے نام جھکے تھے دونوں ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔

''چھڑیاں تیار، میں تین سے ایک تک گنوں گا''، قفلیس نے چیخ کر کہا ''تمہیں صرف اپنے مخالف کو غیر مسلح کرنا ہے......یاد رہے صرف غیر مسلح کرنے کی اجازت ہے ہم نہیں چاہتے کہ یہاں کوئی حادثہ ہو۔ اوکے، تین......دو......ایک......''

حارب نے اپنی چھڑی کندھے کے اوپر لہرائی مگر فاسد دو کی گنتی پر ہی اسٹارٹ لے چکا تھا۔ حارب کو ایسا لگا کہ کوئی بہت بھاری چیز پوری قوت سے اس کے سر سے ٹکرائی ہے۔ وہ لڑکھڑایا ضرور مگر باقی سب کچھ ٹھیک تھا۔ اور اس کے پاس ضائع کرنے کو ایک لمحہ بھی نہیں تھا۔ اس نے چھڑی سیدھی کی اس کا رخ فاسد کی طرف کیا اور چیخ کر بولا ''برقاریس''

سفید رنگ کی ایک شعاع تیزی سے لپکی اور فاسد کے پیٹ سے ٹکرائی۔ فاسد دہرا ہوگیا......

''میں نے کہا تھا، صرف غیر مسلح کرنا ہے''، قفلیس کے لہجے میں پریشانی تھی۔

ادھر فاسد گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔ حارب نے مزید وار نہیں کیا۔ گرے ہوئے حریف پر وار کرنا

اسپورٹس مین اسپرٹ کے خلاف ہوتا لیکن بے خبری کا وہ لمحہ اسے بہت مہنگا پڑا۔ فاسد نے اپنی سانس درست کرتے ہوئے چھڑی کا رخ اس کی جانب کیا اور چلایا ''جنبالیوگ......''

اور حارب کے پاؤں جڑ گئے اور خود بخود آگے بڑھنے لگے جبکہ اس حالت میں چلنا ممکن نہیں تھا۔

''رک جاؤ......رک جاؤ'' قفلیس چلایا۔

مگر اس وقت تک ماہر نے کمان سنبھال لی تھی اس نے چیخ کر کہا ''کعلتوش......''

حارب کے پاؤں کھل گئے اور فاسد کی ہنسی غائب ہوگئی۔ اسی لمحے انہوں نے ہال میں سبز رنگ کی دھند کو پھیلتے دیکھا، کسی کو یاد بھی نہیں رہا تھا کہ دوسری طرف بھی ایک مظاہرہ ہو رہا ہے۔

وہاں فارق کا چہرہ سپید پڑ چکا تھا۔ رامس اسے سہارا دیتے ہوئے زمین پر پڑے نستیر اور داسو سے معذرت کر رہا تھا کہ یہ سب اس کی ٹوٹی ہوئی چھڑی کا فساد ہے ادھر مینا بیلا کے سر آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ مینا تکلیف سے رو رہی تھی ان دونوں کی چھڑیاں نیچے پڑی ہوئی تھیں اور انہیں ان کا خیال بھی نہیں تھا۔ حارب نے بیلا کو کھینچ کر علیحدہ کرنے کی کوشش کی لیکن بیلا اس کے لئے بہت بھاری تھی۔

''ڈیر......ڈیر......اٹھو......الگ ہونے کی کوشش کرو'' قفلیس کہہ رہا تھا۔

بڑے مشکل سے ان دونوں کو چھڑایا گیا۔

''اب میں تمہیں منتر کاٹ کرنا سکھانا چاہتا ہوں'' قفلیس نے کہا اور ماہر کی طرف دیکھا۔ مگر ماہر کے چہرے پر جو کچھ تھا اس نے اسے نظریں چرانے پر مجبور کردیا۔ اس نے سمجھ لیا کہ اس وقت ماہر کے ساتھ کسی مظاہرے میں شامل ہونا اپنی شامت بلانے کے مترادف ہے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا ''مجھے رضا کار چاہئیں......نستیر......''

''یہ مناسب نہیں ہے قفلیس'' ماہر نے اسے ٹوک دیا ''یہ نستیر تو سیدھے سادے کام بھی بگاڑ دیتا ہے۔ میرا خیال ہے چمرخی اور جھگڑال ہی مناسب رہیں گے''

''ٹھیک ہے'' قفلیس نے خوش ہوکر کہا۔

اس نے حارب اور فاسد کو اسٹیج کے وسط میں لاکر کھڑا کردیا۔ لوگ ان کے لئے زیادہ جگہ بنانے کے خیال سے پیچھے ہٹنے لگے۔

''اب غور سے سنو حارب'' قفلیس نے کہا ''فاسد تمہاری طرف چھڑی کا رخ کرے تو تمہیں یہ کرنا ہوگا......'' اس نے اپنی چھڑی اٹھائی اور اسے یوں گھمایا جیسے کوئی کرتب دکھا رہا ہو۔ چھڑی اس کے ہاتھ سے گر گئی۔

ماہر کا منہ بن گیا۔

قفلیس نے جلدی سے اپنی چھڑی اٹھائی ''سوری پروفیسر، میری چھڑی ہیجان میں مبتلا ہوجاتی ہے اور ایسے میں قابو میں نہیں رہتی''۔

ماہر آگے بڑھا اور اس نے فاسد کے کان میں کچھ کہا۔ فاسد کے ہونٹوں پر ہر وقت رہنے والی زہریلی مسکراہٹ اور جاندار ہوگئی۔

حارب نروس ہونے لگا۔ اس نے قفلیس سے کہا ''سر......آپ مجھے دوبارہ مظاہرہ کرکے دکھائیں گے''۔

''ڈر گئے؟'' فاسد نے سرگوشی میں حارب سے کہا قفلیس سن نہیں سکا۔

''پتا چل جائے گا'' حارب بڑبڑایا۔

قفلیس نے حارب کی کمر تھپکی ''بس تم وہی کرنا جو میں نے کیا تھا''۔

''کیا سروہ؟ چھڑی گرادوں؟'' حارب کے لہجے میں الجھن تھی۔

لیکن قفلیس نے تو اب جیسے اپنے کان بند کرلئے تھے ''میں گنتی شروع کر رہا ہوں'' وہ چلایا ''تین......دو......ایک......''

فاسد نے اپنی چھڑی بلند کی اور چیخ کر کہا ''اژدھوم ڈریگو''

اس کی چھڑی کے سر پر دھماکہ ہوا......اور دارب کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا کیونکہ اس میں سے ایک لمبا سانپ نکل رہا تھا۔ وہ فرش پر ان دونوں کے درمیان گرا۔ پھر انہوں نے سر اٹھایا جیسے وار کرنے کے لئے تیار ہو رہا ہو۔

مجمعے سے چیخیں بلند ہوگئیں، لوگ گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگے۔

''چمرخی......ہلنا مت'' ماہر نے زہریلے لہجے میں کہا حالانکہ حارب تو پہلے ہی ساکت وصامت تھا ''میں ابھی اس سے چھٹکارا پاتا ہوں......''

''اجازت ہو تو میں اسے ٹھکانے لگادوں'' قفلیس چلایا تاکہ سب لوگ اس کی بات سن لیں۔ پھر اس نے اپنی چھڑی کو سانپ پر لہرایا ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ سانپ غائب ہونے کے بجائے فضا میں کوئی دس فٹ اچھلا اور دھب سے واپس آگرا لیکن اب وہ مشتعل تھا۔ وہ پھنکارتا ہوا جالود خلجی کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنا پھن اٹھایا اور اس کے دانت نظر آنے لگے وہ اب وار کرنے ہی والا تھا......

حارب کو نہیں معلوم کہ اچانک اسے کیا ہوا اور کیوں ہوا۔ اس نے سوچا تو کچھ بھی نہیں تھا نہ ہی فیصلہ کیا تھا بس اسے اتنا معلوم تھا کہ اس کے قدم خود بہ خود اس طرف بڑھ رہے ہیں اور وہ احمقانہ انداز میں سانپ پر چلایا تھا ''چھوڑ دو اسے'' اور سانپ بے جان ہوکر زمین پر ڈھیر ہوگیا تھا، جیسے پانی کا موٹا پائپ ہو۔ وہ زمین پر سر ڈالے حارب کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ حارب کو لگا کہ اس کا خوف دور ہوگیا ہے، وہ جانتا تھا کہ اب سانپ کسی پر حملہ نہیں کرے گا۔ یہ بات اس نے کیسے سمجھی، کیسے معلوم ہوا اسے، یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

اس نے مسکراتے ہوئے سر اٹھا کر جالود کو دیکھا، اسے امید تھی کہ اسے جالود کے چہرے پر سکون اور تشکر نظر آئے گا لیکن یہ دیکھ کر اسے الجھن ہوئی کہ جالود کے چہرے پر غصے اور خوف کا ملا جلا تاثر ہے۔

”یہ تم کیا کھیل کھیل رہے ہو“ جالود چلایا اور اس سے پہلے کہ حارب کچھ کہتا وہ پلٹا اور پاؤں پٹختا ہوا ہال سے چلا گیا۔

ماہر آگے بڑھا اس نے اپنی چھڑی کو جھٹکا دیا اور اگلے ہی لمحے سانپ کالے دھوئیں میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا۔ اب ماہر حارب کو عجیب سی نظروں سے تک رہا تھا، وہ ناپنے تولنے والی نگاہ تھی جو حارب کو اچھی نہیں لگی۔ پھر اسے احساس ہوا کہ ہال سرگوشیوں سے گونج رہا ہے، اس وقت کسی نے اس کی آستین کو جھٹکا دیا۔

وہ رامس تھا ”چلو...... اب چلو بھی“

رامس اسے ہال سے باہر لے آیا، مینا ان کے ساتھ تھی وہ گزر رہے تھے اور لوگ خوف زدہ انداز میں ہٹ کر انہیں راستہ دے رہے تھے۔ حارب کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور رامس اور مینا نے بھی کوئی وضاحت نہیں کی۔ وہ اسے کھینچتے ہوئے افقار کے کامن روم میں لے گئے جو اس وقت خالی پڑا تھا۔

پھر رامس نے حارب کو ایک آرام کرسی میں دھکیلا اور بولا ”تو تم ناگی لسان ہو، تم نے ہمیں بتایا کیوں نہیں؟“

”کیا...... کیا ہوں میں؟“ حارب نے حیرت سے پوچھا۔

”ناگی لسان، تم سانپوں سے بات کر سکتے ہو“ رامس نے وضاحت کی۔

”میں جانتا ہوں“ حارب نے کہا پھر جلدی سے وضاحت کی ”میرا مطلب ہے، یہ صرف دوسرا موقع تھا۔ ایک بار چڑیا گھر میں میں نے ایک اژدھے کو اپنے کزن ڈوڈی پر اکسایا تھا مگر سمجھے جانے بغیر۔ وہ اژدھا مجھے بتا رہا تھا کہ وہ برازیلی ہے لیکن اس نے برازیل کی جھلک بھی نہیں دیکھی۔ مجھے پتا نہیں تھا مگر اب سمجھ میں آتا ہے کہ میں نے اسے آزاد کر دیا تھا...... اور برازیل جانے کی ترغیب دی تھی اسے۔ اس وقت تو مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ میں جادوگر بچہ ہوں......“

”اژدھے نے تمہیں بتایا کہ وہ برازیل نسل کا ہے؟“ رامس نے ڈوبتی آواز میں کہا۔

”تو کیا ہوا۔ یہاں ایسے بہت سے لوگ ہوں گے، جو ایسا کر سکتے ہوں گے“ حارب نے بے پروائی سے کہا۔

”نہیں، یہ کوئی عام صلاحیت نہیں ہے۔ حارب، یہ کوئی خوبی بھی نہیں بلکہ بری بات......“

”کیسی بری بات“؟ حارب کو اب غصہ آ گیا۔ ”کیا مطلب ہے یہ لوگ......؟ کیا یہ سمجھ رہے تھے کہ میں نے سانپ کو جالود پر حملہ کرنے کو کہا تھا......“

”تو اور کیا، یہی تو کہا تھا تم نے؟“

”تمہارا کیا مطلب ہے؟ تم تو میرے قریب تھے...... تم نے تو سنا تھا......“

”میں نے تو بس تمہیں ناگی بولتے سنا تھا“ رامس نے کہا ”تم کیا کہہ رہے تھے، یہ مجھے نہیں معلوم، جالود بلاوجہ نہیں ڈرا۔ سب کو یہی لگا کہ تم سانپ کو جالود پر حملے کے لئے اکسا رہے ہو۔ وہ بہت ڈراؤنا منظر تھا...... ڈراؤنی سچویشن“۔

حارب منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا ”ٹھیک ہے میں ایک نامانوس زبان بول رہا تھا لیکن مجھے تو یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ میں سانپوں کی زبان بول سکتا ہوں...... بول رہا ہوں“۔

رامس سر جھٹکنے لگا۔ وہ اور مینا بہت سوگوار نظر آ رہے تھے جیسے کوئی مر گیا ہو۔ حارب کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیا ہو گیا۔

”مجھے یہ بتاؤ کہ میں نے جالود خلجی کو اس سانپ سے بچانے کی کوشش کی تو کیا برا کیا۔ کیا میں جالود کو نقصان پہنچنے دیتا؟“

”بات یہ ہے کہ تم سانپوں کی زبان بول رہے تھے، جو کہ سلجار ہاؤس کے بانی سلجار کی خصوصیت تھی“ مینا نے پہلی بار زبان کھولی ”اس لئے سلجار ہاؤس کا نشان اژدھا رکھا گیا ہے“۔

حارب کا منہ پھر کھلا رہ گیا۔

”ہاں اور اب پورا اسکول سمجھ رہا ہوگا کہ کسی نہ کسی پشت میں تمہارا سلجار سے خونی رشتہ رہا ہے......“

”لیکن ایسا نہیں ہے“ حارب نے احتجاج کیا۔

”مگر یہ ثابت کرنا آسان نہیں اس بات کو ایک ہزار سال ہو چکے ہیں“ مینا نے کہا ”اور یہ ناممکن نہیں کہ تم سلجار کے وارث ہو“۔

☆......☆......☆......☆

اس رات حارب بہت دیر تک جاگتا رہا۔ کھڑکی کے شیشے سے نظر آ رہا تھا کہ برف باری ہو رہی ہے، وہ سوچ رہا تھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اقلیس سلجار سے اس کا خون کا رشتہ ہو۔ اسے اپنے ڈیڈی کی فیملی کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ شاکیہ خالو اور روفی خالو ہمیشہ ان کے جادوگر رشتے داروں کے بارے میں گفتگو سے گریز کرتے تھے۔

اس نے زیر لب ناگی لسان میں کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن اس کے پاس اس زبان کے لفظ تھے ہی نہیں۔ شاید یوں تھا کہ سامنے کوئی سانپ ہو، تبھی وہ اس زبان میں بات کر سکتا ہے۔

لیکن میں افقاری ہوں۔ اس نے خود سے کہا ”اگر میری رگوں میں اقلیس سلجار کا خون دوڑ رہا ہوتا تو ہیٹ کبھی مجھے افقار ہاؤس میں نہیں بھیجتا“

”تمہیں شاید یاد نہیں“ اس کے اندر سے کوئی آواز آئی“ ہیٹ تو تمہیں سلجار ہاؤس میں ہی بھیج رہا

تھا تم نے خود انکار کیا تھا، ورنہ آج تم سلجار ہاؤس میں ہوتے"۔

حارب نے غصے میں کروٹ بدلی، اس نے سوچا کہ اگلے روز وہ جالود خلجی سے ملے گا اور اسے بتائے گا کہ وہ سانپ کو اکسا نہیں رہا تھا بلکہ اس پر حملہ کرنے سے روک رہا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے اسے اور غصہ آیا۔ بے وقوف سے بے وقوف شخص کو بھی یہی بات سوچنی چاہئے تھی تو پھر لوگوں نے......!

☆......☆......☆......☆

رات بھر شدید برف باری ہوئی تھی۔ اس کی وجہ سے جڑی بوٹیوں کا پیریڈ کینسل کر دیا گیا تھا۔ میڈم منجلی کو مردم گیاہ کے پودوں کی فکر تھی، مسز نورس اور کمیل کی وجہ سے ان پودوں کی اہمیت اور بڑھ گئی تھی۔

حارب آتش دان کے پاس بیٹھا یہی سب کچھ سوچ رہا تھا، رامس اور مینا شطرنج کھیل رہے تھے۔

"بھئی......تم یوں منہ لٹکائے بیٹھے رہو گے" مینا نے حارب سے کہا "اگر تمہارے لئے اس بات کی اتنی اہمیت ہے تو جا کر جالود سے بات کر لو"۔

اس کی بات حارب کے دل کو لگی۔ وہ جالود سے ملنے کی غرض سے انفار ہاؤس سے نکل آیا۔ سوال یہ تھا کہ جالود ملے گا کہاں؟

اس روز کھڑکیوں پر برف جمی ہونے کی وجہ سے قلعے میں خلاف معمول اندھیرا تھا۔ حارب کپکپاتا ہوا کلاس رومز کے سامنے سے گزرتا رہا۔ وہ سوچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جالود فرصت کے ان لمحوں میں کہاں ہوگا اور کیا کر رہا ہوگا۔

پھر اس نے سب سے پہلے لائبریری کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔

پشتار کے بیشتر طلباء جن کا جڑی بوٹیوں کا پیریڈ کینسل ہوا تھا، لائبریری کے عقبی حصے میں موجود تھے لیکن وہ مطالعہ نہیں کر رہے تھے۔ وہ سر جوڑے بیٹھے تھے، لگتا تھا کسی اہم مسئلے پر رازداری کے ساتھ تبادلہ خیال کر رہے ہیں، ان میں حارب کو جالود نظر نہیں آیا۔

وہ ان کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اس کے کان میں ان کی گفتگو پڑی۔ وہ ٹھٹھک گیا اور غور سے سننے لگا۔

"بہر حال میں نے جالود کو کہہ دیا ہے کہ اقامت گاہ میں چھپ کر بیٹھا رہے" ایک لڑکا کہہ رہا تھا "دیکھو نا اگر حارب چرخی نے اگلی بار اسے نشانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو جالود کا محتاط رہنا ضروری ہے۔ وہ جتنا کم سامنے آئے اتنا ہی بہتر ہے۔ جالود ڈرا ہوا ہے کیونکہ اس نے خود ہی حارب کو بتا دیا تھا کہ اس کا تعلق دھرپٹ فیملی سے ہے۔ اب یہ اس کی حماقت تھی، سلجار کے وارث کو یہ بات بتانا کس طرح بھی مناسب نہیں......"

"تمہیں یقین ہے حارین کہ وہ حارب ہی ہے؟" ایک لڑکی نے پرتشویش لہجے میں پوچھا۔

"سوچو تو نہال، وہ ناگ لسان ہے، سب جانتے ہیں کہ یہ کالے جادوگروں کی نشانی ہے......طرہ

امتیاز ہے۔ کبھی کسی نے کسی اچھے جادوگر کو سانپوں سے باتیں کرتے سنا ہے، کبھی؟ سب کہتے ہیں کہ سلجار کے منہ میں زبان ہی سانپ کی تھی"۔

اس پر گروہ کے درمیان بڑبڑاہٹیں ابھریں۔

حارین نے کہا "تمہیں دیوار پر لکھی عبارت یاد ہے؟ سلجار کے وارث کے دشمن خبردار ہو جائیں۔ حارب کا فلیس سے ٹکراؤ ہوا تھا۔ پھر کیا ہوا......فلیس کی بلی پر حملہ اور وہ کمیل کالوی ہوائی بال کے میچ کے دوران حارب کو ستاتا رہا تھا۔ اس کی تصویریں لے رہا تھا جبکہ وہ کیچڑ میں لت پت پڑا تھا۔ اس کے فوراً بعد کمیل پر حملہ ہو گیا......"

"لیکن مجھے تو وہ اچھا لگتا ہے......خوش اخلاق، منکر المزاج، نرم خو" نہال نے کہا "اور یہ بھی یاد رکھو کہ نام چپ کو غائب ہونے پر مجبور اس نے کیا تھا۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ برا ہو سکتا ہے"۔

حارین نے آواز دھیمی کر لی، سب لوگ اس کی طرف جھک گئے۔ حارب آگے بڑھا تا کہ اس کی بات سن سکے، وہ الماریوں کی اوٹ میں تھا۔

"......کوئی نہیں جانتا کہ وہ نام چپ کے حملے سے کیسے بچا تھا۔ سوچو تو اس وقت وہ ننھا سا بچہ ہی تھا اس کے تو ٹکڑے اڑ جانے چاہئے تھے۔ نام چپ سے تو اس وقت بڑے بڑے جادوگر ڈرتے تھے۔ میرا مطلب ہے نام چپ کے کالے جادو سے کوئی طاقت ور ترین کالا جادوگر ہی بچ سکتا تھا" اس نے آواز اور دھیمی کر لی۔ حارب کچھ سن نہیں سکا۔ پھر ایک لمحے بعد حارین کی سرگوشی ابھری۔ "شاید اسی لئے نام چپ نے اسے ٹھکانے لگانے کی کوشش کی تھی۔ اس نے یقیناً یہی سمجھا ہوگا کہ یہ بچہ اس کے اقتدار کے لئے خطرہ ثابت ہوگا......

اس کا طاقت ور ترین حریف! میں تو سوچتا ہوں کہ حارب چرخی کے پاس نجانے کیسی کیسی طاقتیں ہوں گی"۔

اب حارب کے لئے کچھ اور سننا اور برداشت کرنا ممکن نہیں تھا وہ زور سے کھنکھارا اور الماریوں کے پیچھے سے نکل کر سامنے آیا۔ اگر وہ شدید غصے میں نہ ہوتا تو وہ منظر جو اس کے سامنے تھا، اسے دلچسپ اور مزاحیہ لگتا۔ پشتار کے وہ تمام طلباء طالبات اسے دیکھ کر سب پتھر کے بت بن گئے تھے۔ حارب کا چہرہ تو رنگ سے محروم ہو گیا تھا۔

"ہیلو" حارب نے ان سے کہا "میں جالود خلجی کو ڈھونڈنے نکلا ہوں"

ایسا لگا جیسے ان لوگوں کے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہو گئی ہے۔ وہ سب حارین کی طرف دیکھنے لگے۔

"تم اس سے کیا چاہتے ہو؟" حارین نے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ اس روز ڈوئل کلب میں جو سانپ کا واقعہ پیش آیا، اس کی حقیقت کیا ہے"۔

حارین چند لمحے ہونٹ کاٹتا رہا پھر گہری سانس لیتے ہوئے بولا ''ہم سب وہاں موجود تھے ہم نے دیکھا تھا''۔

''تب تو تم نے بھی دیکھا ہوگا کہ میرے بات کرنے کے بعد سانپ پیچھے ہٹا تھا اور ڈھیلا پڑ گیا تھا''۔

''میں نے تو بس یہ دیکھا کہ تم ناگی لسان بولتے ہوئے سانپ کو جالود پر اکسا رہے تھے'' حارین نے ہٹ دھرمی سے کہا۔ اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔

''یہ غلط ہے'' حارب کی آواز شدت غضب سے لرزنے لگی ''سانپ نے تو جالود کو چھوا بھی نہیں''۔

''بس وہ بال بال بچ گیا'' حارین نے کہا۔ پھر جلدی سے اضافہ کیا ''اور کچھ ایسا ویسا نہ سمجھ لینا۔ میری فیملی میں نو پشتوں سے جادوگری چلی آ رہی ہے۔ ہم خالص خون ہیں...... نسلی اصلی جادوگر اس لئے......''

''مجھے تمہاری نسل اور خون سے کوئی دلچسپی نہیں'' حارب نے تند لہجے میں کہا ''مجھے یہ بتاؤ کہ میں دھرپٹ بچوں پر کیوں حملے کروں گا''۔

''میں نے سنا ہے تم جن دھرپٹوں کے ساتھ رہتے ہو، ان سے نفرت کرتے ہو''

''یہ سچ ہے، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ رہنے پر مجبور کر دیے جاؤ تو تم بھی ان سے نفرت کئے بغیر نہیں رہو گے'' یہ کہہ کر حارب پلٹا اور واپس چل دیا۔

وہ اتنا غصے میں تھا کہ اسے ہوش ہی نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا تھا۔ وہ کسی سے ٹکرایا اور گر گیا۔ ''ارے غسام...... ہیلو'' اس نے سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

غسام کا چہرہ ایک اونی نقاب میں چھپا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مردہ مرغ لٹکا ہوا تھا۔ وہ ہاتھوں میں دستانے پہنے ہوئے تھا۔ ''حارب...... خیریت ہے؟ تمہیں تو اس وقت کلاس میں ہونا چاہئے تھا''۔

''پیریڈ کینسل ہو گیا مگر تم یہاں کیا کر رہے ہو؟''

''یہ ایک ہفتے میں دوسرا مرغ مرا ہے یا تو یہ لومڑی کا کام ہے یا پھر بڑی جونکوں کا۔ مجھے ہیڈ ماسٹر کی اجازت درکار ہے کیونکہ میں مرغیوں کے تحفظ کے لئے جادو کرنا چاہتا ہوں'' غسام نے کہا۔ پھر وہ بہت غور سے حارب کو دیکھنے لگا ''تم کچھ پریشان، کچھ غصے میں لگ رہے ہو''

''ایسی کوئی بات نہیں'' حارب نے کہا ''اچھا غسام میں چلتا ہوں اگلے پیریڈ کی کتابیں لینی ہیں''

وہ چل دیا لیکن اس کی سماعت میں حارین کی آواز، اس کے الفاظ گونج رہے تھے۔

وہ سیڑھیاں چڑھا اور راہداری میں مڑا۔ وہ راہداری خاص طور پر تاریک تھی۔ ہوا کے ایک برفیلے جھونکے نے تمام مشعلوں کو بجھا دیا تھا۔ اور وہ جھونکا ایک کھڑکی کے راستے اندر آیا تھا، جو کھلی ہوئی تھی۔

وہ کچھ دور بڑھا ہوگا کہ کسی چیز سے ٹکرایا اور گرتے گرتے بچا۔

اس نے پلکیں جھپکا کر دیکھنے کی کوشش کی فرش پر کوئی پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنتیں اینٹھنے لگیں۔ اتنی دیر میں اس کی نظر اندھیرے کی عادی ہو گئی تھی۔ اس نے دیکھ لیا کہ نیچے پڑا ہوا شخص جالود خلجی ہے۔ وہ پتھر کی طرح سرد اور سخت تھا۔ اور بات صرف اتنی سی نہیں تھی اس کے برابر جو لیٹا تھا، وہ حارب کے لئے حیرت کا باعث تھا۔ وہ تقریباً سرکٹا نک تھا اور نک اس وقت سفید اور شفاف نہیں تھا۔ وہ سیاہ دھوئیں کی شکل میں فرش سے کوئی چھ انچ اوپر معلق تھا۔ جالود کی طرح اس کے چہرے پر بھی شاک کا تاثر منجمد ہو چکا تھا۔

حارب کی سانسیں تیز چل رہی تھی۔ دل کسی ڈھول کی طرح بج رہا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ راہداری سنسان تھی، چند مکڑیاں بہت تیزی سے فرش پر پڑے جالود کے جسم سے دور جانے کی کوشش کر رہی تھیں، دونوں جانب کی کلاسوں سے دبی دبی سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

حارب وہاں سے کھسک لیتا تو کسی کو پتا بھی نہ چلتا۔ لیکن انہیں اس حال میں چھوڑ کر جانا اس کے ضمیر کے لئے ہمیشہ کا بوجھ بن جاتا۔ اسے مدد طلب کرنی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ اس پر کوئی یقین نہیں کرے گا کہ اس معاملہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

وہ وہیں کھڑا تھا کہ قریب ترین کلاس کا دروازہ کھلا...... دھماکے سے...... اور شرپسند پیوز اپنے مخصوص انداز میں تیر کی طرح باہر آتا۔

''اوہ...... یہ تو حارب ہے'' پیوز نے اسے دیکھتے ہی کہا ''چرخی کیا کرتا پھر رہا ہے...... کس چکر میں......'' وہ کہتے کہتے رک گیا اسے جالود اور تقریباً سرکٹا نک نظر آئے۔ وہ ان کی طرف لپکا۔ اگلے ہی لمحے وہ حلق کے بل چلا رہا تھا ''حملہ...... حملہ...... ایک اور حملہ۔ اب تو بھوت بھی محفوظ نہیں رہے۔ جان بچاؤ...... بھاگو۔ اب کسی کی کوئی گارنٹی نہیں ہے جو مر چکے ہیں وہ بھی محفوظ نہیں ہیں......''

دھڑ دھڑ کر کے دروازے کھلنے لگے۔ راہداری میں ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ حارب کو ڈر تھا کہ کہیں جالود ہی پیروں تلے نہ کچلا جائے۔ خود حارب دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تھا، کان پڑی آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھی۔

پھر ٹیچر آئے، وہ چیخ چیخ کر خاموش رہنے کی تلقین کر رہے تھے۔ پروفیسر دل بست دوڑتی ہوئی آئیں۔ ان کے پیچھے ان کی کلاس تھی۔ ان کے آنے کے بعد کہیں خاموشی ہوئی۔ ''سب لوگ اپنی اپنی کلاس میں جائیں'' انہوں نے حکم دیا۔

مجمع چھٹا ہی تھا کہ حارین ہانپتا کانپتا نمودار ہوا ''رنگے ہاتھوں پکڑا گیا مجرم'' اس نے چیخ کر کہا۔ اس کا چہرہ سپید پڑ گیا تھا۔ اس کی انگلی حارب کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔

''بس حارین، بہت ہو گئی'' پروفیسر دل بست نے اسے ڈانٹ دیا۔

پیوز ادھر ادھر تیرتے ہوئے منظر کا جائزہ لے رہا تھا۔ اسے ایسے مناظر بہت پسند تھے، بدامنی اسے بہت مرغوب تھی۔

ادھر ٹیچرز جھک کر جالود اور نک کا معائنہ کر رہے تھے۔

پیوز نے گانا گانا شروع کر دیا...... حارب حارب، یہ کیا کیا۔ کیا ہم ادا کریں تمہارا شکریہ۔ تم تو پشتاریوں کا کرو گے صفایا۔ تم نے تو......"

"بس پیوز، خاموش" پروفیسر دل بست نے دہاڑ کر کہا۔

پیوز حارب کو زبان نکال کر چڑاتے ہوئے دور جانے لگا......

پروفیسر خلجان اور فلکیات کی پروفیسر ستارہ جالود کو لے کر اسپتال کی طرف چلے گئے لیکن کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ نک کا کیا کیا جائے۔ پھر پروفیسر دل بست نے جادو کے زور پر ایک پنکھا طلب کیا اور حارین کو پنکھا دے کر ہدایت کی کہ وہ پنکھا چلاتے ہوئے نک کو سیڑھیوں کی طرف لے جائے۔

اب وہاں صرف پروفیسر دل بست اور حارب رہ گئے تھے "حارب تم میرے ساتھ آؤ" پروفیسر نے کہا۔

"پروفیسر، مجھ سے قسم لے لیں، میں نے کچھ نہیں......"

"یہ معاملہ اب میرے ہاتھ میں نہیں رہا ہے چرخی" پروفیسر دل بست نے کاٹ دار لہجہ میں کہا۔

وہ خاموشی سے چلتے رہے۔ پروفیسر ایک بدشکل پرنالے کے پاس رکی "شربت لیمن" وہ بڑبڑائی۔

اگلے لمحے ثابت ہوا کہ وہ پاس ورڈ تھا کیونکہ پرنالہ متحرک ہوا۔ اس کے عقب میں دیوار تھی، وہ سرکی اور راستہ نمودار ہوا۔ دیوار کے عقب میں ایک چکر دار زینہ نظر آ رہا تھا۔

انہوں نے اس زینے پر قدم رکھا تو عقب میں دیوار بند ہو گئی۔

وہ زینہ خود بخود چل رہا تھا...... انہیں اوپر لے جا رہا تھا۔

اوپر وہ شاہ بلوط کی لکڑی کے بنے ایک پرشکوہ دروازے پر رکے۔ دروازے سے پیتل کا ایک ناکر لٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے اس کے ذریعے دروازے پر دستک دی...... حارب سمجھ گیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پروفیسر اخیار رہتا ہے۔

☆......☆......☆......☆

دروازہ خود بخود کھل گیا۔

وہ اندر داخل ہوئے "تم یہیں رکو اور انتظار کرو" پروفیسر دل بست نے کہا اور کہیں چلی گئیں۔

حارب نے ادھر ادھر دیکھا۔ ایک بات طے تھی حارب نے تمام ٹیچر کے کمرے دیکھے تھے لیکن پروفیسر اخیار کے کمرے جیسا کوئی کمرا نہیں تھا۔ اس وقت تو وہ اس خوف سے بے حال تھا کہ کہیں اسے اسکول سے نہ نکال دیا جائے ورنہ وہ یہاں خوب انجوائے کرتا۔

وہ ایک بڑا اور گول خوب صورت کمرا تھا...... چھوٹی چھوٹی عجیب سی آوازوں سے بھرا، میز پر کچھ عجیب سے آلات رکھے تھے، جن کی رنگت چاندی کی سی تھی۔ وہ گھوم رہے تھے ان میں سے ہلکی ہلکی آوازیں اور دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔ دیواروں پر سحر کدہ کے پرانے ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ ماسٹرنیوں کی تصاویر آویزاں تھیں۔ وہ سب اپنے اپنے فریم میں اونگھ رہے تھے۔ ایک بڑی میز تھی، جس کے پائے پنجوں کی شکل کے تھے۔ اس کے پیچھے ایک شیلف پر وہ پرانا بوسیدہ ہیٹ رکھا تھا جو طلباء کے بارے میں فیصلہ کرتا تھا کہ کون کس ہاؤس میں جائے گا۔

حارب ہچکچایا۔ ان نے فریموں میں اونگھتے ہوئے جادوگروں اور جادوگرنیوں کو دیکھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ہیٹ کو سر پر رکھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہو گا شاید پتا چل جائے کہ اس نے اسے صحیح ہاؤس میں بھیجا ہے۔

وہ میز کے پیچھے سے گھوم کر شیلف کی طرف گیا، ہیٹ اٹھایا اور اسے اپنے سر پر رکھ لیا۔ وہ اس کے سر کی نسبت بڑا تھا اور اس نے اس کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا، پہلے سال بھی یہی ہوا تھا۔ وہ سر پر ہیٹ رکھے اندر تاریکی میں انتظار کرتا رہا کہ کچھ ہو۔

بالآخر ایک مہین سی آواز ابھری "حارب چرخی، تمہارے دماغ میں کوئی مکھی بھنبھا رہی ہے کیا؟"

"ہاں مجھے افسوس ہے کہ تمہیں تنگ کر رہا ہوں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ......"

"......میں نے تمہیں درست ہاؤس میں بھیجا ہے یا نہیں" ہیٹ نے اس کی بات پوری کر دی "ہاں مجھے اعتراف ہے کہ تمہارے بارے میں فیصلہ کرنا آسان نہیں تھا لیکن میں اپنے فیصلے پر اب بھی قائم ہوں......"

حارب کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔

"......تم سلجار میں بہت کامیاب رہتے" ہیٹ نے بات پوری کی۔

حارب کے پیٹ میں کچھ ہونے لگا۔ اس نے گھبرا کر ہیٹ اتارا اور اسے دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں آ کر وہ عام سا ہیٹ ہو گیا تھا۔ حارب نے اسے شیلف پر رکھ دیا "تم غلطی پر ہو" اس نے بلند آواز میں ہیٹ سے کہا۔

ہیٹ خاموش تھا۔ پھر عقب سے ایک عجیب سی غرغراہٹ ابھری جس نے حارب کو پلٹ کر دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

وہ وہاں اکیلا نہیں تھا۔ کارنس پر ایک سالخوردہ پرندہ بیٹھا تھا جسے دیکھ کر پرنچی مرغابی کا خیال آتا تھا۔ حارب نے اسے دیکھا، پرندہ بھی اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر پرندے نے دوبارہ غرغراہٹ کی آواز نکالی۔ حارب کو وہ پرندہ کچھ بیمار سا لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بجھی بجھی اور بے رونق تھیں...... اور حارب کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کی دم سے مزید چند پر جھڑ گئے۔

حارب نے سوچا اب یہی کمی رہ گئی ہے کہ اس کی یہاں موجودگی میں اخیار کا پالتو پرندہ نہ مرجائے۔ ایسا ہوا تو وہ صفائی بھی پیش نہیں کر سکے گا......

اور عین اسی لمحے پرندہ یوں شعلوں میں گھر گیا جیسے کسی نے اس پر پٹرول چھڑک کر آگ لگادی ہو......

حارب گھبرا کر چیخا اور پیچھے ہٹا اور میز سے جا لگا۔ اس نے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ اس دوران پرندہ جیسے آتشی گیند میں تبدیل ہو چکا تھا، پھر پرندے کی چیخ سنائی دی اور اگلے ہی لمحے وہاں راکھ کے ڈھیر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ایسی راکھ جس میں کچھ چنگاریاں بھی تھیں......

آفس کا دروازہ کھلا اور اخیار نمودار ہوا۔ وہ بہت سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا، اس کے چہرے پر گھمبیرتا تھی۔

''پروفیسر......آپ کا پرندہ......'' حارب نے گڑبڑا کر کہا۔ ''میں کچھ بھی نہیں کر سکا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے جل کر راکھ ہو گیا......''

اخیار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر حارب کو حیرت بھی ہوئی اور سکون کا احساس بھی ہوا......

''اس کا وقت آ گیا تھا'' اخیار نے کہا ''کئی دن سے اس کی حالت خراب تھی، میں اسے کہہ رہا تھا کہ کچھ کرو''

حارب کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔ وہ حیرت سے اخیار کو دیکھ رہا تھا۔

''دارب چرخی، ققنس کا جب وقت پورا ہو جاتا ہے تو وہ جل کر ختم ہو جاتا ہے۔ پھر اسی راکھ سے وہ دوبارہ پیدا ہوتا ہے ادھر دیکھو......''

حارب نے دیکھا اور بروقت دیکھا۔ راکھ کے اس ڈھیر سے نوزائیدہ پرندہ سر اٹھا رہا تھا۔ وہ بھی اتنا ہی بدصورت تھا جتنا پرانا ققنس!

''افسوس کہ تم نے اسے اس وقت دیکھا جب وہ جلنے والا تھا'' اخیار نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ''ورنہ زیادہ وقت یہ بہت خوب صورت پرندہ ہوتا ہے۔ سرخ اور سنہرے پروں والا، یہ بڑی عجیب مخلوق ہے۔ اتنا بوجھ اٹھا سکتا ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور اس کے آنسوؤں میں شفا بخشی کی صلاحیت ہوتی ہے اور یہ پرندہ بہت وفادار ہوتا ہے''۔

پرندے کے اس طرح جل جانے کے چکر میں حارب یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے لیکن اب اخیار نے اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اسے آر پار دیکھنے والی تیز نظروں سے دیکھا تو اسے سب کچھ یاد آ گیا۔

لیکن اخیار کے کچھ کہنے سے پہلے ہی آفس کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور غسام اندر آیا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت تھی۔ مردہ مرغ اب بھی اس کے ہاتھ میں لٹکا ہوا تھا۔ ''وہ حارب نہیں تھا پروفیسر

اخیار'' اس نے کہا ''جس وقت وہ پتھرایا ہوا لڑکا دریافت کیا گیا اس سے صرف دس سیکنڈ پہلے ہی تو حارب مجھ سے بات کر رہا تھا۔ سر اس کے پاس تو اتنا وقت ہی نہیں تھا کہ......''

اخیار نے کچھ کہنا چاہا لیکن غسام تو بولے ہی جا رہا تھا۔ اب وہ جوش میں مردہ مرغ کو لہرا بھی رہا تھا، اس کے پر جھڑ رہے تھے۔

''سر......میں بڑی سے بڑی قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ حارب کا کام نہیں۔ ضرورت پڑی تو میں وزارتِ جادوگری میں بھی......''

''غسام، میں......''

''سر، آپ نے غلط آدمی کو پکڑ لیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ حارب ایسا......''

''غسام......غسام......'' پروفیسر اخیار نے بلند آواز میں کہا ''تم میری بھی سنو گے یا نہیں۔ اپنی ہی کہے جا رہے ہو۔ کس نے کہا کہ حارب کو ان حملوں کا ذمے دار سمجھا جا رہا ہے۔ میں نے تو پہلے حملے کے وقت ہی کہہ دیا تھا کہ یہ کسی طالب علم کے بس کی بات نہیں۔ یہ تو بہت آگے کا کالا جادو ہے''۔

''اوہ سر'' مردہ مرغ والا غسام کا ہاتھ اس کے پہلو سے جا ٹکا۔ مرغا جھولنے لگا۔ ''یہ بات ہے تو میں باہر جا کر انتظار کروں جناب'' وہ باہر نکل گیا۔ وہ بے حد شرمندہ دکھائی دے رہا تھا۔

''سر......سر......آپ مجھے مجرم نہیں سمجھ رہے ہیں'' حارب نے سکون کی سانس لی۔

پروفیسر اخیار خاموشی سے اپنی میز پر بکھرے ہوئے مردہ مرغے کے پر صاف کرنے لگا ''نہیں حارب، بالکل نہیں'' اس نے گھمبیر لہجے میں کہا ''اس کے باوجود میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں''۔

حارب پھر نروس ہونے لگا۔

پروفیسر اخیار اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ ''میں تم سے یہ ضرور پوچھوں گا کہ تم مجھے کچھ بتانا چاہتے ہو؟ کوئی بھی بات......کچھ بھی؟'' اس کا لہجہ نرم تھا۔

حارب کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔ اسے فاسد کا مینا سے چیخ کر کہنا یاد آیا......اگلی باری تمہاری ہے دھر پیٹ خون کی گندی نالی۔ اور دوائے جسیم جو بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ میں تیاری کے آخری مرحلے میں تھی، پھر اسے اس آواز کا خیال آیا جو صرف وہ سنتا رہا تھا......اور رامس نے کہا تھا......

ایسی آوازیں سننا جو دوسروں کو سنائی نہ دیں، دنیائے جادوگری میں بھی اچھی علامت نہیں سمجھا جاتا۔ اور اب دوسرے اس کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں، کیا کہہ رہے ہیں، کیسے اس سے خوف زدہ ہیں۔ اقلیس سلجار سے اس کا تعلق جوڑا جا رہا ہے......مگر یہ کہنے کی باتیں نہیں تھیں۔

''نہیں سر......ایسی کوئی بات نہیں پروفیسر جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں'' حارب نے اخیار سے کہا۔

☆......☆......☆......☆

لوگ نروس تو پہلے ہی تھے لیکن ایک انسان اور ایک بھوت پر ہونے والے حملے نے انہیں بری طرح خوف زدہ کر دیا تھا۔ اصل میں تقریباً سر کٹے نک کے حشر نے انہیں زیادہ ڈرایا تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے ...... یہ کس طرح کی شیطانی طاقت ہے جو مرے ہوؤں کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اب کرسمس کی چھٹیوں کے لئے واپس لے جانے والی سحر کدہ ایکسپریس پر رش اور بڑھ گیا تھا۔ سیٹ بک کرانا بھی مسئلہ بن گیا تھا۔ رکنے والے بھی اب گھر واپس جانے کا ارادہ کر رہے تھے۔

’’یہی حال رہا تو یہاں ہمارے سوا کوئی نہیں رہے گا‘‘ رامس نے حارب اور مینا سے کہا ’’تین ہم اور ادھر فاسد، جھاؤ اور خار پشت۔ کیا چھٹیاں گزریں گی‘‘۔

جھاؤ اور خار پشت ہمیشہ ہر معاملے میں فاسد کی تقلید کرتے تھے، فاسد نے رکنے کا اعلان کیا تو انہوں نے بھی رکنے والوں کی فہرست پر دستخط کر دیئے تھے۔ رامس کی پریشانی اپنی جگہ، مگر حارب خوش تھا کہ زیادہ لوگ جا رہے ہیں، لوگ جس طرح راہداری میں اسے اپنے مقابل دیکھ کر ڈرتے، سمٹتے، دیوار سے لگتے، اسے دیکھ دیکھ کر وہ عاجز آ چکا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اسے انسان نہیں، سانپ سمجھا جانے لگا ہے۔ وہ جاتا تو لوگ اشارے کرتے، پھنکارتی ہوئی سرگوشیاں سنائی دیتیں......

فارغ اور جامد البتہ اس صورت حال سے لطف اندوز ہو رہے تھے، وہ حارب کے آگے آگے مارچ کرنے والے انداز میں چلتے اور پکارتے ...... ہٹو ہٹو...... بچو بچو...... سلجار کا وارث آ رہا ہے۔ جگہ خالی کرو، جان بچاؤ۔ اس عہد کا سب سے بڑا کالا جادوگر......

پارس کو ان کا یہ رویہ بے حد ناپسند تھا۔ ’’یہ کوئی مذاق نہیں ہے‘‘ اس نے بار بار سرد لہجے میں انہیں سمجھایا تھا۔

’’ہٹ جاؤ پارس۔ اس وقت حارب چمرخی جلدی میں ہے، راستہ دو‘‘ وہ باز آنے والے کہاں تھے۔

’’ہاں، وہ اس وقت حجرہ بلا میں اپنے ڈنک دار دوستوں کے ساتھ چائے پینے جا رہا ہے‘‘ جامد ٹکڑا لگاتا۔

سامرہ کو بھی ان کی حرکتوں پر غصہ آتا تھا۔ فارغ بلند آواز میں حارب سے پوچھتا ’’اب کسے شکار کرنے کا ارادہ ہے حارب؟‘‘

’’بھائی...... ایسی باتیں نہ کیا کرو‘‘ سامرہ اسے ٹوکتی۔ لیکن وہ مسخرے پن سے باز نہیں آتے تھے۔

حارب کو البتہ برا نہیں لگتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس طرح صورت حال کی سنگینی کو کم کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسے سلجار کا وارث کوئی احمق ہی سمجھ سکتا ہے یا پھر کوئی مذاق کرنے والا۔

لیکن ان کا یہ مذاق فاسد کے لئے تکلیف دہ تھا۔ تبھی تو وہ ہر بار متوحش نظر آتا تھا۔

’’وجہ یہ ہے کہ فارغ اور جامد مذاق کرتے ہیں تو اس کا دل یہ اعلان کرنے کو چاہتا ہے کہ سلجار کا

اصل وارث وہ ہے‘‘ رامس نے عالمانہ انداز میں کہا ’’وہ کسی بھی معاملے میں تم سے پیچھے رہنا نہیں چاہتا اور یہ معاملہ تو اور ہی طرح کا ہے۔ فساد وہ پھیلا رہا ہے اور کریڈٹ تمہیں مل رہا ہے‘‘۔

’’بس اب اس کا کھیل ختم ہونے والا ہے‘‘ مینا نے طمانیت بھرے لہجے میں کہا ’’دوائے جسیم تقریباً تیار ہے۔ اب کسی بھی دن ہم اس سے سچ اگلوالیں گے‘‘۔

☆............☆......☆......☆

سمسٹر ختم ہو گیا قلعے کے باہر میدان برف سے ڈھک گیا اور قلعے کے اندر خاموشی مسلط ہو گئی۔ حارب کو اس خاموشی میں سوگواری کا نہیں سکون کا احساس ہو رہا تھا۔ یہ خیال بے حد طمانیت بخش تھا کہ افقار ٹاور پر اب اس کی رامس اور مینا کی حکمرانی ہے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ڈوئل کی پریکٹس کرتے، کچھ بھی کھیلتے، نہ انہیں کوئی روکنے والا تھا نہ ڈسٹرب کرنے والا۔

فارغ، جامد اور سامرہ بھی اسکول میں ہی رکے تھے، پارس کو فارغ اور جامد کا بچگانہ رویہ ناپسند تھا۔ وہ افقار کے کامن روم سے دور ہی رہتا تھا۔ وہ صرف اس لئے رکا تھا کہ اس عرصہ بحران میں ٹیچرز کا ساتھ دینا پری فیکٹ کی حیثیت سے اس کی ذمہ داری تھی۔

برف جیسی سفید اور سرد کرسمس کی صبح طلوع ہوئی انہیں مینا نے بہت سویرے جگا دیا وہ ان دونوں کے لئے تحفے لائی تھی ’’اٹھ جاؤ‘‘ اس نے گرج کر کہا اور جا کر کھڑکی کھول دی۔ اس کے بعد سونا ممکن ہی نہیں رہا۔

’’مینا تم......؟ لڑکیوں کو یہاں آنے کی اجازت نہیں ہے‘‘ رامس نے اجالے سے بچنے کے لئے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

’’تم دونوں کو کرسمس مبارک‘‘ مینا نے ان پر تحفے اچھالتے ہوئے کہا ’’مجھے تو اٹھے ہوئے ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ میں دوا میں الجھی ہوئی تھی۔ ایک خوش خبری یہ بھی ہے کہ دوا بالکل تیار ہے‘‘۔

حارب جلدی سے اٹھ بیٹھا، اس کی نیند پوری طرح اڑ گئی تھی ’’تمہیں یقین ہے؟‘‘

’’پکا یقین‘‘ مینا مسکرائی ’’اور میرے خیال میں ہمیں جو کچھ کرنا ہے اس کے لئے آج رات مناسب رہے گی‘‘۔

اس وقت کھڑکی کے راستے برفیل اندر آیا۔ اس کی چونچ میں ایک پارسل دبا تھا۔ ’’ہیلو برفیل‘‘ حارب اسے دیکھ کر چہکا ’’تمہاری ناراضی دور ہو گئی مجھ سے‘‘

برفیل جب بھی خوش ہوتا تھا، اس کے کانوں میں ٹھونگیں مارنے لگتا تھا۔ اس وقت بھی اس نے یہی کیا...... اور حارب کو یہ بات اس تحفے سے بھی زیادہ اچھی لگی جو وہ اس کے لئے لایا تھا۔ تحفے کے لئے تو یہ سوچنا ہی کافی تھا کہ وہ شاکیہ خالہ کی طرف سے ہے۔ انہوں نے حارب کو دانت کریدنے والا دھاتی

تنکا بھیجا تھا۔ ایک رقعہ بھی تھا، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اس کے لئے گرمیوں کی چھٹیوں میں اسکول میں ہی قیام زیادہ مناسب رہے گا۔

غسام نے تحفے میں مٹھائی بھیجی تھی، جو اتنی سخت تھی کہ اسے دندان شکن کہا جا سکتا تھا۔ حارب نے اسے نرم ہونے کے لئے آتش دان کے پاس رکھ دیا۔

رامس نے اسے ہوائی بال کے کھیل کے بارے میں ایک معلوماتی کتاب دی تھی۔ مینا نے اسے عقاب کے پر والا قلم دیا تھا، مسز قرولی نے حسب معمول ایک سویٹر اور ایک کیک بھیجا تھا۔ اس کا کرسمس کارڈ دیکھتے ہوئے حارب کو احساس جرم ستانے لگا۔ اس کی وجہ سے ان کی اڑن کار تباہ ہوئی تھی اور وہ اور مسٹر قرولی سواری سے محروم ہو گئے تھے اور جو وہ اور رامس کرنے جا رہے تھے، اس کا نتیجہ کیا نکلے گا، یہ انہیں خود بھی معلوم نہیں تھا۔

☆......☆......☆......☆

اسکول میں کرسمس کا ڈنر بے حد شاندار تھا۔

بڑا ہال بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ اس کی آرائش پر بہت محنت کی گئی تھی۔ اخیار نے کئی جدید گیت شروع کیے، جن میں ہال میں موجود لوگ بھی شامل ہو گئے۔ غسام کی آواز سب سے نمایاں تھی۔

فارغ نے پارس کے پری فیکٹ کے بیج کو جادو کے ذریعے تبدیل کر دیا تھا۔ اب اس پر پری فیکٹ کے بجائے احمق لکھا نظر آ رہا تھا۔ پارس کو اس کا کچھ علم نہیں تھا، وہ سب سے بار بار پوچھتا تھا...... تم مجھے دیکھ کر مسکرا کیوں رہے ہو؟

حارب اتنا خوش تھا کہ فاسد جو اس کے سویٹر پر زہریلے تبصرے کر رہا تھا، وہ بھی اسے برے نہیں لگ رہے تھے۔ اسے یہ خیال بھی تھا کہ اب سے چند گھنٹے بعد فاسد سے وہ پوچھ گچھ کر رہے ہوں گے۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ باہر نکل آئے۔ انہیں اپنے منصوبے کی جزئیات طے کرنی تھیں۔

"تمہیں جن لوگوں کا روپ دھارنا ہے ان کی کوئی چیز درکار ہے" مینا نے کہا "تم لوگوں کو جھاؤ اور خارپشت کی کوئی چیز چاہیئے وہ دونوں فاسد کے بہترین دوست ہیں اور فاسد ان سے کچھ نہیں چھپائے گا۔ تمہارے لئے ان دونوں کا روپ دھارنا زیادہ بہتر رہے گا"۔

وہ دونوں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"میں نے تمام تفصیلات سوچ رکھی ہیں" مینا نے کہا "اس نے دو بڑے چاکلیٹ کیک ان کو دکھائے" ان میں میں نے خواب آور دوا ملا دی ہے تمہیں ان کو بس ایسی جگہ رکھنا ہے جہاں جھاؤ اور خارپشت کی نظر ان پر پڑ جائے۔ تم ان کے ندیدے پن سے تو واقف ہی ہو۔ مفت کا مال کھانے کے وہ بہت شوقین ہیں۔ انہیں سلا کر ہم ان کے سروں سے بال لیں گے...... دواؤں میں ملانے کے لئے...... اور انہیں اڑن جھاڑوؤں کی الماری میں بند کر دیں گے"۔

حارب اور رامس نے عجیب سی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا "مینا...... میں نہیں سمجھتا کہ......"

"یہ معاملہ بہت خراب بھی ہو سکتا ہے" رامس نے کہا۔

لیکن مینا کی آنکھوں میں عزم تھا۔ انہیں احساس ہو گیا کہ وہ اسے ہلا نہیں سکیں گے "ان کے بالوں کے بغیر دوا بے کار ہے" مینا نے کہا "اب تم فیصلہ کرو کہ تم فاسد کو چیک کرنا چاہتے ہو یا نہیں؟"

"چلو ٹھیک ہے لیکن تم کیا کرو گی" حارب نے اعتراض کیا "تم کس کا بال توڑو گی؟"

"میرا کام پہلے ہی ہو چکا ہے" مینا نے فاتحانہ لہجے میں کہا اور انہیں ایک شیشی نکال کر دکھائی جس میں بھورے رنگ کا ایک بال موجود تھا۔ "تمہیں یاد ہو گا ڈوئل والے دن میں اور بیلا ثمود آپس میں الجھے ہوئے تھے۔ اس کا یہ بال میرے لبادے پر چپکا رہ گیا تھا۔ میں نے اس بال کو اسی موقع کے لئے محفوظ کر لیا تھا۔ اب بیلا گھر جا چکی ہے مگر میں بیلا بن کر فاسد سے ملوں گی اور کہوں گی کہ میں نے چھٹیاں یہاں گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور واپس آ گئی ہوں"

حارب اور رامس نے بے بس سے ایک دوسرے کو دیکھا، مینا ہر فیصلے میں پہل کر چکی تھی۔

وہ تینوں بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ کی طرف چل دیئے "یہ ایسا منصوبہ ہے جس میں ایک دو نہیں متعدد گڑبڑوں کا خدشہ ہے" رامس نے سرگوشی میں حارب سے کہا۔

☆......☆......☆......☆

حارب اور رامس کو حیرت ہوئی کہ پہلا مرحلہ بغیر کسی دشواری کے طے ہو گیا، وہ داخلی حال میں گئے اور جھاؤ اور خارپشت کا انتظار کرنے لگے۔ وہ دونوں سلجار کی میز پر اب بھی ڈٹے ہوئے تھے۔ حارب نے خواب آور دوا والا کیک سیڑھیوں کے پاس رکھ دیا۔

انہوں نے جھاؤ اور خارپشت کو باہر آتے دیکھا تو تصویروں کے پیچھے چھپ گئے۔ "انہیں کیک دیکھ کر شک نہیں ہو گا؟" رامس نے کمزور لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھتا کہ وہ کیک کھائیں گے" حارب نے کہا "لیکن مینا کو یقین ہے کہ......"

مگر مینا کی بات درست ثابت ہوئی وہ دونوں لالچی ہی نہیں، بے وقوف بھی تھے۔ جھاؤ کی نظر کیک پر پڑی تو اس نے خوشی سے قہقہہ لگایا۔ "ارے...... وہ دیکھو" خارپشت نے کیک کو دیکھا تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا "واہ...... یہ تو غیبی دعوت ہے" اس نے کہا۔

ان دونوں نے وہیں کھڑے کھڑے کیک کا صفایا کر دیا چند لمحے بعد وہ وہیں فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

اب انہیں اڑن جھاڑوؤں کی الماری میں بند کرنا آسان نہیں تھا کیونکہ وہ بہت بھاری تھے۔ جیسے تیسے وہ انہیں گھسیٹ کر لے گئے اور الماری میں بند کر دیا۔ اس سے پہلے انہوں نے ان دونوں کے سروں سے چند بال توڑ لئے تھے۔ حارب کے حصہ میں خارپشت اور رامس کے حصے میں جھاؤ کے بال آئے تھے۔

"مگر جھاؤ اور خارپشت بننے کے بعد یہ جوتے ہمیں نہیں آئیں گے" حارب نے کہا۔

چنانچہ انہوں نے ان کے جوتے بھی اتار لئے۔ پھر وہ بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ کی طرف دوڑ گئے۔

ٹوائلٹ میں گہرا گاڑھا دھواں بھرا ہوا تھا، مینا کڑاہی میں چمچہ چلا رہی تھی۔ انہوں نے دروازے پر دستک دی اور پکارا "مینا؟"

مینا نے دروازہ کھولا، اس کا چہرہ پسینے میں بھیگ رہا تھا اور اس پر تشویش کا تاثر تھا "کام ہوگیا؟"

"ہاں" ان دونوں نے بال لہراتے ہوئے کہا "یہ بتاؤ، دوا تیار ہے؟"

مینا نے عقب میں ٹوائلٹ سیٹ پر رکھے تین گلاسوں کی طرف اشارہ کیا جن میں دوا بھری جاتی تھی "اور میں لانڈری سے تین بڑے لبادے نکال لائی ہوں۔ دوا استعمال کرنے کے بعد ہم ان لبادوں میں نہیں سما سکیں گے" اس نے کہا۔

اب وہ تینوں کڑاہی کو بغور دیکھ رہے تھے۔ ان کے انداز میں خوف تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ میں نے کوئی کمی نہیں چھوڑی" مینا نے کہا۔ وہ بھی نروس دکھائی دے رہی تھی۔

اس نے اس کتاب کا جائزہ لیا جس میں دوا کی تیاری کی مکمل ترکیب درج تھی "میں نے تمام ہدایات پر عمل کیا ہے اور دوا دیکھنے میں ویسی ہی ہے، جیسا کہ کتاب کے مطابق اسے ہونا چاہئے۔ یہ دوا پینے کے ایک گھنٹے بعد ہم دوبارہ اصلی حالت میں واپس آ جائیں گے"۔

"تو اب کیا کرنا ہے؟" رامس نے سرگوشی میں پوچھا۔

"اب ہم دوا لیں گے اور اپنی اپنی دوا میں وہ بال شامل کریں گے" مینا نے کہا اور گلاسوں میں دوا انڈیلنے لگی۔ لیکن اپنے گلاس کی دوا میں بیلا ثمود کا بال ڈالتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی۔

گلاسوں میں ابلتا ہوا محلول پھنکاریں مارتا محسوس ہو رہا تھا اور اس میں جھاگ اٹھ رہے تھے۔ چند لمحے بعد وہ گہری زرد رنگت اختیار کر گیا، مگر وہ اپنے رنگ سے بھی ڈراؤنا لگ رہا تھا۔

"اورغ...... اب اس میں بیلا ثمود کا ذائقہ بھی شامل ہوگیا ہوگا" رامس نے کراہت سے کہا "یقیناً یہ بہت بدذائقہ ہوگا"۔

"اب تم اپنی دوا میں جھاؤ کا بال ڈالو" مینا نے کہا۔

حارب اور حامد نے اپنے اپنے گلاس میں خارپشت اور جھاؤ کے بال ڈال دیئے۔ دونوں گلاسوں میں ابال آیا اور ان میں جھاگ اٹھنے لگے۔ پھر ان کی رنگت تبدیل ہونے لگی۔

"رک جاؤ" حارب نے رامس اور مینا سے کہا، جو اپنے اپنے گلاس منہ کی طرف لے جا رہے تھے "ہم تینوں کو دوا یہاں نہیں پینی چاہئے، میں خارپشت اور رامس جھاؤ بنے گا تو ہم یہاں پھنس کر رہ جائیں گے۔ ان کی جسامت کا تو تصور کرو......"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو" رامس نے سر ہلایا۔ اس نے دروازہ غیر مقفل کیا۔ "ہم لوگوں کو الگ الگ بیت الخلا استعمال کرنے چاہئیں۔

حارب درمیان والے بیت الخلا میں گھس گیا "ریڈی؟" اس نے پکار کر کہا۔

"ریڈی" اطراف سے رامس اور مینا کی آواز آئی۔

"تین...... دو...... ایک......" حارب نے ناک چٹکی سے بند کی اور ایک ہی گھونٹ میں پوری دوا حلق سے اتار لی۔ دوا میں سڑھی ہوئی بند گوبھی کی سی بو آ رہی تھی۔

دوا پیتے ہی اس کے پیٹ میں زبردست اینٹھن شروع ہوئی اور ایسی سرسراہٹ جیسے جسم کے اندر بے شمار سانپ رینگ رہے ہیں۔ وہ دوہرا ہوگیا چند لمحے تو اسے ایسا لگا کہ قے ہو جائے گی۔ پھر اس کے پیٹ سے گرم بگولے سے اٹھنے لگے، ہاتھ پیروں کی انگلیوں کے پوروں میں سنسناہٹ ہونے لگی۔ اس کے بعد ایسا لگا کہ اس کا وجود جیسے موم کی طرح پگھل رہا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے ہاتھ پاؤں بڑے ہونے لگے۔ اور بات صرف اتنی نہیں تھی، سر کے بال تک بڑے ہو رہے تھے۔ پورا جسم ایک زبردست کیمیائی تبدیلی سے گزر رہا تھا۔ جھنکاڑ جیسے سخت اور موٹے بال اس کی پیشانی پر جھک آئے تھے، اس کا سینہ پھول رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ لبادہ اس کے لئے چھوٹا پڑ جائے گا۔ ادھر پاؤں جوتوں میں پھنسنے لگے تھے۔

اور پھر جیسے یہ سب کچھ اچانک شروع ہوا تھا، اچانک ہی ختم بھی ہوگیا۔ حارب فرش پر سینے کے بل لیٹا تھا، برابر والے کسی بیت الخلا سے مورتی کی سوگوار آہوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ بڑی مشکل سے حارب نے جوتے اتارے، لبادہ اترا اور وہ لبادہ پہنا جو مینا لانڈری سے لائی تھی اس کے ہاتھ...... خارپشت کے ہاتھ کانپ رہے تھے جیسے تیسے اس نے خارپشت کے جوتے پہنے، پھر اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر پیشانی سے بال ہٹائے۔ اسے موٹی موٹی بھویں نظر آئیں۔ ساتھ ہی احساس ہوا کہ چشمے کی وجہ سے اس کی نظر دھندلا رہی ہے۔ ظاہر ہے خارپشت کی آنکھوں کو چشمے کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے چشمہ اتار دیا۔

"تم دونوں خیریت سے ہو" اس نے پکارا۔ اپنے منہ سے خارپشت کی آواز سن کر خود اسے بھی شاک لگا۔

"ہاں" دائیں جانب والا بیت الخلا سے جھاؤ کی آواز سنائی دی۔

حارب آئینے میں خارپشت کی نفرت انگیز صورت کو دیکھ رہا تھا کیسی ستم ظریفی تھی کہ اسے اس شخص کا روپ دھارنا پڑا تھا جسے وہ ناپسند کرتا تھا۔

اس نے دروازہ کھولا اسی لمحے رامس نے بھی دروازہ کھولا۔ وہ جھاؤ بنا ہوا تھا اور ابھی تک اس شاک

سے نکلا نہیں تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو گھور رہے تھے ''ناقابل یقین'' رامس نے جھاؤ کی ناک سہلاتے ہوئے کہا۔

''اب ہمیں چلنا چاہیے'' حارب نے کہا ''ابھی تو ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ سلجار ہاؤس کا کامن روم کہاں ہے بس کاش کوئی مل جائے تو......''

رامس حارب کو گھور رہا تھا ''خار پشت کو سوچتے ہوئے دیکھنا بہت عجیب لگ رہا ہے'' پھر اس نے مینا والے دروازے پر دستک دی ''کیوں دیر لگا رہی ہو۔ باہر آؤ نا۔ اب چلنا بھی ہے''۔

اندر سے بیلا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ''میں نہیں سمجھتی کہ میں باہر آسکوں گی، تم لوگ چلے جاؤ''۔

''مینا ہم جانتے ہیں کہ بیلا ثمود کتنی بدصورت ہے'' رامس نے کہا ''تم گھبراؤ نہیں، تمہیں مینا کی حیثیت سے کوئی نہیں دیکھے گا''۔

''یہ بات نہیں بس میں آ نہیں سکتی تم دونوں جلدی سے جاؤ، وقت ضائع مت کرو۔

حارب نے رامس کو دیکھا، اس کی نظروں میں پریشانی تھی۔

''ایسے نہ دیکھو'' رامس نے کہا ''جب بھی کوئی ٹیچر خار پشت سے کچھ پوچھتا ہے تو وہ ایسے ہی پریشان ہو جاتا ہے''۔

''مینا......تم ٹھیک تو ہو'' حارب نے رامس کو نظرانداز کرتے ہوئے پکارا۔

''میں ٹھیک ہوں میری فکر نہ کرو، تم جاؤ''

حارب نے گھڑی میں وقت دیکھا، ان کے قیمتی ساٹھ منٹ میں سے پانچ منٹ کم ہو چکے تھے ''ہم یہیں واپس آئیں گے، ٹھیک ہے؟'' اس نے کہا۔

وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھے پہلے انہوں نے باہر جھانک کر دیکھا کہ میدان صاف ہے یا نہیں، پھر وہ باہر نکل آئے۔

''یوں ہاتھ جھلاتے ہوئے نہ چلو'' حارب نے رامس کو ٹوکا۔

''کیا مطلب؟''

''جھاؤ کے ہاتھ اکڑے ہوئے اور پہلو سے چپکے ہوتے ہیں''

''اچھا......ادھر دیکھو''

''ہاں......یہ ٹھیک ہے''

وہ ماربل کے زینے کی طرف چل دیئے۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی سلجاری آ نکلے اور وہ اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے سلجار ہاؤس کے کامن روم میں پہنچ جائیں۔ ''اب کیا کریں؟'' حارب بڑبڑایا۔

''ناشتہ کے بعد سلجاریوں کو اس طرف آتے دیکھا ہے'' رامس نے کہا۔

اسی لمحہ ایک لڑکی داخلی دروازے سے اندر آتی دکھائی دی......

''ایکسکیوزمی'' رامس تیزی سے اس کی طرف لپکا ''ہم اپنا پاس ورڈ بھول گئے ہیں''۔

''بات سنو'' لڑکی نے سخت لہجے میں کہا ''میں منقاری ہوں'' وہ آگے بڑھ گئی۔ مگر مشتبہ نظروں سے پلٹ پلٹ کر انہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ ادھر ادھر پھرتے رہے، بار بار گھڑی دیکھتے......انہیں پریشانی تھی کہ وقت اڑا چلا جا رہا ہے، اسی عالم میں پندرہ منٹ گزر گئے۔ لگتا تھا کہ دوا کا یہ ڈوز ضائع ہو جائے گا۔

وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے تھے کہ کوئی آتا دکھائی دیا۔ وہ خوش ہو گئے، اندھیرے میں آنے والا صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

پھر وہ قریب آیا تو پتا چلا کہ وہ تو پارس قرولی ہے۔

''تم یہاں کیا کر رہے ہو؟'' رامس نے بے ساختہ اس سے پوچھا۔

''تمہیں اس سے مطلب؟'' پارس نے اکڑ کر کہا۔ پھر غور سے اسے دیکھتے ہوئے بولا ''تم جھاؤ ہو، ہے نا؟''

''ہہ......ہاں......'' اب رامس کو یاد آیا کہ وہ اس وقت جھاؤ کے روپ میں ہے۔

''تو اپنی اقامت گاہ میں جاؤ۔ ان دنوں اندھیری راہداریوں میں اس طرح پھرنا کچھ اچھا نہیں ہے''۔

''لیکن تم بھی تو پھر رہے ہو''

''میں پری فیکٹ ہوں'' پارس نے اکڑ کر کہا ''مجھ پر کوئی حملہ نہیں کرے گا''۔

اس وقت عقب سے ایک آواز ابھری......فاسد جھگڑال کی آواز! حارب نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار فاسد کو دیکھ کر اسے خوشی کا احساس ہوا تھا۔

''اے......تم دونوں کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو'' فاسد نے کہا ''میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں۔ آؤ......تمہیں ایک دلچسپ چیز دکھانی ہے'' پھر فاسد نے پارس کو دیکھ کر دانت نکالے ''تم یہاں کیا کر رہے ہو قرولی؟''

پارس مشتعل ہو گیا ''تمہیں پری فیکٹ کا احترام کرنا نہیں آتا'' وہ غرایا ''مجھے یہ رویہ پسند نہیں ہے۔''

فاسد نے نفرت سے اسے دیکھا اور حارب اور رامس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ حارب پارس سے معذرت کے الفاظ کہنے ہی والا تھا کہ اس نے بروقت خود کو روک لیا۔

وہ دونوں فاسد کے پیچھے چلنے لگے۔ فاسد ایک راہداری میں مڑا ''یہ فارس قرولی......''

''پارس قرولی'' رامس نے بے ساختہ تصحیح کی اور اس کے لہجے میں احترام اور محبت بھی تھی۔

''کچھ بھی سہی، آج کل میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بہت تاک جھانک کرتا پھر رہا ہے۔ میں شرط لگا سکتا

ہوں کہ یہ کسی چکر میں ہے۔شاید یہ سمجھتا ہے کہ سلجار کے وارث کو تن تنہا پکڑنے میں کامیاب ہو جائے گا'' اس نے ہذیانی انداز میں قہقہہ لگایا۔

حارب اور رامس نے ایک دوسرے کو دیکھا، ان کے انداز میں ہیجان تھا۔

فاسد ایک دیوار کے سامنے رکا اور اس نے حارب سے پوچھا ''نیا پاس ورڈ کیا ہے؟''

''ارر......''

''او ہاں یاد آیا...... خالص خون'' فاسد نے کہا۔

دیوار ایک طرف سرکی۔ فاسد خلا میں گھس گیا، حارب اور رامس اس کے پیچھے تھے۔

سلجار کا کامن روم کافی بڑا تھا دیواروں پر سبز رنگ کے لیمپ آویزاں تھے، ایک بہت بڑا آتش دان دہک رہا تھا۔ اس کے گرد کرسیوں پر کئی سلجاری بیٹھے تھے۔

''یہاں بیٹھو'' فاسد نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حارب اور رامس سے کہا ''میں ابھی وہ چیز لے کر آتا ہوں۔ پاپا نے آج ہی بھجوائی ہے......''

حارب اور رامس سوچ رہے تھے کہ فاسد انہیں کیا دکھانے والا ہے وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ ان کے انداز سے نامانوسیت نہ جھلکے کیونکہ جھاؤ اور خار پشت کا تو وہ گھر تھا۔

ایک منٹ بعد فاسد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک اخباری تراشہ تھا۔ وہ اس نے رامس کی طرف بڑھا دیا ''لو دیکھو......''

وہ روزنامہ جادو نیوز کا تراشہ تھا۔ خبر کچھ یوں تھی، سرخی سمیت......

وزارت جادوگری میں انکوائری

آج وزارت جادوگری میں تحفظ برائے مصنوعات دھرپٹاں کے محکمے کے سربراہ ابریق قرولی پر دھرپٹوں کی ایک کار پر جادو کرنے کے الزام میں طلائیہ جرمانہ عائد کیا گیا۔

مسٹر فاسد جھگڑال نے جو جادوگری کے مشہور اسکول سحر کدہ کے گورنروں میں سے ایک ہیں، مسٹر ابریق قرولی سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیں۔ یاد رہے کہ مسٹر قرولی کی مذکورہ کار نے سحر کدہ میں خاصا ہنگامہ اور توڑ پھوڑ مچائی تھی، ایک قدیم درخت کو کافی نقصان پہنچا تھا۔

مسٹر قرولی وزارت جادوگری کے لئے بدنامی کا باعث بنے ہیں، مسٹر جھگڑال نے ہمارے نامہ نگار سے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ قانون سازی کے لئے نااہل ثابت ہو چکے ہیں۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کے بنائے ہوئے تحفظ دھرپٹاں کے قانون کو فوری طور پر منسوخ کر دیا جائے۔

مسٹر قرولی سے ہمارے نامہ نگار کا رابطہ نہیں ہو سکا تاہم مسز قرولی نے ہمارے نامہ نگار کو دھمکی دی کہ وہ فوری طور پر ان کے گھر سے نکل جائے ورنہ وہ اپنے خاندانی بھوت کو اس کے پیچھے لگا دیں گی۔

رامس نے پڑھنے کے بعد تراشہ فاسد کی طرف بڑھایا تو فاسد نے تیز لہجے میں کہا ''کیا بات ہے؟

تمہیں مزہ نہیں آیا؟ تم ہنسے بھی نہیں؟''

''ہاہاہاہا'' حارب ہنسنے لگا۔

''ابریق قرولی کو دھرپٹ اتنے پسند ہیں کہ اس کا بس چلے تو وہ اپنی جادو کی چھڑی کے دو ٹکڑے کرے اور ان سے جا ملے'' فاسد نے نفرت بھرے لہجے میں کہا ''ان کے طور طریقے دیکھو تو کوئی کہہ ہی نہیں سکتا کہ قرولی فیملی خالص جادوگر فیملی ہے''۔

رامس کا چہرہ...... جو کہ درحقیقت جھاؤ کا چہرہ تھا غصے سے مسخ ہونے لگا۔

''کیا بات ہے جھاؤ...... کچھ طبیعت خراب تو نہیں؟'' فاسد نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''پیٹ میں درد ہو رہا ہے'' رامس نے کراہتے ہوئے کہا۔

''تو اسپتال جا کر دوا لو...... اور میری طرف سے ان دھرپٹ خون والوں کے ایک ایک لات بھی رسید کر دینا'' فاسد نے زہریلے لہجے میں کہا ''مجھے حیرت ہے کہ جادو نیوز میں اب تک ان حملوں کے بارے میں خبر نہیں چھپی۔ میرا خیال ہے اخبار اس معاملے کو دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر یہ سلسلہ نہیں رکا تو اسے اسکول سے ہٹا دیا جائے گا۔ پاپا ہمیشہ کہتے ہیں کہ اس اسکول کے لئے اخبار سب سے بڑا وبال ہے۔ وہ دھرپٹ نسل کے طلبا و طالبات کو پسند کرتا ہے۔ اگر وہ اچھا ہیڈ ماسٹر ہوتا تو کمیل جیسوں کو کبھی سحر کدہ میں داخلہ نہ ملتا''۔ وہ جھک کر خیالی کیمرے سے تصویریں کھینچنے کی اداکاری کرنے لگا۔ درحقیقت وہ کمیل کی نقل اتار رہا تھا ''چرخی، میں تمہاری ایک تصویر لے لوں؟ چرخی، مجھے آٹو گراف دو گے؟ چرخی...... میں تمہارے تلوے چاٹ لوں؟'' وہ کمیل کے انداز میں بول رہا تھا۔

اس نے دونوں ہاتھ پہلوؤں سے لگا لئے اور غور سے حارب اور رامس کو دیکھا ''تم دونوں کو کیا ہو گیا ہے؟ ہنس بھی نہیں رہے ہو؟''

حارب اور رامس نے ہنسنے کی کوشش کی۔ فاسد قدرے مطمئن نظر آنے لگا۔ شاید جھاؤ اور خار پشت ہمیشہ اکسائے جانے پر پچھ کرتے تھے۔

''اس چرخی کو دیکھو، وہ بھی قرولیوں جیسا ہے اس میں جادوگروں والی کوئی بات ہی نہیں'' فاسد نے دھیمی آواز میں کہا ''وہ اس دھرپٹ خون کی گندی نالی مینا کے بغیر لقمہ بھی نہیں توڑتا اور احمق لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ سلجار کا وارث ہے''۔

بات خود بہ خود چل نکلی تھی۔ حارب اور رامس سانس روکے منتظر تھے کہ فاسد اور کچھ بھی بولے گا۔ راز شاید کھلنے ہی والا تھا لیکن چند لمحوں کی خاموشی کے بعد فاسد نے کہا ''کاش مجھے بھی معلوم ہوتا کہ وہ کون ہے'' اس کے لہجے میں مایوسی تھی ''میں اس کی مدد کر سکتا تھا''۔

رامس کا منہ لٹک گیا، خوش قسمتی سے فاسد اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

''تمہیں بہرحال کچھ اندازہ تو ہو گا سلجار کے وارث کا'' حارب نے کہا۔

"تمہیں پتا ہے کہ مجھے بالکل اندازہ نہیں۔ کتنی بار اور بتاؤں تمہیں یہ بات" فاسد نے جھنجلا کر کہا۔

"میں نے پاپا سے پوچھا تھا کہ پچھلی بار حجرۂ بلا کیسے کھلا تھا اور کس نے کھولا تھا، مگر انہوں نے نہیں بتایا ویسے بھی یہ پچاس سال پرانی بات ہے...... پاپا کے زمانے سے پہلے کی۔ مگر میں جانتا ہوں کہ پاپا کو بہت کچھ معلوم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ کو دبا دیا گیا تھا اور اگر مجھے کچھ معلومات حاصل ہوئیں اور میں نے زبان کھولی تو ان کی پوزیشن خراب ہو جائے گی۔

بہرحال ایک بات میں جانتا ہوں۔ پچھلی بار حجرۂ بلا کھلا تو ایک دھرپٹ نسل کا زیر تعلیم جادوگر مارا گیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس بار بھی یہی ہوگا، ان میں سے کوئی ضرور مارا جائے گا۔ کاش وہ مینا افگر ہو"۔

رامس مٹھیاں بھینچ رہا تھا، پول کھلنے کا ڈر نہ ہوتا تو وہ حارب کے گھونسہ رسید کر دیتا۔ حارب نے اسے خبردار کرنے والی نظروں سے دیکھا اور فاسد سے بولا "تمہیں یہ تو پتا ہوگا کہ پچھلی بار جس نے حجرۂ بلا کھولا تھا وہ پکڑا گیا تھا یا نہیں؟"

"اوہ ہاں یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون تھا۔ بس یہ جانتا ہوں کہ اسے اسکول سے نکال دیا گیا تھا" فاسد نے کہا "شاید وہ لوگ اب بھی قیفات میں ہیں"

"قیفات" حارب کے لہجے میں الجھن تھی۔

"ہاں...... جادوگروں کی جیل کا نام قیفات ہے" فاسد نے کہا اور اسے گھور کر دیکھا "تم بڑے ڈفر ہو۔ کچھ بھی معلوم نہیں تمہیں" اس نے کرسی میں پہلو بدلا "پاپا نے کہا ہے کہ میں اپنے کام سے کام رکھوں اور سلجار کے وارث کو اس کا کام کرنے دوں۔ وہ کہتے ہیں کہ سحر کدہ سے دھرپٹ گندگی کا مکمل صفایا ہو جانا چاہئے لیکن ہمیں اس میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت پاپا ویسے بھی بہت الجھے ہوئے ہیں۔ تم تو جانتے ہی ہو کہ پچھلے ہفتے وزارت والوں نے ہماری حویلی پر چھاپہ مارا تھا"۔

حارب نے چہرے پر پریشانی کا تاثر لانے کی کوشش کی۔

"خوش قسمتی سے انہیں ملا کچھ نہیں" فاسد نے مزید کہا "پاپا کے پاس کالے جادو کا بہت قیمتی سامان موجود ہے مگر وہ ہمارے ڈرائینگ روم کے نیچے والے خفیہ تہ خانے میں چھپا ہوا ہے......"

"اوہ......" رامس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

فاسد نے چونک کر اسے دیکھا۔ حارب بھی اسے گھور رہا تھا۔ اس کی ناک کچھ لمبی ہو رہی تھی۔ لگتا تھا، دوا کا اثر ختم ہونے والا ہے اور اب رامس کے چہرے کے تاثر سے اندازہ ہو رہا تھا کہ حارب کے اندر بھی تبدیلی کا عمل شروع ہو گیا ہے۔

وہ دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے "میرے پیٹ میں گڑبڑ ہو رہی ہے۔ دوا لینی پڑے گی" اس نے کراہتے ہوئے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا، میرے سر میں درد ہے" حارب نے کہا۔

"خالی جگہوں میں درد تو ہوتا ہی ہے" فاسد نے تبصرہ کیا۔

مگر وہ دونوں تیزی سے دیوار کی طرف لپکے۔ انہوں نے پاس ورڈ دہرایا۔ خلا نمودار ہوا اور وہ جھپٹ کر باہر نکل گئے۔

باہر نکلتے ہی انہیں احساس ہوا کہ وہ صحیح وقت پر نکل آئے ہیں مگر انہیں ڈر تھا کہ فاسد نے تبدیلی محسوس کر لی ہوگی۔ بہرحال اب اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا، جوتے اور لبادے ان کے لئے ڈھیلے ہونے شروع ہو گئے تھے۔

وہ داخلی ہال میں پہنچے جھاڑوؤں والی الماری میں سے عجیب عجیب آوازیں آ رہی تھیں، شاید جھاؤ اور خارپشت ٹکریں مار مار کر الماری کو کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

انہوں نے ان کے جوتے الماری کے پاس اتار دیئے، پھر وہ بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ کی طرف لپکے۔

"چلو...... مہم پوری طرح ناکام تو نہیں ہوئی" رامس نے تبصرہ کیا۔ "بے شک یہ تو معلوم نہیں ہوا کہ حملوں کے پیچھے کون ہے مگر اب میں ڈیڈی کو خط لکھ کر بتاؤں گا کہ جھگڑال کے حویلی میں ڈرائنگ روم کے نیچے خفیہ تہ خانے میں ممنوعہ مال بھرا ہے، وہ خوش ہو جائیں گے"۔

حارب چیختے ہوئے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اب وہ پوری طرح حارب چرخی بن چکا تھا، اس نے جلدی سے چشمہ لگایا۔

رامس اس بیت الخلا کا دروازہ پیٹ رہا تھا، جس میں مینا بند تھی "مینا باہر آؤ، تمہیں بہت کچھ بتانا ہے......"

"چلے جاؤ یہاں سے" اندر سے مینا کی روہانسی آواز سنائی دی۔

حارب اور رامس نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا "کیا بات ہے؟" رامس نے پکارا "اب تک تو تم بھی ہماری طرح نارمل ہو چکی ہوگی"

اس بیت الخلا سے بسورتی مورتی تیرتی ہوئی نکلی، اسے اتنا خوش انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا" اور وہ...... تم دیکھو گے تو سمجھ میں آئے گا" اس نے بے حد خوش ہو کر کہا۔ "وہ بہت خوفناک لگ رہی ہے"۔

لاک ہٹنے کی آواز سنائی دی، دروازہ کھلا اور مینا برآمد ہوئی۔ وہ سسکیاں لے رہی تھی اس نے لبادہ اوپر چڑھا رکھا جس سے اس کا چہرہ چھپ گیا تھا۔

"کیا بات ہے؟" رامس نے پرتشویش لہجے میں پوچھا "ہم تو نارمل ہو گئے، کیا تم اب بھی بیلا ثمود......"

مینا نے لبادہ ہٹا دیا، رامس گھبرا کر پیچھے ہٹا اور واش بیسن سے جا لگا۔

مینا کے چہرے کی کھال موٹی، سیاہ اور بال دار ہو گئی تھی۔ آنکھیں زرد ہو گئی تھیں اور لمبے نکیلے کان اس کے بالوں میں سے سر اٹھاتے نظر آ رہے تھے۔

''وہ...... بلی کا بال تھا'' مینا نے فریاد کرنے والے لہجے میں کہا ''یقیناً'' بیلا کی کوئی پالتو بلی ہو گی'' وہ اب رو رہی تھی ''اور یہ دوا انسانوں میں تبدیل ہونے کے لئے ہے، جانوروں میں نہیں......''

''ارے......اوہ......'' رامس کے منہ سے نکلا۔

''اب سب تم سے ڈریں گے، کچھ ہنسیں گے بھی'' بسورتی مورتی نے بے حد خوش ہو کر کہا۔

''ارے مینا، گھبراؤ نہیں، ہم ابھی تمہیں اسپتال لے چلتے ہیں'' حارب نے جلدی سے کہا ''مادام حاذق علاج کرتی ہیں، تفتیش نہیں''۔

انہیں مینا کو سمجھانے اور قائل کرنے میں بہت دیر لگی وہ تو باتھ روم سے نکلنے پر آمادہ ہی نہیں ہو رہی تھی۔

وہ باہر نکلنے جا ہی رہے تھے کہ عقب سے بسورتی مورتی نے کہا ''ابھی تو کسی کو پتہ ہی نہیں ہے کہ تمہاری دم بھی ہے''۔

☆......☆......☆......☆

مینا کو کوئی ہفتے اسپتال میں رہنا پڑا۔ کرسمس کی چھٹیاں گزار کر واپس آنے والوں کے درمیان اس کے متعلق افواہیں پھیلنے لگیں۔ سب لوگ یہی سمجھتے تھے کہ اس پر حملہ ہوا ہے۔ لوگ اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اسپتال جانے لگے۔ تنگ آ کر مادام حاذق نے اس کے بیڈ کے چاروں طرف پردے لگا دیئے۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ لوگ مینا کو دیکھیں اور مینا کو شرمندگی ہو۔

حارب اور رامس ہر روز اس سے ملنے جاتے تھے، پھر کلاسیں شروع ہوئی تو وہ اس کے لئے ہر روز کا ہوم ورک لانے لگے ''اگر میری بلی جیسی مونچھیں نکل آئی ہوتی تو میں تو ہرگز کام نہ کرتا'' رامس بولا۔

''بے وقوفی کی بات ہے کیا میں کلاس میں سب سے پیچھے ہو جاؤں'' مینا نے کہا۔ اب اس کا اعتماد بحال ہونے لگا تھا کیونکہ اس کے چہرے سے بال ہٹ گئے تھے اور اب آنکھوں کی رنگت بھی تبدیل ہونے لگی تھی۔ ''یہ بتاؤ کوئی نئی بات بھی معلوم ہوئی؟''

''نہیں'' حارب نے جواب دیا۔

''مجھے تو پکا یقین تھا کہ یہ فاسد جھگڑال ہی ہے'' رامس نے شاید سوویں بار کہا۔ یہ اس کا پسندیدہ ترین جملہ بن چکا تھا۔

''یہ کیا ہے؟'' حارب نے مینا کے تکیے کے نیچے سے جھلک دکھاتی ہوئی سنہری چیز کی طرف اشارہ کیا۔

''گیٹ ویل کارڈ ہے'' مینا نے جلدی سے کہا اس نے اسے تکیے کے نیچے چھپانے کی کوشش کی لیکن رامس نے اسے جھپٹ لیا، پھر اس نے کارڈ کھولا اور بلند آواز میں پڑھنے لگا۔

مس انگر کے لئے جلد از جلد شفایابی کی دلی دعاؤں کے ساتھ، اس کے فکرمند استاد قفلیس دلدر کی طرف سے......

کارڈ پڑھنے کے بعد رامس نے مینا کی طرف بڑی بدمزگی سے دیکھا۔ ''تم اسے تکیے کے نیچے رکھ کر سوتی ہو؟''

مینا کا چہرہ تپنے لگا۔ جواب دینا اس کے لئے آسان نہیں تھا لیکن مادام حاذق اسے دوا پلانے کے لئے آ گئیں تو وہ جواب دینے سے بچ گئی۔

''کیا تم نے اس دلدر سے بہتر اور اسمارٹ آدمی کبھی نہیں دیکھا'' رامس نے اسپتال سے واپس آتے ہوئے حارب سے پوچھا۔ ''یہ مینا کو کیا ہو گیا ہے؟''

حارب نے جواب نہیں دیا۔ وہ پریشان تھا پروفیسر ماہر نے اتنا ہوم ورک دیا تھا کہ حارب کا کہنا تھا کہ سال ششم میں پہنچنے تک ہی وہ مکمل ہو سکے گا، اس سے پہلے نہیں۔

وہ ہال میں داخل ہوئے، اس وقت اوپری منزل سے شور و غل کی آواز سنائی دی، حارب جلدی سے سیڑھیوں پر لپکا اور ایک ستون کی اوٹ میں دبک کر سن گن لینے کی کوشش کرنے لگا ''یہ آواز فلیس کی ہے'' اس نے سرگوشی میں کہا۔

''کہیں کوئی اور حملہ تو نہیں ہو گیا؟'' رامس نے جواب سرگوشی کی۔

وہ ساکت کھڑے اس آواز پر کان لگائے ہوئے تھے، فلیس کی آواز میں ہسٹیریائی کیفیت تھی۔

''......میرے لئے مزید مشقت رات بھر صفائی کرتا رہوں، لگتا ہے میرے پاس کوئی کام ہی نہیں ہے، نہیں بھئی بہت ہو گئی۔ اب برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ میں پروفیسر اخیار کے پاس جاؤں گا......''

فلیس کی آواز اور اس کے قدموں کی چاپ دور جا رہی تھی، پھر دھڑ سے کوئی دروازہ بند ہوا اور خاموشی چھا گئی۔

حارب اور رامس آگے بڑھے، انہوں نے سر نکال کر اس طرف دیکھا، وہ وہی جگہ تھی، جہاں فلیس کی بلی مسز نورس پر حملہ ہوا تھا...... جہاں سے ہٹنے کو فلیس کا دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ فلیس کے غصے کی وجہ انہیں ایک لمحہ میں نظر آ گئی۔ راہداری میں کافی پانی جمع تھا......اور اب بھی بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ سے نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔

جبکہ فلیس جا چکا تھا تو روتی ہوئی مورتی کے چیخ چیخ کر رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''اب اسے کیا ہو گیا؟'' رامس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"چلو......چل کر دیکھیں" حارب نے کہا، پھر اپنے لبادے کو ٹخنوں سے اوپر اٹھایا اور ٹوائلٹ کی طرف بڑھ گیا۔ رامس نے بھی اس کی تقلید کی۔

وہ اندر داخل ہوئے، بسورتی مورتی چیخ چیخ کر رو رہی تھی......اور وہ ہمیشہ کی طرح اپنے پسندیدہ بیت الخلا میں بند تھی۔ باتھ روم میں اندھیرا تھا، دونوں طرف کی دیواریں گیلی ہو رہی تھیں ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ پانی سیلاب کی طرح نکلا ہے۔

"کیا بات ہے مورتی، کیا ہوا ہے؟" حارب نے پکارا۔

"تم کون ہو؟" مورتی چلائی "اب مجھ پر کچھ اور پھینکنے کے لئے آئے ہو؟"

"میں کیوں تم پر کچھ پھینکوں گا" حارب نے اس کے بیت الخلا کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے مت پوچھو" مورتی نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی زبردست چھپاکے کی آواز آئی اور مزید پانی بیت الخلا سے موجیں مارتا ہوا نکلا۔ "میں یہاں اکیلی پڑی رہتی ہوں، اپنے کام سے کام رکھتی ہوں، اس کے باوجود کوئی اسے اپنی تفریح سمجھتا ہے کہ مجھے کتاب کھینچ کر مارے"

"لیکن تمہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے" حارب نے نہایت معقولیت سے سوچتے ہوئے کہا "میرا مطلب ہے کوئی بھی چیز ہو، تمہیں لگنے سے تو رہی، تمہارے وجود کے پار ہو کر نکل جائے گی......"

کہتے کہتے اسے احساس ہو گیا کہ اس نے غلط بات کہہ دی ہے کیونکہ اب مورتی پھنکارتے ہوئے لہجے میں چلائی تھی "تو اب یوں ہو گا جو فالتو چیز ہو، مورتی پر کھینچ مارو، کیونکہ اسے چوٹ تو لگے گی نہیں بلکہ کھیل بنا لو، مورتی کے معدے میں سے گزری تو دس پوائنٹ، سر میں گزارنے کے پچاس پوائنٹ......ہاہا ہا......واہ وا۔ کیا زبردست کھیل ہے یہی بات ہے نا؟"

"یہ تو بتاؤ، کتاب ماری کس نے؟" حارب نے کہا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ میں تو اپنے کموڈ کے یو پائپ میں بیٹھی اپنی موت کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اچانک یہ کتاب میرے سر پر گری" مورتی غرائی "یہ پڑی ہے وہ کتاب، ڈھل چکی ہے......"

حارب اور رامس نے اس کے انگلی کے اشارے کی سمت سنک کے نیچے کی طرف دیکھا، وہاں بوسیدہ سیاہ رنگ کے کور والی ایک چھوٹی سی کتاب پڑی تھی۔ وہ بالکل بھیگ چکی تھی، حارب اسے اٹھانے کے لئے بڑھنے لگا مگر رامس نے ہاتھ تھام کر اسے روک دیا۔

"کیا بات ہے؟" حارب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"پاگل ہوئے ہو" رامس نے کہا "یہ خطرناک بھی ہو سکتی ہے"۔

"خطرناک؟ کیا بات کر رہے ہو۔ اس میں خطرے کی کیا بات ہو سکتی ہے؟"

رامس ناپسندیدہ نظروں سے کتاب کو دیکھ رہا تھا "ڈیڈی مجھے ضبط شدہ کتابوں کے بارے میں بتاتے رہے ہیں، ایک کتاب ایسی تھی کہ آنکھیں جلا ڈالتی تھی، ایک کتاب ایسی تھی کہ ہاتھ میں لو تو زندگی بھر اس

کتاب کو پڑھتے ہی رہو، ایک کتاب ایسی تھی جسے پڑھنے والا اس کے بعد عمر بھر لاطینی زبان بولتا رہا اور......"

"ٹھیک ہے میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں" حارب نے کہا۔

فرش پر پڑی ہوئی وہ بھیگی بوسیدہ کتاب بالکل بے ضرر لگ رہی تھی۔

"لیکن جب تک ہم اسے دیکھیں گے نہیں، یہ پتا کیسے چلے گا" چند لمحے بعد حارب نے کہا، پھر اس نے جھک کر وہ کتاب اٹھا لی۔

ایک نظر سے اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ ڈائری ہے۔ کور پر مٹا مٹا سال لکھا تھا، بہرحال اتنا اندازہ ہو جاتا تھا کہ ڈائری کم از کم پچاس سال پرانی ہے۔ اس پر نام لکھا تھا......سیمنگر شہوین......روشنائی پھیلی ہوئی تھی مگر نام صاف پڑھا جا رہا تھا۔

"اے......یہ نام تو میرے لئے جانا پہچانا ہے" رامس نے سنسنی آمیز لہجے میں کہا "پچاس سال پہلے اسے خصوصی خدمات کے صلے میں ایوارڈ دیا گیا تھا"

"تمہیں کیسے معلوم؟" حارب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ جو مجھے سزا ملی تھی جس میں فلیس نے مجھ سے کپ اور ٹرافیوں پر پالش کرائی تھی" رامس نے کہا "اس شیلڈ کی صفائی میں نے تقریباً ایک گھنٹے تک کی تھی۔ اب ایسا نام کوئی بھول سکتا ہے......"

حارب نے بھیگی ہوئی ڈائری کے مضمون کو کھولا، وہ بالکل سادہ صفحات تھے۔ یہ نہیں کہ روشنائی مٹ گئی ہو، کچھ لکھا ہوا تھا ہی نہیں۔

"اس نے اس ڈائری میں کچھ بھی نہیں لکھا" رامس کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ڈائری یہاں پھینکنے کی کیا ضرورت تھی" حارب بڑبڑایا۔

حارب نے ڈائری کو پلٹ کر دیکھا اس پر شہر کے ایک پرنٹر کا نام اور پتا چھپا ہوا تھا "تو یہ کوئی دھرپٹ نسل کا آدمی ہو گا" اس نے پرخیال لہجے میں کہا۔

"خیر......یہ کسی کام کی تو نہیں" رامس نے کہا پھر آواز دھیمی کرتے ہوئے شریر لہجے میں بولا "اسے بسورتی مورتی کے ناک سے گزارو تو پچاس پوائنٹ......"

لیکن حارب نے خاموشی سے ڈائری لبادے کی جیب میں رکھ لی۔

☆......☆......☆......☆

فروری کے اوائل میں مینا کو اسپتال سے رہائی ملی، وہ پوری طرح نارمل ہو گئی تھی وہ آئی تو حارب نے اسے سیمنگر شہوین کی ڈائری دکھائی۔

"یہ تمہیں کہاں سے ملی؟" مینا نے پوچھا۔

حارب نے اسے پوری کہانی سنا دی۔

"عین ممکن ہے کہ اس میں خفیہ طاقتیں ہوں" مینا نے پرجوش لہجے میں کہا اور الٹ پلٹ کر ڈائری کا جائزہ لینے لگی۔

''اگر ایسا ہے تو وہ طاقتیں بہت اچھی طرح چھپائی گئی ہیں'' رامس نے تبصرہ کیا۔

''میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سیمنگر شہوین کو خصوصی ایوارڈ کس کارکردگی پر ملا تھا'' حارب نے کہا۔

''کچھ بھی ہوسکتا ہے ممکن ہے امتحان میں بہت اچھے نمبر لایا ہو، یا کسی ٹیچر کو کسی بلا سے بچایا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے بسورتی موری کو قتل کرنے پر ایوارڈ دیا گیا ہو۔ کیونکہ اس وبال سے نجات دلانا......''

لیکن حارب مینا کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا، اس کے چہرے پر انہاک کا جو تاثر تھا، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بھی انہی خطوط پر سوچ رہی ہے جن پر وہ سوچ رہا ہے۔

رامس نے ان دونوں کو باری باری دیکھا ''کیا بات ہے؟''

''فاسد نے کہا تھا کہ حجرہ بلا پہلی بار پچاس سال پہلے کھولا گیا تھا'' حارب نے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے'' رامس نے پرخیال لہجے میں کہا۔

''اور یہ ڈائری بھی پچاس سال پرانی ہے'' مینا نے ہیجانی انداز میں ڈائری کو تھپتھپایا۔

''تو پھر؟''

''رامس...... کیا بات ہے...... سو رہے ہو کیا؟'' مینا نے تہدیدی لہجے میں کہا ''ہمیں علم ہے کہ پچاس سال پہلے جس شخص نے حجرہ بلا کا دروازہ کھولا تھا اسے اسکول سے نکال دیا گیا تھا اور ہمیں معلوم ہے سیمنگر شہوین کو پچاس سال پہلے سحر کدہ کے لئے خصوصی خدمات پر ایوارڈ دیا گیا تھا، اب یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ایوارڈ سلیجار کے وارث کو پکڑوانے کے سلسلے میں دیا گیا ہو۔ اس ڈائری سے ہمیں بہت کچھ معلوم ہوسکتا ہے، یہ کہ حجرہ بلا کہاں ہے، اسے کیسے کھولا جاسکتا ہے اور اس میں بلا کس نوعیت کی ہے''۔

''یہ تھیوری بہت جاندار ہے'' رامس نے کہا ''مگر اس میں ایک سقم ہے اور وہ یہ کہ ڈائری میں کچھ بھی نہیں لکھا ہے اس کے تمام صفحے سادہ ہیں''

مینا نے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے اپنی جادو کی چھڑی نکالی ''ممکن ہے یہ ڈائری لکھتے ہوئے غیر مرئی روشنائی استعمال کی گئی ہو'' اس نے ڈائری کھول کر اسے تین بار جادو کی چھڑی سے تھپتھپاتے ہوئے کہا ''اظہیراکش''

لیکن کچھ نہیں ہوا۔

اب مینا نے بیگ کھولا اور سرخ رنگ کا ایک چمک دار ربڑ نکالا ''یہ تو میں نے جادو گلی سے خریدا تھا، اس سے خفیہ تحریریں ابھر آتی ہیں'' اس نے وضاحت کی۔

اس نے صفحے پر وہ ربڑ رگڑا لیکن کوئی عبارت ظاہر نہیں ہوئی، صفحہ سادہ ہی رہا۔

''میں کہہ رہا ہوں کہ اس ڈائری میں کچھ نہیں ہے'' رامس نے فاتحانہ لہجے میں کہا ''شاید سیمنگر کو کسی نے کرسمس پر یہ ڈائری تحفے میں دی ہوگی لیکن اسے اس میں لکھنے کا موقع نہیں ملا ہوگا''۔

☆......☆......☆......☆

حارب کو وجہ خود بھی معلوم نہیں تھی، وہ کسی اور کو کیا بتاتا۔ بہر حال اس کا دل نہیں مانتا تھا کہ وہ اس ڈائری کو بےکار سمجھ کر پھینک دے۔ وہ جانتا تھا کہ ڈائری سادہ ہے لیکن وہ وقتاً فوقتاً اسے تھپتھپاتا، ورق گردانی کرتا...... غیر ارادی طور پر جیسے ایسا کرنے سے نظروں سے اوجھل حروف ابھر آئیں گے۔ یہ طے تھا کہ اس نے سیمنگر شہوین کا نام پہلے کبھی نہیں سنا تھا، پھر بھی اسے ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس کا دوست ہے۔ جیسے وہ اسے اس وقت سے جانتا ہے جب وہ بہت چھوٹا تھا...... اور اسے بھول چکا ہے۔ یہ احساس بہت عجیب تھا کیونکہ سحر کدہ آنے سے پہلے تو اسے دوستی نصیب بھی نہیں ہوئی تھی۔

بہر حال حارب سیمنگر شہوین کے بارے میں جاننا چاہتا تھا چنانچہ اگلے روز وہ وقفے میں ٹرافی روم چلا گیا۔ مینا اور رامس اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے سیمنگر کے ایوارڈ کی شیلڈ کا جائزہ لیا۔ مینا پرجوش تھی۔ جبکہ رامس کے انداز میں بےدلی تھی۔

''مجھے تو وہ سزا بھگتنے کے بعد اس مقام سے نفرت ہوچکی ہے'' رامس نے بےزاری سے کہا ''مجھے تو یہاں ایک لمحہ گزارنا بھی دوبھر لگ رہا ہے''

وہ سنہری شیلڈ کونے والی الماری میں رکھی تھی، اس پر اس بات کی کوئی تفصیل نہیں تھی کہ ایوارڈ کن وجوہات کی بنا پر دیا گیا ہے بہر حال انہیں ایک میڈل پر اور اسکول کے آج تک کے ہیڈ بوائز کی فہرست میں بھی سیمنگر کا نام نظر آگیا۔

''یہ تو اپنے پارس کی طرح کا لگتا ہے'' رامس نے کہا۔ ''پری فیکٹ...... ہیڈ بوائے...... اور کیا ہوسکتا ہے کہ ہر کلاس میں ٹاپ بھی کرتا رہا ہو''۔

''تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے یہ کوئی بہت بری بات ہو'' مینا نے زخمی لہجے میں کہا۔

☆......☆......☆......☆

اب سورج پھر باقاعدگی سے نکلنے لگا تھا۔ اگرچہ دھوپ میں بہت زیادہ تمازت نہیں ہوتی تھی، قلعے کے اندر ماحول خوش گوار اور پرامید ہوگیا تھا۔ شاید اس لئے کہ جالوت خلجی پر حملے کے بعد کوئی حملہ نہیں ہوا تھا۔ مادام منجلی نے رپورٹ دی تھی کہ مردم گیاہ کے پودے اب تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔

ایک شام حارب نے مادام منجلی کو فلیس سے باتیں کرتے سنا۔ وہ کہہ رہی تھی ''بس ان کے کانٹے سوکھ جائیں، پھر ہم دوا بنا سکیں گے۔ اس کے بعد تمہیں تمہاری بلی مسز نورس واپس مل جائے گی''۔

ایسا لگتا تھا کہ سلیجار کا وارث حوصلہ ہار بیٹھا ہے۔ اسکول کا ہر فرد کیا ٹیچر اور کیا طالب علم...... چوکنا ہوچکا تھا۔ ایسے میں حجرہ بلا کو کھولنا نہایت بڑا خطرہ مول لینے کے مترادف تھا۔ شاید بلا پھر پچاس سال کے لئے بند ہونے والی تھی۔

لیکن پشتار ہاؤس کا حارین اس نظریے سے متفق نہیں تھا۔ اسے اب بھی یقین تھا کہ مجرم حارب چرخی ہی ہے اور یہ بات ڈوئل والے دن پوری طرح کھل گئی تھی، پیوز بدستور معاملات کو اور خراب کر رہا

تھا۔ وہ اچانک کسی پر ہجوم راہداری میں نمودار ہوتا اور چیخ چیخ کر گانے لگتا...... او چمرخی، دھرپٹوں کی جان کے دشمن، اوسلجار کے وارث...... اگلا نشانہ کس کو بناؤ گے...... اور ساتھ ہی وہ ناچتا بھی تھا۔

قفلیس دلدر کا خیال تھا کہ بالآخر وہ حملوں کا سلسلہ روکنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ وہ پروفیسر دل بست کو یہ بات جتاتا رہتا تھا ''میں نہیں سمجھتا کہ اب یہاں کوئی گڑبڑ ہوگی'' ایک موقعہ پر حارب نے اسے دل بست سے کہتے سنا ''میرے خیال میں اس بار حجرۂ بلا ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ مجرم کو احساس ہو گیا تھا کہ اب میں کسی بھی لمحے اس پر ہاتھ ڈال سکتا ہوں اور یہ اس نے اچھا ہی کیا ورنہ میرے ہاتھوں اس کا بہت برا حشر ہوتا'' وہ کہتے کہتے رکا ''میرے خیال میں اب اسکول کو کسی حوصلہ افزا سرگرمی کی ضرورت ہے تا کہ لوگ پرانے تکلیف دہ واقعات کو بھول کر تازہ دم ہو جائیں۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے......'' اور اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

14 فروری کی صبح ناشتے کے وقت قفلیس دلدر کا وہ حوصلہ افزا سرگرمی والا آئیڈیا سامنے آ گیا۔ رات دیر تک ہوائی بال کی پریکٹس کی وجہ سے حارب دیر سے اٹھنے کے باوجود نیند پوری نہیں کر سکا تھا۔ وہ ناشتہ کے لئے ذرا تاخیر سے پہنچا۔ ہال میں داخل ہو کر ایک لمحے کو تو اسے ایسا لگا کہ وہ غلط مقام پر آ گیا ہے۔

دیواروں پر بڑے بڑے گلابی پھول لگائے گئے تھے، چھت سے دل کی شکل کے غبارے جیسے برس رہے تھے اور ادھر ادھر اڑتے پھر رہے تھے۔ وہ افقار کی میز کی طرف گیا جہاں رامس چہرے پر ناپسندیدگی کا تاثر لئے بیٹھا تھا، بینا البتہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' حارب نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

رامس نے منہ بناتے ہوئے اساتذہ کی میز کی طرف اشارہ کیا، اس کے انداز میں اب کراہت تھی۔

حارب نے اشارے کی سمت دیکھا وہاں قفلیس دلدر سب سے نمایاں نظر آ رہا تھا۔ وہ گلابی رنگ کا لبادہ پہنے تھا اور ہاتھ ہلا ہلا کر حاضرین کو خاموش ہو جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اس کے اطراف میں جو ٹیچر بیٹھے تھے ان کے چہروں پر سختی اور ناپسندیدگی کا تاثر تھا۔ پروفیسر دل بست کے رخسار کی نس بار بار پھڑک رہی تھی، پروفیسر ماہر بھی بہت ناخوش دکھائی دے رہا تھا۔

''ویلنٹائن ڈے مبارک'' بالآخر قفلیس نے چیخ کر کہا ''سب سے پہلے میں ان 46 افراد کا شکریہ ادا کر دوں جنہوں نے اس موقع پر مجھے کارڈ بھیجے۔ جی ہاں، میں نے ہی آپ کے لئے اس سرپرائز کا اہتمام کیا ہے اور بات یہیں ختم بھی نہیں ہو جاتی'' اس نے شاہانہ انداز میں تالی بجائی......

ہال کے دروازے سے ایک درجن بونے اندر آئے، ان کے پہلوؤں پر سنہرے پر لگے تھے اور ان کے ہاتھوں میں گلابی تیر تھے......

''یہ ننھے کیوپڈ ہیں، جو کارڈ لائے ہیں آج ان کے ذمے اسکول میں گھوم پھر کر کارڈ پہنچانا ہے...... ویلنٹائن کارڈز! میں سمجھتا ہوں کہ میرے تمام ساتھی بھی اس میں برابر کے شریک ہیں کیوں نہ آپ لوگ پروفیسر ماہر سے دوائے محبت کے نسخے کے متعلق دریافت کریں اور پروفیسر خلجان کو ایسے کئی منتر آتے ہیں جو پتھر والوں کو بھی موم کر سکتے ہیں''۔

یہ سن کر پروفیسر خلجان نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ پروفیسر ماہر کے چہرے سے اندازہ ہوتا تھا کہ جو بھی اس سے دوائے محبت کی فرمائش کرے گا، وہ اس کے حلق میں زبردستی زہر ہلاہل انڈیل دے گا۔

''پلیز بینا، مجھے بتاؤ کہ تم ان 46 احمقوں میں شامل نہیں ہو، جنہوں نے قفلیس دلدر کو کارڈ بھیجے ہیں'' رامس نے ہال سے نکلتے ہی بینا سے کہا۔ بینا کوئی جواب دینے کے بجائے اپنے بیگ میں ٹائم ٹیبل تلاش کرنے لگی حالانکہ وہ اسے زبانی یاد تھا۔

پورے دن وہ بونے ہر کلاس میں گھس کر ویلنٹائن کارڈ پہنچاتے رہے، ٹیچرز بری طرح چڑ رہے تھے لیکن وہ کچھ کر نہیں سکتے تھے۔

اس شام جبکہ افقار کے طلباء جادو کی کلاس کی طرف جا رہے تھے، ایک بونے نے حارب کو گھیر لیا ''اے حارب چمرخی......'' وہ لوگوں کے درمیان جگہ بناتا حارب کی طرف بڑھ رہا تھا، ''میرے پاس تمہارے لئے ایک پیغام ہے......صرف تمہارے لئے'' بونے نے اپنا تیر دھمکی آمیز انداز میں آگے بڑھایا۔

''نہیں...... یہاں نہیں'' حارب نے بچ کر نکلنے کی کوشش کی۔

''رک جاؤ'' بونے نے اس کا بیگ تھام کر اسے کھینچنے کی کوشش کی۔

''چھوڑو مجھے'' حارب نے زور لگایا لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کا بیگ پھٹ گیا اس کی جادو کی چھڑی، کتابیں اور دوسری چیزیں فرش پر بکھر گئیں۔ حارب اپنی چھڑی سمیٹنے کے لئے جھکا......

اس دوران بونے نے گانا شروع کر دیا تھا۔ راہداری میں جمگھٹا لگ گیا، سب لوگ دلچسپی سے دیکھ اور سن رہے تھے۔

''کیا ہو رہا ہے یہاں؟'' اچانک فاسد کی سرد آواز ابھری۔

حارب جلدی جلدی اپنی چیزیں سمیٹ کر پھٹے ہوئے بیگ میں ٹھونسنے کی کوشش کرنے لگا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ فاسد اس کے لئے آنے والا ویلنٹائن کا نغمہ بار پیغام سنے......

''یہ کیا ہنگامہ ہے؟'' ایک اور آواز ابھری......اور وہ پارس قرولی کی تھی۔

حارب تو پاگل ہو گیا۔ اب وہ بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بونا اس کی ٹانگوں سے لپٹا ہوا تھا۔ حارب نے مزید زور لگایا تو فرش پر گر گیا۔

"ہاں...... یہ ٹھیک ہے" بونے نے اس کے پاؤں مضبوطی سے پکڑ لئے۔ "اب اپنا پیغام سنو......"

اس کی آنکھیں جھیل لہری
گہری گہری پیار بھری
اس کے بالوں کی رنگت سے
رات اماوس کی شرمائے
وہ جو سب کا ہیرو ہے
جس پر سب کے سب مرتے ہیں
اس نے اسے تسخیر کیا
جس کے نام تلک سے بھی
اچھے اچھے ڈرتے ہیں
ہاں وہ سب کا ہیرو ہے
کاش...... وہ بس میرا ہوتا!

حارب کا بس چلتا تو وہ جادو کے زور پر غائب ہو جاتا۔ شرمندگی سے اس کا برا حال تھا، ظاہری طور پر وہ سب کے ساتھ مل کر ہنسنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کے چہرے پر کھسیاہٹ صاف نظر آ رہی تھی۔

اس نے بڑی مشکل سے بونے کو پرے دھکیلا اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔ پارس نے امکان بھر کوشش کی تھی کہ مجمع چھٹ جائے "جاؤ...... اپنی اپنی کلاسوں میں جاؤ، گھنٹی بجے پانچ منٹ ہو چکے ہیں" وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "تم بھی ہٹو جھگڑال"۔

حارب نے دیکھا کہ فاسد نے جھک کر نیچے سے کوئی چیز اٹھالی ہے اور اب وہ مذاق اڑانے والے انداز میں اسے جھاؤ اور خار پشت کو دکھا رہا تھا۔ اچانک حارب کو احساس ہوا کہ وہ سیمنگر کی ڈائری ہے

"اے...... میری ڈائری واپس دو" اس نے نرم لہجے میں فاسد سے کہا۔

"ذرا دیکھیں تو...... چمرخی نے اسے میں کیا لکھا ہے" فاسد نے کہا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس نے ڈائری کے کور پر موجود سن نہیں پڑھا ہے اور وہ اسے حارب کی ڈائری سمجھ رہا تھا۔

تماشائیوں پر سکوت طاری ہو گیا تھا۔ سامرہ قرولی دہشت زدہ نظروں سے کبھی حارب کو اور کبھی ڈائری کو دیکھے جا رہی تھی۔

"یہ ڈائری واپس دے دو جھگڑال" پارس نے سخت لہجے میں کہا۔

"پہلے دیکھ تو لوں" فاسد نے تمسخرانہ لہجے میں کہا "پھر واپس بھی دے دوں گا"

"اسکول کا پری فیکٹ ہونے کی حیثیت سے میں......" پارس کہہ رہا تھا۔

لیکن حارب کی برداشت جواب دے چکی تھی، اس نے اپنی جادو کی چھڑی کا رخ فاسد کی طرف کیا اور چیخ کر کہا "نہتوش......"

اور جیسے ڈوئل کے مظاہرے کے دوران قفلیس کے ہاتھ سے جادو کی چھڑی نکل گئی تھی اسی طرح فاسد کے ہاتھ سے وہ ڈائری نکلی اور فضا میں اچھلی، رامس نے اچھلتے ہوئے اسے دبوچ لیا۔

"حارب...... اسکول میں جادو کی اجازت نہیں ہے" پارس نے سنگین لہجے میں کہا "مجھے اس واقعہ کی رپورٹ کرنی ہوگی"

لیکن حارب کو اس کی پروا نہیں تھی وہ خوش تھا کہ اس نے فاسد پر فتح حاصل کی۔

فاسد غصے میں آپے سے باہر ہو رہا تھا، سامرہ اپنی کلاس میں جانے کے لئے اس کے پاس سے گزری تو اس نے نفرت انگیز لہجے میں چیخ کر کہا "مجھے نہیں لگتا کہ حارب کو تمہارا ویلنٹائن پیغام پسند آیا ہے، تمہاری نظم ضائع ہو گئی"۔

سامرہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپایا اور کلاس کی طرف بھاگی، رامس نے دانت پیستے ہوئے اپنی جادو کی چھڑی نکالی لیکن حارب نے اسے جھکڑ لیا۔ رامس کی ناقص چھڑی کی کارکردگی وہ ایک بار دیکھ چکا تھا اور دوسری بار نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ پروفیسر خلجان کے کلاس روم میں پہنچے، تب حارب کو ڈائری میں اس عجیب بات کی موجودگی کا احساس ہوا، اس کی تمام کتابیں سرخ روشنائی میں لتھڑی ہوئی تھیں۔ مگر ڈائری بے داغ تھی اور روشنائی کی بوتل خالی ہو چکی تھی۔ شاید بیگ پھٹنے کے بعد گرنے کی وجہ سے روشنائی کی بوتل ٹوٹی تھی اور اس نے یہ فساد مچایا تھا۔ اس نے رامس کو یہ بتانے کی کوشش کی مگر رامس اپنی جادو کی چھڑی میں الجھا ہوا تھا، جو اسے پریشان کر رہی تھی۔ اس وقت اس کے سرے سے اودے رنگ کے بلبلے نکل رہے تھے ایسے میں رامس کسی اور چیز میں دلچسپی نہیں لے سکتا تھا۔

☆......☆......☆......☆

اس رات حارب سب سے پہلے سونے کے لئے لیٹا، شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ فارغ اور جادزور زور سے وہ نظم پڑھ رہے تھے، جو سامرہ نے اس کے لئے بھجوائی تھی۔

اس کی آنکھیں جھیل لہری...... گہری گہری پیار بھری......

مگر ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ سیمنگر کی ڈائری کا تفصیلی جائزہ لینا چاہتا تھا اور رامس کے سامنے نہیں۔ کیونکہ رامس کا خیال تھا کہ وہ اس ڈائری پر وقت ضائع کر رہا ہے۔

حارب اپنے بیڈ پر بیٹھا ڈائری کے ورق الٹا پلٹتا رہا۔ کسی ایک صفحے پر بھی سرخ روشنائی کا نقطہ جتنا دھبا بھی نہیں تھا۔ اس نے الماری کھولی اور روشنائی کی نئی بوتل نکالی۔ اس نے قلم روشنائی میں بھگویا اور ڈائری کے پہلے صفحے پر روشنائی ٹپکائی......

ایک سیکنڈ تک روشنائی کاغذ پر چمکی اور پھر جیسے کاغذ نے اسے چوس لیا، روشنائی غائب ہو گئی، حارب کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ اس نے قلم کو روشنائی میں ڈبویا اور اس بار لکھا...... میرا نام حارب چمرخی ہے۔

حروف چند لمحے چمکتے رہے، پھر غائب ہو گئے۔ مگر چند لمحے بعد ایک عجیب بات ہوئی۔ ڈائری کے اس صفحے پر اس روشنائی سے لکھے الفاظ ابھرے، جو حارب کے لکھے ہوئے نہیں تھے......

ہیلو حارب چرخی، میرا نام سیمنگر شہوین ہے۔ تمہیں میری ڈائری کیسے مل گئی؟

پھر وہ لفظ بھی مٹ گئے......مگر اس وقت جب حارب نے لکھنا شروع کیا...... کسی نے اسے فلش میں بہانے کی کوشش کی تھی۔

حارب نے لکھا......اور اب وہ بے چینی سے جواب کا منتظر تھا۔

جواب نمودار ہوا......خوش قسمتی سے میں نے اپنی ڈائری کے مندرجات کو محفوظ کرنے میں کافی سر کھپایا تھا۔ اس ڈائری میں میری یادیں موجود ہیں، مجھے لکھتے ہوئے یہ بھی ڈر تھا کہ ایسے لوگ ہوں گے، جو اسے مٹانے کی کوشش کریں گے۔

کیا مطلب؟ حارب نے لکھا۔

اس ڈائری میں بے حد خوفناک واقعات کی یادیں درج ہیں، ایسے واقعات جن کی پردہ پوشی کی گئی، یہ واقعات سحر کدہ میں پیش آئے تھے۔

میں اس وقت سحر کدہ میں ہی ہوں۔ حارب نے لکھا اور یہاں ہولناک واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ تمہیں حجرۂ بلا کے بارے میں کچھ علم ہے؟

حارب کا دل بری طرح دھڑکنے لگا۔ جواب فوری سامنے آیا تھا۔ عبارت طویل تھی اور اب تحریر صاف ستھری نہیں تھی ایسا لگتا تھا کہ سیمنگر جلدی جلدی لکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ جلد از جلد وہ سب کچھ بتا دینا چاہتا ہے جو وہ جانتا ہے۔ حارب پڑھنے لگا۔

ہاں...... میں جانتا ہوں، ہمیں بتایا جاتا تھا کہ یہ محض ایک روایت ہے۔ اس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں۔ لیکن یہ جھوٹ تھا، جب حجرۂ بلا کھولا گیا تو میں سحر کدہ میں سال پنجم کا طالب علم تھا۔ حجرۂ بلا کھلنے کے بعد اس کی بلا نے کئی طالب علموں پر حملے کئے اور ان میں سے ایک مارا بھی گیا۔ میں نے اس شخص کو پکڑ لیا جس نے حجرۂ بلا کھولا تھا اسے اسکول سے نکال دیا گیا۔ لیکن اس وقت کا ہیڈ ماسٹر پروفیسر دیپاک ان واقعات پر شرمندہ تھا۔ اس نے سحر کدہ کو بدنامی سے بچانے کے لئے مجھے حکم دیا کہ میں اس معاملے میں زبان نہ کھولوں۔ اس لڑکی کی موت کو حادثہ قرار دے دیا گیا۔ مجھے ایک ایوارڈ اور ایک شیلڈ دی گئی......شاید زبان بند رکھنے کے صلے میں۔

مگر مجھے یقین تھا کہ ان واقعات کا اعادہ ضرور ہوگا کیونکہ بلا زندہ تھی اور وہ جس کے پاس اسے آزاد کرنے کی طاقت تھی، وہ بھی آزاد تھا۔

حارب اتنا بے تاب تھا کہ لکھنے کی جلدی میں، اس نے روشنائی کی بوتل تقریباً گرا ڈالی۔ اس نے لکھا

......حجرۂ بلا دوبارہ کھول دیا گیا ہے اب تک تین حملے ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ پتا نہیں چلا کہ ان واقعات کے پیچھے کون ہے۔ یہ بتاؤ، پچھلی بار حجرۂ بلا کس نے کھولا تھا؟

میں تمہیں دکھا سکتا ہوں ڈائری کے صفحے پر جواب ابھرا۔ تمہیں میرے لفظوں پر انحصار کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں اس رات کی یادوں میں لے چلتا ہوں، جب میں نے اسے پکڑا تھا، حارب ہچکچایا، سیمنگر کی یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ کوئی کسی کو اپنی یادوں میں کیسے لے جا سکتا ہے! اس نے ادھر ادھر دیکھا، اقامت گاہ میں اندھیرا تھا۔ اور وہ اکیلا تھا، اس نے ڈائری کی طرف دیکھا وہاں نئی تحریر ابھر رہی تھی۔

آؤ میرے ساتھ

حارب صرف ایک لمحہ کو ہچکچایا۔ پھر اس نے لکھا۔ ٹھیک ہے، میں تیار ہوں۔

ڈائری کے صفحے یوں اڑنے لگے جیسے بہت تیز ہوا چل رہی ہو۔ پھر 13 جون کا صفحہ سامنے آیا اور اڑ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ صفحہ جیسے ٹیلی ویژن کے اسکرین میں تبدیل ہو گیا۔ حارب نے کانپتے ہاتھوں سے ڈائری اٹھائی اور اسکرین سے آنکھ ملا دی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ سکتا، اس نے خود کو اس کھڑکی کی طرف جھکتا محسوس کیا اور وہ کھڑکی بڑی ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم بیڈ سے اٹھ کر اس صفحے میں داخل ہو رہا ہے۔

چند لمحے بعد اس نے قدم ٹھوس زمین پر ٹکتے محسوس کئے، دھندلائی ہوئی نظر بتدریج بڑھنے لگی۔

ایک لمحے میں وہ سمجھ گیا کہ وہ کہاں ہے، سوتے ہوئے ہیڈ ماسٹروں کے پورٹریٹس والا وہ کمرہ اخیار کا دفتر تھا لیکن میز کے پیچھے جو شخص بیٹھا تھا، وہ پروفیسر اخیار نہیں تھا وہ دبلا پتلا اور گنجا جادوگر باوقار شخصیت کا مالک تھا اور موم بتی کی روشنی میں سامنے رکھے کاغذات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ حارب کے لئے وہ اجنبی تھا۔

''آئی ایم سوری'' حارب نے جلدی سے معذرت کی ''میں مخل ہونا نہیں چاہتا......''

لیکن جادوگر نے سر نہیں اٹھایا وہ بدستور پڑھتا رہا۔ حارب میز کے اور قریب ہوا ''کیا آپ مجھے یہاں رکنے کی اجازت......؟''

جادوگر اب بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا جیسے اس نے حارب کی آواز سنی نہ ہو۔ حارب نے سوچا ممکن ہے یہ بہرا ہو۔ چنانچہ اس نے بلند آواز میں کہا ''اس طرح ڈسٹرب کرنے پر میں معذرت خواہ ہوں میں واپس چلا جاؤں''

وہ تقریباً چلایا تھا لیکن اب بھی اس کی آواز ہیڈ ماسٹر تک نہیں پہنچی تھی۔

ہیڈ ماسٹر نے کاغذ تہ کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ حارب کی طرف نظر اٹھائے بغیر کھڑکی کی طرف چلا گیا اور پردوں کو ہٹا دیا۔

باہر سرخ آسمان تھا شاید وہ غروب آفتاب کا وقت تھا، ہیڈ ماسٹر میز پر واپس آیا، اب وہ منتظر نگاہوں سے دروازے کو تک رہا تھا۔

حارب نے آفس کا جائزہ لیا، وہاں اخیار کا قفنس بھی موجود نہیں تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ سیمنگر کے زمانے کا سحر کدہ ہے...... پچاس برس پرانا۔ اس نے یہ ہی سمجھ لیا کہ یہاں نہ وہ کسی کو نظر آ رہا ہے نہ اس کی آواز کسی کو سنائی دے رہی ہے۔ ہاں وہ سب کچھ دیکھ اور سن سکتا ہے۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

''کم ان'' ہیڈ ماسٹر نے گھمبیر لہجے میں پکارا۔

ایک لڑکا آفس میں داخل ہوا اس کی عمر 16 سال ہوگی۔ اس کے سینے پر پری فیکٹ کا بیج چمک رہا تھا۔ وہ قد میں حارب سے اونچا تھا۔ لیکن حارب ہی کی طرح اس کے بال بھی سیاہ تھے۔

''آؤ شہوین'' ہیڈ ماسٹر نے کہا۔

''آپ نے مجھے بلایا تھا پروفیسر'' سیمنگر شہوین کچھ نروس لگ رہا تھا۔

''بیٹھ جاؤ'' ہیڈ ماسٹر نے کہا ''ابھی میں نے تمہارا بھیجا ہوا خط پڑھا۔

''اوہ'' سیمنگر کی مٹھیاں بھینچ گئیں وہ اور نروس ہو گیا تھا۔

''مائی ڈیر بوائے مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں موسم گرما کی چھٹیوں میں اسکول میں رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ چھٹیوں میں تم گھر جانا چاہو گے''۔

''نہیں جناب میں سحر کدہ میں رکنے کو ترجیح دوں گا۔ میں اس...... میں اس جہنم......''

''تم دھرپٹوں کے یتیم خانے میں چھٹیاں گزارتے ہو...... ہے نا؟'' پروفیسر دیپاک کے لہجے میں تجسس تھا۔

''جی ہاں جناب'' سیمنگر کا چہرہ تمتمانے لگا۔

''تم دھرپٹ گھرانے میں پیدا ہوئے تھے؟''

''میری ماں جادوگر اور باپ دھرپٹ تھا جناب''

''اور تمہارے والدین......؟''

''میرے پیدائش کے فوراً بعد ماں مر گئی تھی، یتیم خانے والوں نے بتایا تھا کہ میری ماں بس میرا نام رکھنے تک زندہ رہی تھی۔ سیمنگر میرے باپ کا نام تھا''۔

ہیڈ ماسٹر اظہار تاسف کے طور پر سر ہلانے لگا ''بات یہ ہے سیمنگر کو تمہارے رکھنے کے لئے خصوصی بندوبست کیا جا سکتا تھا لیکن موجودہ حالات میں......''

''آپ کا اشارہ ان حملوں کی طرف ہے جناب؟''

حارب کا جل اچھل کر جیسے حلق میں آ گیا، وہ اور آگے بڑھا، وہ کوئی لفظ مس نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''ہاں بیٹے ایسے میں تمہیں یہاں رکنے کی اجازت دینا غیر ذمہ داری ہوگی۔ خاص طور پر اس لڑکی کی موت کے بعد...... تم اس یتیم خانے میں زیادہ محفوظ رہو گے۔ میں تمہیں بتاؤں کہ وزارت جادوگری

اسکول کو بند کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے کیونکہ ہم ابھی تک ان واقعات کے ذمہ دار فرد کا سراغ نہیں لگا سکے ہیں......''

''سر...... اگر وہ پکڑا جائے'' سیمنگر کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں۔ ''اگر یہ واقعات رک جائیں تو......''

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' پروفیسر دیپاک نے چیختی ہوئی آواز میں کہا ''کیا تم اس بارے میں کچھ جانتے ہو؟''

''نہیں جناب'' سیمنگر نے جلدی سے کہا۔

لیکن حارب سمجھ سکتا تھا وہ ویسی ہی...... نہیں جناب...... تھی جیسی خود اس نے پروفیسر اخیار سے کہی تھی۔

پروفیسر دیپاک نے کرسی سے ٹیک لگا لی، وہ مایوس نظر آ رہا تھا ''ٹھیک ہے سیمنگر، تم جا سکتے ہو''۔

سیمنگر اٹھا اور کمرے سے نکل آیا۔ حارب اس کے پیچھے تھا۔

وہ چکردار زینے سے اترے اور ایک تاریک راہداری میں آ گئے، سیمنگر رک گیا۔ حارب بھی رک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کا اندازہ تھا کہ سیمنگر کسی بہت اہم بات پر غور و فکر کر رہا ہے، وہ اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا، اس کی پیشانی پر تسکین تھی۔

پھر جیسے وہ کسی فیصلے پر پہنچ گیا، وہ تیز قدموں سے آگے بڑھا۔ حارب دبے پاؤں اس کا پیچھا کر رہا تھا، وہ داخلی ہال تک پہنچ گئے، راستے میں کسی سے بھی ٹکراؤ نہیں ہوا تھا لیکن ماربل کی سیڑھی پر کسی نے سیمنگر کو پکارا۔

وہ لمبے سیاہ بالوں اور داڑھی والا جادوگر تھا ''تم یہاں کیا کر رہے ہو شہوین؟'' اس نے پوچھا ''اتنی رات کو یوں گھومنا......''

حارب کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ وہ کوئی اور نہیں پروفیسر اخیار تھا، اس وقت اس کی عمر زیادہ سے زیادہ پچاس برس رہی ہوگی۔

''مجھے ہیڈ ماسٹر سے ملنا تھا جناب'' سیمنگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے اب جا کر سو جاؤ'' اخیار نے کہا ''ان دنوں اس طرح پھرنا اچھا نہیں ہے''۔

سیمنگر نے اسے گڈ نائٹ کہا اور آگے بڑھ گیا۔

لیکن اخیار کے جاتے ہی اس نے رخ بدلا اور تہ خانے کی سیڑھی کی طرف چل دیا، حارب اب بھی اس کے تعاقب میں تھا۔

حارب کو مایوسی ہوئی، اس کا خیال تھا کہ سیمنگر اسے کسی خفیہ راستے، تہ خانے یا سرنگ میں لے جائے گا مگر وہ تو اس کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جسے حارب پروفیسر ماہر کی دواؤں کے کلاس روم کی حیثیت سے جانتا تھا۔

وہاں روشنی نہیں تھی، سیمنگر نے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کیا تو چند لمحوں تک تو حارب کو کچھ دکھائی ہی نہیں دیا۔ سیمنگر دروازے کی جھری سے باہر دیکھ رہا تھا شاید وہ وہاں ایک گھنٹہ کھڑے رہے

ہوں گے۔ حارب کو اندازہ ہوگیا کہ سیمنگر کسی چیز کا...... کسی بات یا واقعہ کا منتظر ہے۔ اس احساس کے تحت اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑنے لگی۔ اس کے اعصاب کشیدہ ہوگئے، اس کا جی چاہا کہ کاش وہ حال میں واپس چلا جائے۔

بالآخر اسے دروازے کے باہر آہٹ سنائی دی، وہ جو کوئی بھی تھا راہداری میں اس دروازے کے باہر سے گزر رہا تھا، جس کے پیچھے سیمنگر اور حارب چھپے کھڑے تھے سیمنگر آہٹ پیدا کئے بغیر نکلا اور اس سائے کا تعاقب کرنے لگا حارب بھی اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

یہ تعاقب کا سلسلہ کوئی پانچ منٹ جاری رہا، پھر سیمنگر اچانک رک گیا۔ اب وہ نئی آواز پر کان لگائے کھڑا تھا۔ حارب نے ایک دروازہ کھلنے کی چرچراہٹ سنی، پھر کسی بھاری آواز نے سرگوشی میں کہا ''کم آن...... تمہیں باہر نکلنا ہے آؤ اس بکس میں آجاؤ''۔

وہ آواز حارب کو جانی پہچانی لگی......

''گڈ ایوننگ غسام'' سیمنگر نے تیز لہجے میں کہا۔

دوسرے لڑکے نے دروازہ بند کیا اور اس کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہوگیا ''سیمنگر...... تم یہاں؟''

سیمنگر ایک قدم آگے بڑھا ''کھیل ختم ہوگیا غسام، میں تمہیں پکڑ رہا ہوں'' اس نے کہا ''حملے بند نہ ہوئے تو اب اسکول بند ہوجائے گا اور یہ مجھے گوارا نہیں''۔

''تم کیسی بات کررہے......''

''میں نہیں سمجھتا کہ تم کسی کو نقصان پہنچانا...... کسی کی جان لینا چاہتے ہو لیکن غسام عفریت اور بلائیں پالنے والے جانور نہیں ہوتے۔ میرا خیال ہے تم صرف اسے ہاتھ پاؤں کھولنے کے لئے آزاد کرتے ہوگے مگر......''

''اس نے کسی کو نہیں مارا'' غسام نے احتجاج کیا وہ دروازے سے لگا کھڑا تھا اور دروازے کے عقب سے رینگنے اور کسی جانور کے بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''کم آن غسام'' سیمنگر غسام کے اور قریب ہوگیا ''جو لڑکی مری ہے، کل اس کے والدین آرہے ہیں سحر کدہ ان کے لئے کم از کم اتنا تو کرسکتا ہے کہ جس بلا نے ان کی بیٹی کی جان لی ہے اسے زندگی سے محروم کرو......''

''اس نے کچھ نہیں کیا'' غسام نے دہاڑ کر کہا ''میں کبھی ایسا نہیں کرسکتا...... کبھی نہیں''۔

''دروازے سے ہٹ جاؤ'' سیمنگر نے اپنی جادو کی چھڑی نکال لی۔

اس نے چھڑی گھمائی تو راہداری روشن ہوگئی اور دروازہ اتنی قوت سے کھلا کہ اس سے لگا ہوا غسام دیوار سے جا ٹکرایا اور اس دروازے سے جو چیز نکلی اسے دیکھ کر حارب کے حلق سے بے ساختہ ایک خوفناک چیخ نکلی لیکن خود اس کے سوا کسی نے وہ چیخ نہیں سنی۔

وہ ایک بہت بڑی بال دار مخلوق تھی۔ اس کی بے شمار سیاہ ٹانگیں اور آنکھیں تھیں، اس کے منہ کے پاس بڑی بڑی چمٹیاں سی تھیں......

سیمنگر نے پھر چھڑی اٹھائی لیکن اسے تاخیر ہوگئی تھی۔ مکڑی اس پر جھپٹی وہ گرا اور مکڑی تیزی سے بھاگی دیکھتے ہی دیکھتے وہ دور گئی اور غائب ہوگئی۔

سیمنگر سنبھل کر کھڑا ہوا، اس نے دور جاتی مکڑی کو دیکھا اور پھر چھڑی بلند کی لیکن دیوقامت غسام نے اسے دبوچ لیا ''نہیں...... نہیں......'' وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے چلا رہا تھا۔ چھڑی سیمنگر کے ہاتھ سے گر گئی تھی۔

منظر دھندلا ہونے لگا بالآخر تاریکی چھا گئی حارب نے محسوس کیا کہ وہ گر رہا ہے پھر وہ دھماکے سے گرا، بینائی بحال ہوئی تو اس نے دیکھا کہ وہ افقار ہاؤس کی اقامت گاہ میں بیڈ پر چت پڑا ہے اور کھلی ہوئی ڈائری اس کے پیٹ پر رکھی ہے۔

اس نے بمشکل اپنی سانس درست کی تھی کہ دروازہ کھلا اور رامس اندر آیا ''ارے...... تم یہاں ہو''؟

حارب اٹھ کر بیٹھ گیا، وہ پسینہ میں نہا رہا تھا اور اس کا جسم لرز رہا تھا۔

''کیا بات ہے؟'' رامس نے پرتشویش نظروں سے اسے دیکھا۔

''وہ...... وہ غسام تھا، پچاس سال پہلے غسام نے حجرۂ بلا کھولا تھا'' حارب کو خود اپنی آواز اجنبی لگ رہی تھی۔

☆......☆......☆......☆

حارب، رامس اور مینا کو پہلے سے ہی معلوم تھا کہ غسام کو غیر معمولی جسامت والے جانور پالنے کا شوق جنون کی حد تک ہے پچھلے سال ہی اس نے ایک ڈریگن پالنے کی کوشش کی تھی اور تین سروں والا دیو قامت کتا خلفی بھی اس کا تھا۔ وہ سمجھ سکتے تھے کہ پچاس سال پہلے اس نے کسی سے سنا ہوگا کہ سحر کدہ میں کوئی خفیہ تہ خانہ ہے جہاں ایک بہت بڑی اور بے حد خطرناک بلا قید ہے تو وہ اسے دیکھنے کے لئے کیسے تڑپا ہوگا۔ اس نے اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے کیا کیا جتن کئے ہوں گے۔ اسے اس پر ترس بھی آیا ہوگا کہ نجانے کب سے وہ یوں قید ہے۔ اپنی طبیعت کے مطابق اس نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ موقع ملے تو وہ وقتاً فوقتاً اسے تھوڑی دیر کے لئے آزادی فراہم کردیا کرے گا۔ اور موقع ملا ہوگا تو اس نے ایسا کیا بھی ہوگا لیکن یہ بات طے تھی کہ غسام کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ وہ بلا کسی کو نقصان پہنچائے۔

حارب اب پچھتاتا تھا کہ کاش اس پر سیمنگر کی ڈائری کا راز نہ کھلا ہوتا کیونکہ رامس اور مینا اس سے بار بار وہ سب کچھ سنتے...... اور اسے وہ سنانا ہرگز اچھا نہیں لگتا تھا۔

''یہ ناممکن نہیں کہ سیمنگر نے غلط آدمی کو پکڑ لیا ہو'' مینا نے کہا ''ممکن ہے لوگوں پر حملہ کرنے والی مخلوق کوئی اور ہو''۔

"یہ تم ٹھیک کہہ رہی ہو" حارب نے پر جوش لہجے میں کہا "میں اکثر سوچتا ہوں کہ اگر وہ مکڑی واقعی خطرناک تھی تو اس نے فرار ہونے کے بجائے سیمنگر کو ہی ٹھکانے کیوں نہیں لگا دیا"۔

"تم لوگوں کے خیال میں یہاں کتنی بلائیں سما سکتی ہیں" رامس نے اعتراض کیا۔

"ہمیں علم ہے کہ غسام کو نکال دیا گیا تھا" حارب کے لہجے میں دلی اذیت تھی "اس کے بعد حملے رک گئے ہوں گے ورنہ سیمنگر کو ایوارڈ کیوں ملتا"۔

"یہ سیمنگر مجھے تو اپنے پارس جیسا لگتا ہے" رامس نے کہا "آخر اسے غسام کے پیچھے لگنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہی دوسرے کے پھڈے میں ٹانگ اڑانے کی عادت!"

"لیکن رامس اس بلا نے کس کو ختم کر دیا تھا" مینا نے کہا۔

"اور حملے جاری رہتے تو اسکول بند ہو جاتا اور سیمنگر کو ایک دھرپٹ یتیم خانے میں رہنا پڑتا" حارب نے کہا "فطری بات ہے کہ وہ یہیں رہنا چاہتا تھا، میں اسے قصوروار نہیں ٹھہرا سکتا" حارب اس کی کیفیت کو محسوس کر سکتا تھا۔

رامس اپنے ہونٹ کاٹتا رہا، پھر بولا "غسام تمہیں چور بازار میں ملا تھا"۔

"ہاں مگر وہ جونک مار دوا خریدنے کے لئے وہاں گیا تھا" حارب نے جلدی سے کہا۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر مینا نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا "کیا ہمیں غسام کے پاس جا کر اس سے پوچھنا چاہئے؟"

"واہ...... کیا سوال ہوگا" رامس نے چڑ کر کہا "سنو غسام کیا تم نے حال ہی میں کسی بال دار اور عظیم الجثہ مخلوق کو قلعے میں گھومتے پھرنے کے لئے آزاد کیا ہے؟"

آخر طے یہ پایا کہ اگلے حملے تک وہ غسام کو اس سلسلے میں نہیں چھیڑیں گے اور دن گزرتے گئے۔ حارب نے اس آواز کی سرگوشی بھی نہیں سنی جو صرف اسے سنائی دیتی تھی۔ اس کی یہ امید توانا ہوتی گئی کہ اس تکلیف دہ موضوع پر غسام سے بات کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔

جالود خلجی اور سر کٹے نک پر حملے کو اب چار ماہ ہو چکے تھے، اب تو سب لوگوں کا یہی خیال تھا کہ حملہ کرنے والے نے مزید حملوں کا خیال دل سے نکال دیا ہے ادھر پیوز بھی حارب والے گانے سے بور ہو چکا تھا۔ صورت حال اس حد تک بہتر ہوئی کہ ایک دن نباتات کے پیریڈ میں حارین نے مسکراتے ہوئے حارب سے ربڑ مستعار مانگا۔ پروفیسر منجلی بہت خوش تھیں کیونکہ مردم گیاہ کے پودے تیزی سے بڑے ہو رہے تھے۔

"اب یہ ایک دوسرے کے گملوں میں گھسنے کی کوشش کرنے لگیں گے" انہوں نے بتایا "یہ علامت ہوتی ہے کہ یہ بڑے ہو چکے ہیں تب ہم ان سے دوا بنائیں گے اور ان لوگوں کو رہائی مل سکے گی جو بت بن چکے ہیں"۔

☆......☆......☆......☆

ایسٹر کی چھٹیوں کے دوران سال دوم والوں کو سوچ کا نیا سامان مل گیا۔ اب انہیں اپنے لئے اختیاری مضامین کا انتخاب کرنا تھا۔ وہ ایک ایسا معاملہ تھا جسے مینا بہت سنجیدگی سے لے رہی تھی۔

"ہمارے پورے مستقبل کا انحصار اس پر ہے" اس نے حارب اور رامس سے کہا۔

"میں تو بس دواؤں کے پیریڈ سے نجات چاہتا ہوں"۔

"مگر وہ تو لازمی مضمون ہے" رامس نے آہ بھر کے کہا "میرے بس میں ہوتا تو میں کالے جادو کے مقابلے میں دفاع سے جان چھڑا لیتا"۔

مینا کو یہ سن کر شاک لگا "مگر وہ تو بے حد اہم مضمون ہے"۔

"جس انداز سے قفلیس اسے پڑھاتا ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی" رامس نے کہا۔ "اب تک تو میں نے کچھ بھی نہیں سیکھا ہے...... سوائے انکولوں کو رہا کر کے تباہی دیکھنے کے"۔

نستیر کے پاس اس کے رشتے داروں کے بے شمار خطوط آئے تھے۔ سب نے اپنے اپنے طور پر اسے مشوروں سے نوازا تھا اس کے نتیجے میں اس بے چارے کی الجھن اور بڑھ گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کون سا مضمون لے اور کسے ڈراپ کرے۔

حارب کی طرح داسو بھی دھرپٹوں کے درمیان پلا بڑھا تھا۔ اس نے اس مسئلے کا حل یہ نکالا کہ مضامین کی فہرست سامنے رکھی اور آنکھیں بند کر کے اپنی چھڑی گھمائی۔ جس مضمون پر چھڑی رکی وہ اس نے لے لیا۔

مشورے سے محروم حارب بھی نہیں رہا تھا۔ پارس قرولی اسے اپنے تجربات سے مستفید کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا "اصل میں تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مستقبل میں تم کیا چاہتے ہو" اس نے کہا "میں اقتصادیات کے حق میں ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ مطالعہ دھرپٹاں بے کار مضمون ہے مگر میرے خیال میں دھرپٹ برادری کے طور طریقے اور رسم و رواج سمجھنا بہت ضروری ہے تاکہ آپ بھی کوئی ایسا کاروبار کریں جس میں ان سے قریب رہنا پڑے تو آپ اس معاملہ میں ٹھوکر نہ کھائیں۔ اب میرے ڈیڈی کو دیکھو ان کا کام پوری طرح دھرپٹوں سے تعلق رکھتا ہے، میرا بھائی چاسر شروع ہی سے آؤٹ ڈور کا شوقین تھا اس نے جادوئی مخلوقات کی دیکھ بھال کو اپنا خصوصی مضمون بنایا تو حارب مضمون اپنی طبیعت کی موزونیت کا خیال رکھتے ہوئے منتخب کرو"۔

لیکن حارب کو ہوائی بال کے سوا کسی چیز سے رغبت نہیں تھی آخر میں اس نے وہی مضامین لئے جو رامس نے منتخب کئے تھے اور اس کی منطق یہ تھی کہ اگر وہ ان میں کمزور ہی رہا تو مدد کرنے کے لئے کم از کم ایک دوست تو موجود ہوگا۔

☆......☆......☆......☆

افقار کا ہوائی بال کا اگلا میچ پیشتار سے تھا۔ مولا بخش مصر تھا کہ انہیں ہر رات ڈنر کے بعد پریکٹس کرنی چاہئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حارب کے پاس ہوائی بال اور اپنے ہوم ورک کے سوا کسی اور چیز کے لئے فرصت ہی نہیں رہی۔ کچھ سوچنے کے لئے اس کے پاس وقت ہی نہیں تھا بہر حال موسم اچھا تھا اس لئے پریکٹس سیشن پر لطف ہو گئے تھے۔

میچ ہفتے کو ہونا تھا جمعے کی رات حارب اقامت گاہ میں اپنی اڑن جھاڑو رکھنے کے لئے گیا تو بہت خوش تھا۔ اس کے خیال میں افقار ہاؤس کے ہوائی بال کپ جیتنے کے اتنے روشن امکانات پہلے کبھی نہیں رہے تھے۔

لیکن اس کا وہ خوش گوار موڈ قائم نہیں رہ سکا۔ اقامت گاہ کی سیڑھیوں پر اسے نستیر ملا، وہ بہت پریشان نظر آ رہا تھا ”حارب...... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس کی حرکت ہے مجھے ابھی پتہ چلا ہے......“ نستیر نے حارب کو خوف زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے دروازہ کھولا۔

وہ عجیب منظر تھا حارب کا ٹرنک کھلا پڑا تھا اس کی تمام چیزیں بکھری ہوئی تھی، یہی حال اس کی الماری اور بیڈ کا تھا جس نے بھی تلاشی لی تھی، وہ یقیناً کسی خاص چیز کے لئے پاگل ہو رہا تھا۔

حارب کا منہ کھلا ہوا تھا وہ اپنے بیڈ کی طرف بڑھا وہاں قفلیس کی خودنوشت کے کچھ صفحے پھڑ پھڑا رہے تھے۔

وہ نستیر کے ساتھ مل کر بیڈ کی حالت درست کر رہا تھا کہ رامس، داسو اور فارق آ گئے ”ارے...... یہ کیا ہوا؟“ داسو نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“ رامس نے حارب کے بکھرے ہوئے لبادوں کو ٹٹولا، ان کی جیبیں باہر کی طرف نکلی ہوئی تھیں، یہ طے تھا کہ جیبوں کو ٹٹولا گیا ہے۔

حارب اپنی چیزوں کو سمیٹ کر ٹرنک میں بھرنے لگا۔ قفلیس دلدر کی کتابیں اٹھاتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ کون سی چیز کم ہوئی ہے، اس نے سرگوشی میں رامس سے کہا ”سیمنگر کی ڈائری غائب ہے“۔

”کیا؟“

حارب نے اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا وہ دونوں کامن روم میں چلے آئے۔ وہاں مینا اکیلی بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ اس وقت کامن روم میں زیادہ لوگ نہیں تھے۔

انہوں نے مینا کو بتایا تو اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا ”لیکن یہ تو کسی افقاری ہی کی حرکت ہو سکتی ہے۔ چند لمحے بعد اس نے سنبھل کر کہا ”کسی اور کو تو ہمارا پاس ورڈ معلوم ہی نہیں ہے“

”یہی تو تشویش ناک بات ہے“ حارب نے سر ہلایا۔

☆......☆......☆......☆

اگلی صبح وہ سو کر اٹھے تو دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور خوش گوار ہوا چل رہی تھی۔

”ہوائی بال کے لئے آئیڈیل موسم“ مولا بخش نے خوش ہو کر کہا۔ وہ اس وقت افقاری میز پر بیٹھے تھے اور ناشتہ کر رہے تھے ”حارب...... تم اچھی طرح کھاؤ۔ تمہارے لئے زبردست ناشتہ بہت ضروری ہے“

حارب ناشتہ کرنے کے بجائے افقاریوں کا جائزہ لیتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ سیمنگر کی ڈائری ان میں سے کسی کے پاس بھی ہو سکتی ہے۔ رات مینا اصرار کرتی رہی تھی کہ اسے چوری کی رپورٹ لکھوانی چاہئے لیکن حارب اس کے لئے تیار نہیں ہوا۔ وہ ایسا کرتا تو اسے سیمنگر کی ڈائری کا راز بھی افشاں کرنا پڑتا۔ یہ اسے گوارا نہیں تھا اس میں غسام کی رسوائی تھی۔ یہی نہیں پھر اس پر شبہ کیا جانے لگتا کہ اس بار بھی حجرہ بلا اسی نے کھولا ہے۔ اس کے علاوہ افقار کے پوائنٹ بھی بہر حال میں کم ہوتے۔

ناشتے کے بعد وہ اپنی ہوائی بال سے متعلق چیزیں لانے کے لئے اٹھا تو رامس اور مینا بھی اس کے ساتھ تھے۔

وہ ماربل کی سیڑھیوں پر تھے کہ اس نے خون کو ٹھٹھرا دینے والی وہ آواز پھر سنی ”اس بار ختم کرنا ہے چیر دوں گا، پھاڑ دوں گا چیر......“

حارب بے ساختہ چلایا رامس اور مینا ڈر کر اس سے دور ہٹ گئے ”وہی آواز“ حارب نے پلٹ کر دیکھا ”میں نے پھر وہ آواز سنی ہے تم نے نہیں سنی؟“

رامس نے نفی میں سر ہلایا اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں لیکن مینا پرخیال انداز میں اپنی پیشانی سہلا رہی تھی ”حارب...... میرا خیال ہے بات میری سمجھ میں آ رہی ہے“ اس نے کہا ”مجھے لائبریری جانا ہے“ یہ کہہ کر وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

”اسے کیا ہو گیا؟ کیا سمجھ گئی؟“ حارب نے حیرت سے کہا وہ اب بھی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا...... یہ سمجھنے کے لئے کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

”میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا ہے“ رامس نے بے بسی سے کہا۔

”مینا کو لائبریری کا خیال کیوں آیا؟“

”یہ اس کی فطرت ہے جب بھی اسے کوئی شک ہوتا ہے وہ لائبریری کا رخ کرتی ہے“ رامس نے کہا۔

حارب کھڑا سماعت پر زور دے رہا تھا لیکن وہ آواز ندارد تھی۔ ادھر بڑے ہال سے طلبا جوق در جوق نکل رہے تھے...... بلند آواز میں باتیں کرتے ایسے میں آواز سننا ممکن نہیں تھا۔

”تم تو اب چل دو، گیارہ بج رہے ہیں۔ میچ کی فکر کرو“ رامس نے حارب کو یاد دلایا۔

حارب اقامت گاہ کی طرف لپکا، اس نے اپنی اڑن جھاڑو لی اور باہر نکل آیا جہاں سب لوگ ہوائی

بال کے اسٹیڈیم کی طرف جا رہے تھے لیکن حارب کا ذہن اب بھی قلعے میں ہی تھا، اس کے کانوں میں وہ منحوس آواز اب بھی گونج رہی تھی۔

لاکر روم میں لبادہ تبدیل کرتے ہوئے اس نے سوچا...... اچھی بات یہ ہے کہ اس وقت سب لوگ قلعے سے باہر ہیں...... میچ دیکھنے کے لئے۔

دونوں ٹیمیں تالیوں کی گونج میں پچ پر پہنچیں، مادام ہوک نے گیندیں نکالیں زرد لبادوں میں پشتار کی ٹیم آخری لمحوں میں حکمت عملی طے کر رہی تھی۔

حارب اپنی اڑن جھاڑو پر سوار ہو ہی رہا تھا کہ پروفیسر دل بست تقریباً بھاگتی ہوئی آئیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک میگا فون تھا۔

حارب کا دل جیسے پتھر کا ہو گیا۔

''یہ میچ کینسل کیا جا رہا ہے'' پروفیسر دل بست نے اعلان کیا۔

اس کے نتیجے میں زبردست ہوٹنگ شروع ہو گئی۔ مولا بخش سکتے کی سی حالت میں کھڑا تھا پھر وہ پروفیسر دل بست کی طرف لپکا ''لیکن پروفیسر...... ہمیں کھیلنا ہے...... ہوائی بال کپ...... افقار ہاؤس......'' وہ جذباتی ہو رہا تھا۔

لیکن پروفیسر دل بست نے اسے نظر انداز کر دیا ''تمام اسٹوڈنٹس اپنے اپنے کامن روم میں پہنچیں'' انہوں نے میگا فون میں چیخ کر کہا۔ ''وہاں ان کے ہاؤسز کے ہیڈز انہیں مزید معلومات فراہم کریں گے، جلدی کریں پلیز......'' پھر انہوں نے میگا فون نیچے کیا اور حارب کو اشارے سے اپنی طرف بلایا

''حارب چمرخی...... تم میرے ساتھ آؤ''

حارب کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس بار اس پر شک کیسے کیا جا سکتا ہے اس نے دیکھا کہ رامس بھی بھیڑ سے کٹ کر ان کی طرف دوڑا آ رہا ہے پھر وہ ان سے آملا۔ اور حارب کو حیرت ہوئی کہ پروفیسر دل بست نے اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے کہا ''یہ اچھا ہوا قرولی کہ تم بھی آ گئے'' ادھر ادھر کچھ طلبا میچ کینسل کئے جانے پر برہمی کا اظہار کر رہے تھے، کچھ پریشان تھے۔

حارب اور رامس پروفیسر دل بست کے پیچھے ماربل کے زینے کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن اس بار وہ کسی ٹیچر کے آفس میں نہیں گئے۔

''تمہیں شاک لگے گا خود کو ابھی سے سنبھالنے کی کوشش کرو'' پروفیسر دل بست کا لہجہ غیر معمولی طور پر نرم اور ہمدردانہ تھا۔ ''ایک اور اٹیک ہوا ہے...... ڈبل اٹیک......''

حارب کے پیٹ میں جیسے آنتیں ایک دوسرے سے الجھنے لگیں۔ پروفیسر نے دروازہ کھولا۔ وہ اور رامس اندر داخل ہوئے۔

مادام حاذق سال پنجم کی ایک لمبے گھونگھریالے بالوں والی لڑکی پر جھکی ہوئی تھیں۔ حارب نے اسے

پہچان لیا، وہ منقار ہاؤس کی وہ لڑکی تھی جسے کرسمس والے دن وہ اور رامس جھاؤ اور خار پشت کے روپ میں سلجاری کا من روم کا پاس ورڈ پوچھ بیٹھے تھے۔

اور اس لڑکی کے برابر والے بیڈ پر......

''مینا'' رامس کی آواز کراہ سے مشابہ تھی۔

مینا ساکت و سامت تھی۔ اس کی کھلی ہوئی آنکھوں میں خالی پن کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

''یہ دونوں لائبریری کے قریب پڑی ملیں'' پروفیسر دل بست نے کہا ''میں نہیں سمجھتی کہ تم دونوں میں سے کوئی اس کی وضاحت کر سکتا ہے اور یہ فرش پر ان دونوں کے قریب پڑا تھا......''

پروفیسر دل بست کے ہاتھ میں ایک چھوٹا گول آئینہ تھا......

حارب اور رامس نے نفی میں سر ہلائے وہ مینا کو دیکھے جا رہے تھے۔

''چلو...... میں تم دونوں کو افقار کے کامن روم تک پہنچا دوں'' پروفیسر دل بست نے کہا ''ویسے بھی مجھے اسٹوڈنٹس سے بات کرنی ہے''۔

☆......☆......☆......☆

''تمام طلباء طالبات چھ بجے تک اپنے اپنے ہاؤس کے کامن روم میں پہنچ جایا کریں گے۔ اس کے بعد کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہو گی جس مضمون کا پیریڈ ہو گا اس کے ٹیچر کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ انہیں اپنے ساتھ لے جائے اور واپس لا کر چھوڑے۔ کوئی اسٹوڈنٹ ٹیچر کو ساتھ لئے بغیر باتھ روم بھی نہیں جائے گا۔ ہوائی بال کے تمام میچ...... بلکہ پریکٹس بھی ملتوی کی جا رہی ہے۔ اب شام کی تمام سرگرمیاں منسوخ......''

افقار ہاؤس کے کامن روم میں سب لوگ پروفیسر دل بست کی باتیں توجہ سے سن رہے تھے۔ پروفیسر دل بست نے حکم نامہ پڑھ کر سنایا، پھر اسے تہہ کیا اور پھنسی پھنسی آواز میں بولیں۔ ''میں یہ کہتے ہوئے بڑی اذیت محسوس کر رہی ہوں کہ اسکول کے اس وقت تک بند ہو جانے کا امکان موجود ہے جب تک حملہ آور پکڑا نہیں جاتا۔ میں زور دے کر کہہ رہی ہوں کہ اگر کسی کو ان حملوں کے متعلق کچھ بھی معلوم ہے تو وہ آگے آئے اور مجھے بتائے آپ کو میرا آفس معلوم ہے'' پروفیسر دل بست کے جاتے ہی کامن روم مچھلی بازار بن گیا۔ سب اپنی اپنی کہے جا رہے تھے۔

''اس وقت تک دو افقاری، ایک پشتاری اور ایک منقاری لپیٹ میں آ چکے ہیں...... بلکہ ایک افقاری بھوت بھی'' قارون کہہ رہا تھا ''کیا ہمارے ٹیچرز کی سمجھ میں یہ سادہ سی بات نہیں آتی کہ سلجاری تمام کے تمام محفوظ ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ اس میں کوئی سلجاری ہی ملوث ہے۔ سلجار کا وارث، سلجار کی بلا اسکول بند کرنے کے بجائے سلجاریوں کو اسکول سے نہ نکال دیا جائے''۔

اس پر سب نے تالیاں بجائیں اور نعرے لگائے......

قارون کے پیچھے والی کرسی پر پارس قرولی خاموش بیٹھا تھا۔ وہ بہت وحشت زدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''پارس شاک میں ہے'' جادنے حارب سے کہا ''وہ منقاری لڑکی حباب اشکر جس پر حملہ ہوا ہے، وہ بھی پری فیکٹ تھی اور ہمارا پارس سمجھتا تھا کہ کسی پری فیکٹ پر کبھی حملہ نہیں ہوگا''۔

لیکن حارب کچھ نہیں سن رہا تھا وہ اپنے ذہن سے مینا کی وہ تصویر نہیں جھٹک پا رہا تھا...... اسپتال میں، بستر پر لیٹی ہوئی مینا جیسے پتھر سے تراشی ہوئی کوئی مورت۔ اور اگر جلد ہی مجرم نہیں پکڑا جاتا تو اسکول بند ہو جائے گا اور اسے واپس روفی ولا جانا پڑے گا۔ پورا سال...... بلکہ سال ہا سال وہاں گزارنے کا تصور اس کے لئے لرزہ خیز تھا۔ سیمنگر شہوین پچاس برس پہلے ایسے ہی مسئلے سے دوچار ہوا تھا تو اس نے یتیم خانے سے بچنے کے لئے غسام کو پکڑوا دیا تھا۔

حارب اس کی کیفیت اب بہتر طور پر سمجھ سکتا تھا۔

''اب ہم کیا کریں؟'' رامس نے حارب کے کان میں کہا ''کیا یہ لوگ غسام پر شک کریں گے؟''

''ہمیں غسام سے ملنا ہوگا'' حارب نے کہا ''میں نہیں سمجھتا کہ اس بار یہ غسام کا کام ہے لیکن اگر پچھلی بار اس نے حجرۂ بلا کھولا تھا تو وہ ہمیں بتا سکے گا کہ حجرۂ بلا میں کیسے داخل ہوا جا سکتا ہے اور یہ بنیادی بات ہے''۔

''لیکن باہر نکلنے پر تو پابندی عائد کر دی گئی ہے''

''میرا خیال ہے کہ ڈیڈی کی سلیمانی چادر استعمال کرنے کا وقت آپہنچا ہے''۔

☆......☆☆......☆

حارب چرخی کو زر باد میں طلائیوں، نقروں اور سوت کے ڈھیر کے علاوہ اپنے ڈیڈی سے ترکے میں ایک ہی چیز ملی تھی...... سلیمانی چادر۔ وہی ایک چیز تھی جو انہیں چھپ کر قلعے سے نکلنے اور غسام سے ملنے میں مدد دے سکتی تھی۔

وہ معمول کے مطابق سونے کے لئے لیٹے، لیکن نستیر، داسو اور فارق کے سونے کا انتظار کرتے رہے، جو حجرۂ بلا کے بارے میں قیاس آرائیاں کئے جا رہے تھے، بالآخر وہ سو گئے تب حارب اور رامس اٹھے۔ انہوں نے کپڑے بدلے اور سلیمانی چادر اوڑھ لی۔

قلعے کی تاریک اور سنسان راہداریوں میں وہ سفر کچھ خوش گوار نہیں تھا۔ حارب پہلے ہی کئی بار راتوں کو قلعے میں آوارہ گردی کرتا رہا تھا۔ لیکن غروب آفتاب کے بعد قلعے میں ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہاں تو ہنگامی صورت حال تھی۔ ٹیچرز، پری فیکٹس اور بھوت دو دو کی ٹکڑیوں میں وہاں گھوم رہے تھے۔ گھوم کیا رہے تھے، وہ پہرہ دے رہے تھے نظر رکھے ہوئے تھے کہ کہیں کوئی غیر معمولی بات نہ ہو۔

چادر ان دونوں کو غیر مرئی بنا سکتی تھی لیکن ان کی آہٹوں اور آوازوں کو نہیں چھپا سکتی تھی۔ ایک

خطرناک لمحہ اس وقت آیا جب پروفیسر ماہر کے قریب سے گزرتے ہوئے رامس کا جوتا چرچرایا۔ خوش قسمتی سے اسی لمحے پروفیسر ماہر کو چھینک آئی اور وہ آواز اس میں دب گئی۔

وہ بڑے دروازے پر پہنچے تو انہوں نے سکون کی سانس لی۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آئے۔

آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے، غسام کے کاٹیج کی کھڑکیاں روشن تھیں، وہ چادر میں لپٹے ہوئے کاٹیج کی طرف بڑھتے رہے۔

ان کی دستک پر غسام نے دروازہ کھولا لیکن وہ اپنی کمان میں تیر کھینچے چلانے کے لئے تیار، دروازے پر آیا تھا۔ پیچھے اس کا کتا فینگ تھا، جو بھونک رہا تھا۔

''اوہ'' انہیں دیکھ کر غسام نے کمان جھکا لی۔ ''تم دونوں یہاں، کیسے؟''

''یہ کس لئے؟'' حارب نے تیر کمان کی طرف اشارہ کیا۔

''کوئی...... کوئی خاص بات نہیں۔ مجھے تو توقع تھی...... خیر چھوڑو، آؤ بیٹھو، میں تمہیں چائے پلاؤں گا''۔

لیکن انہیں اندازہ ہو گیا کہ غسام غائب دماغی کی کیفیت میں ہے اسے کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اس نے کیتلی چڑھاتے ہوئے پانی چھلکا دیا۔ آگ تقریباً بجھتے بجھتے رہ گئی۔ پھر اس کے ہاتھ سے ٹی پاٹ چھوٹ گیا، وہ بہت نروس نظر آ رہا تھا۔

''تم ٹھیک ہو تو غسام؟'' حارب نے پوچھا۔

''ہاں...... ہاں...... بالکل......''

''اور تم نے مینا کے بارے میں سنا؟''

''ہاں سن چکا ہوں'' غسام کی آواز میں ہلکی سی لرزش تھی۔

وہ بار بار کھڑکیوں کی طرف دیکھے جا رہا تھا، اس نے کھولتے ہوئے پانی کے مگ ان کے سامنے رکھ دیئے۔ چائے کی پتی ڈالنے کا اسے خیال ہی نہیں آیا تھا، وہ پلیٹ پر فروٹ کیک رکھ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

غسام کے ہاتھ سے کیک کی پلیٹ چھوٹ گئی۔

حارب اور رامس نے گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھا اور جلدی سے سلیمانی چادر اوڑھ لی، پھر وہ ایک کونے کی طرف بڑھ گئے۔

ان کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد غسام نے اپنی کمان سنبھال لی اور بہت محتاط انداز میں دروازہ کھول دیا۔

''گڈ ایوننگ غسام''

وہ اخیار تھا اور بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ وہ اندر آیا اس کے پیچھے ایک اور شخص تھا جو بہت عجیب سا لگ رہا تھا۔

وہ دوسرا شخص پستہ قد اور فربہ اندام تھا، اس کے بال سفید تھے، چہرے پر تشویش کا تاثر تھا، اس کا ملا جلا لباس اسے اور عجیب بنا رہا تھا۔ دھاری دار سوٹ، سرخ ٹائی، لمبا سیاہ لبادہ، اودھے رنگ کے نکیلے جوتے۔

''یہ ڈیڈی کے باس ہیں'' رامس نے سرگوشی میں کہا ''کرنیل فجاس، وزیر برائے جادوگری''

حارب نے رامس کے کہنی چبھوئی ''خاموش رہو''

غسام کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور پسینے میں بھیگ رہا تھا۔ وہ اپنی کرسی میں ڈھے گیا۔ کبھی وہ اخیار کو دیکھتا اور کبھی کرنیل فاجس کو۔

''بہت خراب صورت حال ہے غسام'' کرنیل نے آہ بھر کے کہا ''ایسی صورت حال کہ مجھے خود آنا پڑا۔ چار حملے......اور چاروں دھرپٹ نسل کے اسٹوڈنٹس پر بات بہت دور چلی گئی ہے، وزارت کے لئے قدم اٹھانا ضروری ہو گیا تھا''۔

''میں نے کچھ نہیں کیا'' غسام نے گھبرا کر کہا اور ملتجیانہ نظروں سے اخیار کو دیکھا ''آپ جانتے ہیں پروفیسر اخیار سر، میں نے کبھی بھی......نہ پہلے نہ اب......''

''میں یہ بات واضح کر دوں کرنیل کہ مجھے غسام پر مکمل اعتماد ہے'' اخیار نے سرد لہجے میں کہا۔

''دیکھو اخیار، غسام کا دشمن اس کا اپنا ریکارڈ ہے، منسٹری کو کچھ تو کرنا ہے اسکول کے گورنرز ہم سے رابطے میں رہے ہیں''۔

''اس کے باوجود میں بتا رہا ہوں کہ غسام کے لے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا'' اخیار نے کہا، اس کی آنکھیں دہک رہی تھیں۔

''میرے نکتہ نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کرو پروفیسر۔ مجھ پر بہت دباؤ ہے ظاہری طور پر کچھ کر کے دکھانا ضروری ہے۔ دیکھو اگر یہ ثابت ہو گیا کہ غسام بے قصور ہے تو اسے واپس بھیج دیا جائے گا۔ اور بات دبا دی جائے گی لیکن غسام کو لے جانا میرے لئے ضروری ہے میں اپنے فرائض سے روگردانی نہیں......''

''مجھے لے جانا ہے؟'' غسام کا جسم لرز رہا تھا ''لیکن کہاں؟''

''بس چند روز کے لئے'' کرنیل نے کہا۔ لیکن وہ اخیار سے نظریں نہیں ملا رہا تھا ''یہ سزا نہیں، احتیاط کا تقاضہ ہے کوئی اور پکڑا گیا تو تم سے باضابطہ معذرت......''

''میں......میں قیفات نہیں جاؤں گا'' غسام کی آواز بھی لرز رہی تھی۔

کرنیل کے جواب دینے سے پہلے ہی دروازے پر دستک ہوئی۔ اخیار نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

حارب نے بڑی مشکل سے خود پر قابو پایا ورنہ اس کے منہ سے بے ساختہ حیرت بھری آواز نکل جاتی۔

فاسد جھگڑال اندر آیا۔ اس کے ہونٹوں پر طمانیت بھری مسکراہٹ تھی۔ فینگ اسے دیکھ کر غرانے لگا

''تم پہلے ہی یہاں پہنچ چکے ہو کرنیل'' اس نے وزیر سے کہا۔ ''گڈ......ویری گڈ''

''تم یہاں کیا کر رہے ہو'' غسام نے اسے للکارا ''نکلو میرے گھر سے''

''مائی ڈیر، یقین کرو تمہارے اس ڈربے میں گھسنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔ معافی چاہتا ہوں شاید تم اسے گھر کہتے ہو'' فاسد جھگڑال نے زہریلے لہجے میں کہا ''میں تو اسکول گیا تھا وہاں پتا چلا کہ ہیڈ ماسٹر یہاں آیا ہوا ہے''۔

''اور مجھ سے تم کیا چاہتے ہوئے فاسد جھگڑال؟'' اخیار کا لہجہ نرم تھا لیکن آنکھیں غصے سے دہکنے لگی تھیں۔

''بہت خوفناک صورت حال ہے اخیار'' حاسد نے اپنی جیب سے ایک لمبا چرمی کاغذ نکالا ''گورنرز کا خیال ہے کہ تمہیں ہٹانا ضروری ہو گیا ہے۔ یہ تمہاری معطلی کا حکم نامہ ہے دیکھ لو......اس پر بارہ کے بارہ گورنرز کے دستخط موجود ہیں۔ میرا خیال ہے تم میں اب وہ پہلے والی بات نہیں رہی۔ یہ بتاؤ، کتنے حملے ہو چکے ہیں اب تک؟ دو آج ہوئے ہیں۔ یہی حال رہا تو سال ختم ہونے تک سحرکدہ میں کوئی دھرپٹ نہیں رہے گا۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ یہ اسکول کے لئے کتنا بڑا نقصان اور کتنا بڑا المیہ ہو گا''۔

یہ سن کر کرنیل بری طرح بھڑکا ''میری بات سنو فاسد۔ اخیار کی معطلی ناقابل قبول ہے......''

''ہیڈ ماسٹر کی تقرری اور معطلی کا تمہاری وزارت سے کوئی تعلق نہیں مسٹر کرنیل'' فاسد جھگڑال نے اکڑ کر کہا ''یہ فیصلے صرف بورڈ آف گورنرز کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور بورڈ محسوس کرتا ہے کہ اخیار ان حملوں کی روک تھام کرنے میں ناکام......''

''اگر اخیار حملوں کو نہیں روک سکا تو اور کون روک سکتا ہے'' کرنیل نے کمزور لہجے میں کہا۔

''یہ تو دیکھا جائے گا'' حاسد کے ہونٹوں پر ایک شریر مسکراہٹ مچل رہی تھی ''بہر حال ہم بارہ افراد کا متفقہ فیصلہ ہے کہ......''

غسام اچھل کر کھڑا ہو گیا ''ان بارہ میں سے کتنے ایسے ہیں جنہیں تم نے بلیک میلنگ کے ذریعے مجبور کیا ہے کیوں جھگڑال؟'' اس نے گرج کر کہا۔

''ڈیر غسام، یہ تمہارا غصہ کسی دن تمہیں لے ڈوبے گا'' فاسد نے ناصحانہ انداز میں کہا ''میرا مشورہ ہے کہ قیفات کے رکھوالوں پر اس طرح چیخنے کی غلطی بھی نہ کرنا۔ وہ یہ بات پسند نہیں کریں گے''۔

''تم اخیار کو ہٹا رہے ہو، اس کے بعد تو یہاں دھرپٹوں کے لئے بقا کا کوئی امکان ہی نہیں رہے گا''

غسام چلایا۔

"تم پرسکون رہو غسام" اخیار نے مداخلت کی پھر وہ حاسد جھگڑال کی طرف مڑا۔ "اگر گورنر نہیں چاہتے تو میں ہٹ جاتا ہوں"

"لیکن......" کرنیل نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"نہیں" غسام نے دہاڑ کر کہا۔

پروفیسر اخیار اب فاسد جھگڑال کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا "تاہم تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ اس اسکول سے تم مجھے اس صورت میں دور کر سکتے ہو کہ جب یہاں میرا کوئی وفادار ساتھی موجود نہ رہے" اس نے ایک لفظ پر زور دے کر کہا "اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ سحر کدہ میں ہر اس شخص کو مدد دی جائے گی، جسے مدد کی ضرورت ہو گی"۔

اس ایک لمحے میں حارب کو ایسا لگا کہ اخیار اس کونے کو دیکھتے ہوئے بات کر رہا ہے، جہاں وہ اور رامس سلیمانی چادر میں چھپے بیٹھے تھے۔

"بے حد قابل ستائش جذبات" فاسد نے تمسخرانہ انداز میں سر خم کرتے ہوئے کہا "بہر حال تمہارا اسکول چلانے کا جو اپنا ایک مخصوص انداز ہے، وہ اب نہیں چلے گا، مجھے امید ہے کہ تمہارا جانشین ان حملوں کی روک تھام کر سکے گا"۔

حاسد نے بڑھ کر دروازہ کھولا اور بڑے احترام سے اخیار کو نکلنے کا اشارہ کیا۔ ادھر کرنیل غسام کے دروازے کی طرف بڑھنے کا منتظر تھا، لیکن غسام اپنی جگہ ڈٹا کھڑا تھا، پھر غسام نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا "میں صرف اتنا کہوں گا کہ اگر کسی کو حقائق کی جستجو ہو تو وہ مکڑیوں کا پیچھا کریں۔ وہ ان کی صحیح سمت میں رہنمائی کریں گی"۔

کرنیل تعجب سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے غسام کا دماغ چل گیا ہو۔

"ٹھیک ہے میں چل رہا ہوں" غسام نے کھونٹی سے اپنا اوورکوٹ اتارتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دروازے پر پہنچ کر رکا اور بلند آواز میں بولا "اور کسی نہ کسی کو میرے فینگ کی بھوک پیاس کا خیال رکھنا ہو گا"۔

دروازہ زور سے بند ہوا رامس فوراً ہی چادر سے باہر نکل آیا "اب ہم صحیح معنوں میں مشکل میں ہیں" اس نے کہا "پروفیسر اخیار نہیں رہے تو ہر روز ایک حملہ ہو گا۔ اب تو بہتر یہی ہے کہ اسکول بند کر دیا جائے"۔

فینگ رونے لگا، وہ بند دروازے کو پنجوں سے کھرچ رہا تھا۔

☆......☆......☆......☆

موسم گرما دبے پاؤں چلا آ رہا تھا آسمان اور جھیل کی رنگت ایک جیسی نیلی ہو گئی تھی۔ گرین ہاؤس میں بڑے بڑے پھول کھل رہے تھے لیکن قلعے کی کھڑکیوں سے اب سبزیوں کے قلعے میں چہل قدمی کرتا غسام دکھائی نہیں دیتا تھا۔ حارب بے حد ناخوش تھا، دوسری طرف قلعہ کے اندر بھی معاملات بہت خراب چل رہے تھے۔

حارب اور رامس نے مینا کو دیکھنے کے لئے جانے کی کوشش کی لیکن اب ملنے والوں پر پابندی لگا دی گئی تھی "ہم اب کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتے" مادام حاذق نے انہیں سمجھایا "اور یہ خطرہ موجود ہے کہ حملہ آور یہاں آ کر ان مظلوم لوگوں کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کر سکتا ہے۔"

اب جبکہ اخیار جا چکا تھا تو خوف و ہراس ایسا تھا کہ پہلے کبھی نہیں پھیلا تھا۔ اسکول میں کوئی چہرہ ایسا نہیں تھا جس پر فکر مندی اور اعصاب زدگی نظر نہ آتی ہو جن راہداریوں میں کبھی قہقہے گونجتے تھے، اب وہاں سہمی ہوئی سرگوشیوں کے سوا کچھ نہیں رہا تھا۔

حارب پروفیسر اخیار کے الوداعی الفاظ کو بار بار یاد کرتا تھا......ان لوگوں کو مدد ضرور دی جائے گی، جنہیں مدد کی ضرورت ہو۔ اور اس نے کہا تھا کہ مجھے اس اسکول سے اس صورت میں دور کیا جا سکتا ہے جب یہاں میرا کوئی وفادار ساتھی موجود نہ رہے، پہلے جملے میں اعلان تھا اور دوسرے میں چیلنج۔ مطلب یہ تھا کہ اخیار سحر کدہ سے دور جا کر بھی سحر کدہ میں ہے۔ سوال یہ تھا کہ ان دونوں باتوں میں وزن کتنا ہے اور وہ لوگ کون ہیں جنہیں مدد کی ضرورت ہے یہاں تو ہر شخص خوف زدہ ہے۔

غسام کا مکڑیوں والا اشارہ آسان اور قابل فہم تھا۔ دشواری یہ تھی کہ قلعے میں اب مکڑیوں کا وجود ہی نہیں رہا تھا۔ حارب اور رامس دیکھتے پھرے مگر انہیں کہیں ایک مکڑی بھی دکھائی نہیں دی۔

اب اکیلے گھومنے پھرنے کی اجازت نہیں تھی، ان کے ساتھی خوش تھے کہ وہ اساتذہ کی حفاظت میں نقل و حرکت کرتے ہیں لیکن حارب اس بات سے بری طرح چڑتا تھا۔

بہر حال ایک شخص ایسا ہی تھا جسے دہشت اور شکوک و شبہات سے بھرا، یہ ماحول راس آ رہا تھا...... اور وہ تھا فاسد جھگڑال، وہ یوں دندناتا پھر رہا تھا جیسے اسے اسکول کا ہیڈ بوائے بنا دیا گیا ہو۔

اخیار اور غسام کو گئے پندرہ دن ہوئے تھے کہ ایک روز کلاس میں فاسد کے پیچھے بیٹھے ہوئے حارب کے کان میں اس کی بات پڑی، وہ جھاؤ اور خار پشت سے باتیں کر رہا تھا۔ "میں ہمیشہ سے یقین رکھتا تھا کہ پاپا وہ واحد آدمی ہیں جو اخیار سے ہمیں نجات دلا سکتے ہیں" فاسد کہہ رہا تھا اور اس نے آواز دھیمی رکھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ "میں نے تمہیں بتایا تھا کہ پاپا کے خیال میں اخیار اس اسکول کا آج تک کا بدترین ہیڈ ماسٹر ہے۔ اب اخیار کے ہٹنے کے بعد ممکن ہے ہمیں کوئی اچھا ہیڈ ماسٹر مل جائے۔ کوئی ایسا شخص جو حجرۂ بلا کو کھلا رہنے دے۔ دل بست وقتی طور پر کام چلا رہی ہے، یہ زیادہ دن نہیں رہے گی......"

ماہر حارب کی میز کے پاس سے گزرا۔ مینا کی خالی سیٹ دیکھ کر اس نے ہمدردی کے دو لفظ بھی نہیں کئے۔

پروفیسر ماہر کوشش کے باوجود اپنی بے ساختہ مسکراہٹ کو دبا نہیں سکا ''ارے جھگڑال...... پروفیسر اخیار کو صرف معطل کیا گیا ہے، یہ کچھ ہی دنوں کی بات ہے، پھر اخیار واپس آجائیں گے'' اس نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں'' فاسد کا منہ بن گیا ''لیکن سر آپ کوشش تو کریں۔ میرے پاپا کا ووٹ آپ کا ہوگا۔ میں پاپا کو بتاؤں گا کہ آپ سے اچھا اور شاندار ٹیچر میں نے نہیں دیکھا......''

پروفیسر ماہر کا منہ بن گیا وہ آگے بڑھ گیا۔

''مجھے حیرت ہے کہ سحر کدہ میں موجود دھرپٹوں نے ابھی تک اپنا بوریا بستر نہیں سمیٹا'' فاسد بولے جا رہا تھا ''لیکن میں پانچ طلائیوں کی شرط لگاتا ہوں کہ اب کوئی مارا گیا تو سب بھاگ لیں گے، کاش مینا افگر ماری جاتی......''

خوش قسمتی سے اسی لمحے پریڈ ختم ہونے کی گھنٹی بج گئی۔ کیونکہ فاسد کی زبان پر مینا کا نام آتے ہی رامس دانت پیستا ہوا اٹھا تھا مگر گھنٹی بجنے کے بعد وہ اپنی کتابیں اور دوسری چیزیں سمیٹنے میں لگ گیا۔

باہر آنے کے بعد وہ فاسد پر حملہ کرنے کے لئے مچل رہا تھا مگر حارب اور داسو نے اسے جکڑا ہوا تھا۔

''چھوڑ دو مجھے، مجھے کسی بات کی پروا نہیں۔ اور مجھے جادو کی چھڑی بھی نہیں چاہئے، میں اپنے ان ہاتھوں سے اسے ختم کردوں گا......''

''جلدی کرو'' پروفیسر ماہر نے پکارا ''مجھے تم لوگوں کو جڑی بوٹیوں کی کلاس کے لئے چھوڑنے جانا ہے''۔

وہ لوگ پروفیسر ماہر کے ساتھ چل دیئے۔ رامس اب بھی خود کو حارب اور داسو کی گرفت سے آزاد کرانے کے لئے زور لگا رہا تھا۔ وہ قلعے سے نکل آئے تو کوئی مسئلہ نہیں رہا کیونکہ فاسد قلعے میں رہ گیا تھا۔

اب وہ سبزیوں کے قطعے سے گزرتے ہوئے گرین ہاؤس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

جڑی بوٹیوں کی کلاس بہت اداس تھی ان کے دو ساتھی...... جالو اور مینا ان کے ساتھ نہیں تھے۔

پروفیسر منجلی نے انہیں کام دیا اور وہ مصروف ہو گئے۔

اچانک حارین حارب کے پاس چلا آیا ''حارب...... میں تم سے بہت شرمندہ ہوں'' اس نے کہا ''کہ میں نے تم پر شک کیا تم مینا افگر پر حملہ نہیں کر سکتے۔ میں اپنی کہی ہوئی ہر بات پر تم سے معافی مانگتا ہوں۔ ہم تم ایک ہی کشتی کے سوار ہیں...... دیکھو نا'' اس نے حارب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

حارب نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اگلے ہی لمحے نہال اور حارین کے چند دوست بھی اسی طرف چلے آئے اور حارب اور رامس سے گھل مل گئے۔

چند لمحے بعد حارین نے کہا ''یہ جھگڑال اس صورت حال میں بہت خوش دکھائی دے رہا ہے مجھے تو اس پر شک ہونے لگا ہے......''

''تم ہو بہر حال عقلمند'' رامس نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ حارین نے حارب کے ساتھ جو کچھ کیا تھا، رامس اسے اتنی آسانی سے معاف نہیں کر سکتا تھا۔

''تمہارا کیا خیال ہے حارب؟ یہ جھگڑال سلجار کا وارث ہو سکتا ہے؟''

''نہیں'' حارب نے پر یقین لہجے میں کہا۔

حارین اور نہال اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

ایک سیکنڈ بعد حارب نے ایک ایسی چیز دیکھی کہ اس نے رامس کو متوجہ کرنے کے لئے اس کے ہاتھ پر قینچی ماری۔

''ارے ارے...... کیا مصیبت ہے؟'' رامس چونکا۔

حارب نے نیچے زمین کی طرف اشارہ کیا وہ کئی بڑی بڑی مکڑیاں تھیں، جو تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔

''ارے...... ہاں...... لیکن ہم اس وقت تو ان کا پیچھا نہیں کر سکتے''

حارین اور نہال متجسس انداز میں ان کی گفتگو سن رہے تھے۔

''لگتا ہے، یہ ممنوعہ جنگل کی طرف جا رہی ہیں'' حارب نے سمت کا اندازہ لگانے کے بعد کہا۔

لیکن نجانے کیوں، رامس یہ سن کر بہت ناخوش نظر آیا۔

کلاس ختم ہوئی تو پروفیسر منجلی انہیں کالے جادو کے مقابلے میں دفاع کی کلاس کی طرف لے چلے، حارب اور رامس جان بوجھ کر سب سے پیچھے رہ گئے۔ تاکہ رازداری کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔

''ہمیں پھر سلیمانی چادر استعمال کرنی ہوگی'' حارب نے سرگوشی میں کہا ''ہم فینگ کو ساتھ لے لیں وہ غسام کے ساتھ جنگل میں جاتا تھا، ہمیں یقیناً اس سے مدد مل سکتی ہے''

''ٹھیک ہے'' رامس نے کہا لیکن وہ بہت نروس ہو رہا تھا ''ارے حارب...... جنگل میں انسانی بھیڑیے بھی ہوتے ہوں گے'' بالآخر اس نے اپنے خوف کا اظہار کیا۔

اب وہ قفلیس دلدر کی کلاس میں تھے، حارب نے اس کی سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا ''وہاں اچھی چیزیں بھی ہیں۔ وہاں یونی کارن بھی ہیں اور گھڑ سان بھی جو بہت تعاون کرنے والے ہیں''۔

رامس کبھی ممنوعہ جنگل میں نہیں گیا تھا۔ حارب ایک بار یہ سزا بھگت چکا تھا اور اس وقت اس نے سوچا تھا کہ آئندہ کوشش کرے گا کہ یہاں کبھی نہ آئے۔

قفلیس کلاس روم میں داخل ہوا تو سب اسے دیکھتے رہ گئے۔ یہ وہ دن تھے کہ ہر ٹیچر کے چہرے پر گھمبیرتا نظر آتی تھی۔ لیکن قفلیس دلدر بہت شوخ لباس پہنے ہوئے تھا اور چہرے پر تازگی تھی ''کیا بات ہے یہ منہ کیوں لٹکے ہوئے ہیں تم لوگوں کے؟'' اس نے چہکتی ہوئی آواز میں پکارا۔

سب نے ایک دوسرے کو دیکھا لیکن کوئی کچھ نہیں بولا۔

''تم لوگوں کو پتا ہی نہیں ہے'' قفلیس نے آواز قدرے کم کر کے رازدارانہ انداز میں کہا ''خطرہ ٹل چکا ہے، مجرموں کو دور بھیج دیا گیا ہے''

''کون کہتا ہے؟'' داسو نے بلند آواز میں چیلنج کیا۔

''دیکھو نوجوان، اگر وزارت جادوگری کو غسام کے مجرم ہونے کا دو سو فیصد یقین نہ ہوتا تو وہ کبھی اسے نہ لے جاتے''۔

''وہ یقین نہ ہونے کے باوجود اسے لے گئے'' رامس کی آواز داسو سے بھی زیادہ بلند تھی۔

''سنو قرولی، میں غسام کی گرفتاری کے بارے میں تم سے کہیں زیادہ جانتا ہوں'' قفلیس نے گردن اکڑا لی۔

رامس جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ حارب نے میز کے نیچے اس کے پاؤں پر پاؤں مارا۔ ''یہ نہ بھولو کہ ہم وہاں نہیں تھے'' وہ بڑبڑایا۔

لیکن قفلیس ایسا آدمی تھا جو دوسروں کے دماغ خراب کر دیتا تھا۔ وہ اشاروں میں گفتگو کرتا، جتاتا رہا کہ اسے ابتدا ہی سے معلوم تھا کہ غسام اچھا آدمی نہیں ہے اور یہ کہ اب یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے رامس اس کی باتیں سن سن کر کھول رہا تھا۔

حارب نے کاغذ پر ایک سطر لکھ کر اس کی طرف بڑھایا، ہمیں آج رات چلنا ہے۔

اسے پڑھ کر رامس نے جھرجھری لی اور حارب سے نظریں چرانے لگا۔ لیکن مینا کی خالی سیٹ دیکھ کر اسے مینا کی یاد آئی، اس کے چہرے پر استقامت کا تاثر ابھرا اور اس نے رضامندی میں سر ہلا دیا۔

☆......☆......☆......☆

ان دنوں افقار کے کامن روم میں ہمیشہ ہجوم رہتا تھا، وجہ یہ تھی کہ چھ بجے کے بعد کوئی کہیں نہیں جا سکتا تھا، چنانچہ کامن روم کے سوا ان کا کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ بس وہ وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے، رات بارہ بجے تک وہ آباد رہتا تھا۔

حارب نے کھانے کے فوراً بعد جا کر اپنے ٹرنک سے سلیمانی چادر نکالی، پھر وہ کامن روم میں بیٹھا سب کے جانے کا انتظار کرتا رہا۔ فارغ، جاماد اور سامرہ بھی وہیں موجود تھے، سامرہ اس کی کرسی پر بیٹھی تھی جہاں مینا بیٹھا کرتی تھی، اور وہ بے حد بجھی بجھی سی تھی۔

فارغ، جاماد اور سامرہ سونے کے لئے گئے تو آدھی رات ہو چکی تھی۔

اقامت گاہ کے دروازے بند ہونے کی آواز سنتے ہی حارب نے چادر کھول لی ''آ جاؤ'' اس نے چادر اوڑھتے ہوئے رامس کو پکارا۔

رامس بھی چادر میں سما گیا۔

وہ دونوں بڑے پورٹریٹ کی طرف بڑھے۔

قلعے سے باہر نکلنے کا مرحلہ خطرناک تھا، انہیں تمام ٹیچرز اور پری فیکٹس سے بچنا تھا، جو گشت کر رہے تھے، بالآخر وہ داخلی ہال میں پہنچے انہوں نے بہت آہستگی سے دروازہ کھولا اور باہر نکل آئے۔ باہر ہر طرف چاندنی چٹکی ہوئی تھی۔

''یہ بھی ممکن ہے کہ جنگل میں پہنچ کر ہمیں پتا چلے کہ وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے'' رامس نے کہا ''ضروری نہیں ہے کہ وہ جنگل میں جا رہی ہوں......''

حارب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ غسام کے کاٹیج تک جا پہنچے، اس کی تاریک کھڑکیوں نے انہیں اداس کر دیا۔ حارب نے دروازہ کھولا، فینگ انہیں دیکھ کر خوشی سے پاگل ہو گیا انہوں نے جلدی سے اسے راتب دیا۔ ورنہ وہ چیخ چیخ کر پورے قلعے کو ہلا ڈالتا۔

حارب نے سلیمانی چادر غسام کی میز پر چھوڑ دی، تاریک جنگل میں اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

''چلو فینگ ہم سیر کے لئے جا رہے ہیں'' حارب نے کتے کو چمکارا۔

کتا خوشی خوشی ان کے پیچھے کاٹیج سے نکلا، وہ جنگل کے سرے پر پہنچ گئے۔ حارب نے اپنی جادو کی چھڑی نکالی اور بڑبڑایا...... ''روشان''۔

چھڑی کے سرے پر ننھی سی روشنی چمکی جو انہیں راستہ دکھانے کے لئے بہت کافی تھی۔

''میں بھی اپنی چھڑی روشن کر لیتا مگر تم تو جانتے ہی ہو کہ وہ کتنی ناقابل اعتبار اور مخدوش ہے'' رامس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

وہ زمین پر دیکھتے ہوئے چل رہے تھے اچانک حارب نے رامس کا کندھا تھپتھپایا۔ وہ دو مکڑیاں تھیں جو ایک گھنے درخت کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

''ٹھیک ہے، چلو'' رامس نے کہا لیکن سچ یہ ہے کہ مکڑیوں کو دیکھ کر اس کا دل ڈوبنے لگا تھا۔ اب انہیں جنگل میں جانا ہی تھا۔

کتا ان کے ساتھ تھا، وہ زمین کو، درختوں کی جڑوں کو سونگھتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا بالآخر مکڑیوں کے پیچھے وہ جنگل میں داخل ہو گئے۔

حارب کی چھڑی پر چمکنے والے شعلے کی روشنی میں انہیں مکڑیوں کے کئی غول نظر آئے۔ وہ سب ایک ہی سمت میں بڑھ رہی تھیں۔ وہ بیس منٹ تک خاموشی سے، سماعت پر زور دیتے چلتے رہے۔ درخت

اتنے گھنے اور اتنے پاس پاس تھے کہ آسمان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اب حارب کی چھڑی کے سرے پر روشن شعلے کے سوا کہیں کوئی روشنی نہیں تھی اردگرد جیسے تاریکی کا سمندر تھا۔

اچانک انہیں احساس ہوا کہ مکڑیاں اب پگڈنڈی سے ہٹ رہی ہیں۔

حارب رکا، وہ مکڑیوں کی بدلی ہوئی سمت کے بارے میں اندازہ لگانا چاہتا تھا لیکن اس کی چھڑی کی روشنی کے چھوٹے سے دائرے کے باہر ہر طرف گھپ اندھیرا تھا اور وہ جنگل میں اتنا اندر تک پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ اسے یاد تھا کہ پچھلے موقعہ پر غسام اس کے ساتھ تھا اور اس نے سختی سے اسے ہدایت کی تھی کہ پگڈنڈی سے ہٹ کر ہرگز نہ چلے لیکن اب غسام نجانے کہاں تھا...... کتنی دور۔ شاید وہ قیفات کی کسی کوٹھری میں قید تھا اور یہ مشورہ اس نے دیا تھا کہ انہیں مکڑیوں کا تعاقب کرنا چاہیے۔

کوئی گیلی سی چیز حارب کے ہاتھ سے ٹکرائی۔ وہ اچھل پڑا مگر وہ فینگ کی تھوتھنی تھی۔

''تم کیا کہتے ہو؟'' حارب نے رامس سے پوچھا۔

''اب ہم اتنی دور آ چکے ہیں تو ناکام واپس جانا مناسب نہیں'' رامس نے دل کڑا کر کے کہا۔

سو وہ مکڑیوں کا پیچھا کرتے ہوئے گھنے درختوں کے درمیان بڑھنے لگے۔ پگڈنڈی کہیں پیچھے رہ گئی۔ اب ان کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی کیونکہ درختوں کی زمین پر ابھری ہوئی جڑیں اور بے ترتیب شاخیں جو اندھیرے میں نظر بھی نہیں آ رہی تھیں، ان کی راہ میں رکاوٹ بن رہی تھیں دو تین بار ٹھوکر کھانے کے بعد وہ سنبھل کر چلنے لگے۔ کئی بار انہیں رکنا بھی پڑا کیونکہ مکڑیوں پر نظر رکھنا بھی ضروری تھا۔

شاید انہیں چلتے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا اب انہیں احساس ہوا کہ وہ ڈھلوانی علاقے کی طرف بڑھ رہے ہیں لیکن درخت ویسے ہی گھنے تھے۔

اچانک فینگ بری طرح بھونکنے لگا۔ حارب اور رامس ڈر گئے ''اسے کیا ہوا؟'' رامس نے حارب کا ہاتھ تھامتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

حارب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آگے کی سمت دیکھ رہا تھا ''آگے کوئی متحرک چیز ہے ذرا آواز سنو...... کوئی بڑی چیز لگتی ہے''۔

وہ کھڑے سماعت پر زور دیتے رہے، دائیں جانب کچھ فاصلے پر یقیناً کوئی بڑی چیز حرکت کر رہی تھی اس کے نتیجے میں ٹہنیوں اور شاخوں کے ٹوٹنے کی آواز آ رہی تھی۔

''اونو...... اونو......'' رامس گھبرا رہا تھا۔

''شٹ اپ'' حارب نے اسے ڈانٹا ''وہ تمہاری آواز سن لے گی''

''میری آواز سن لے گی کیا اس نے فینگ کے بھونکنے کی آواز نہیں سنی ہو گی؟'' رامس نے چیخ کر کہا۔

وہ اپنی جگہ ساکت کھڑے تھے، اندھیرا ان کی آنکھوں میں سما رہا تھا وہ دہشت زدہ تھے، ایک عجیب سی آواز ابھری...... اور پھر خاموشی چھا گئی۔

''کیا خیال ہے، وہ کیا کر رہی ہے؟'' حارب نے رامس سے پوچھا۔

''شاید ہم پر جھپٹنے کی تیاری کر رہی ہے''۔

وہ لرزتے جسموں کے ساتھ منتظر کھڑے تھے ان میں ایک قدم بڑھانے کی بھی ہمت نہیں تھی۔

''چلی تو نہیں گئی'' چند لمحے بعد حارب نے کہا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں''۔

اچانک ان کے دائیں جانب آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی نمودار ہوئی۔ اندھیرے میں اتنی زیادہ محسوس ہو رہی تھی کہ انہوں نے گھبرا کر اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ فینگ نے عجیب سی آواز نکالی اور بھاگنے کی کوشش کی۔ مگر ایک خاردار جھاڑی میں الجھ کر اور زور سے چلانے لگا۔

''حارب'' رامس چیخا لیکن اس کی آواز میں گھبراہٹ نہیں، طمانیت تھی'' حارب...... یہ تو ہماری کار ہے''

''کیا کہہ رہے ہو؟''

''آؤ تو......''

وہ الجھتے لڑکھڑاتے گرتے پڑتے روشنی کی طرف بھاگے، ایک لمحہ بعد وہ ایک سطح قطعہ زمین پر جا پہنچے۔

وہ واقعی ابریق قرولی کی کار تھی۔ گھنے درختوں کی جھکی ہوئی شاخوں کے نیچے رکی ہوئی...... اور اس کی ہیڈ لائٹس جگمگا رہی تھیں، رامس کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا اور وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

پھر کار دھیرے دھیرے رامس کی طرف بڑھنے لگی۔ انداز کسی وفادار کتے کا سا تھا جو اپنے بچھڑے ہوئے مالک کی طرف بڑھ رہا ہو۔

''یہ تمام وقت یہاں موجود رہی ہے'' رامس کے لہجے میں چہکار تھی ''ذرا دیکھو تو...... یہ جنگل میں رہ کر کچھ جنگلی نہیں ہو گئی......''

کار کے دونوں پہلوؤں پر ڈینٹ پڑے تھے، مڈگارڈ کیچڑ میں لتھڑے ہوئے تھے۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ اس تمام عرصے میں وہ جنگل میں آزادانہ طور پر گھومتی پھری ہے۔ فینگ کار سے ڈر کر حارب سے چپکا ہوا تھا اس کا جسم لرز رہا تھا۔

حارب نے اپنی جادو کی چھڑی جیب میں رکھ لی۔

''اور ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ ہم پر حملہ کرنے والی ہے'' رامس نے کہا وہ کار کو بڑی محبت سے تھپتھپا رہا تھا ''میں اکثر سوچتا تھا کہ اس بے چاری کا نجانے کیا حشر ہوا ہو گا''۔

حارب ہیڈلائٹس کی روشنی میں مکڑیوں کی تلاش میں ادھرادھر دیکھ رہا تھا لیکن شاید روشنیوں کی وجہ سے وہ ڈر کر بھاگ گئی تھی۔

''ہم مکڑیوں کا سراغ کھو بیٹھے ہیں، چلو...... ہمیں ان کو تلاش کرنا ہوگا''۔

رامس نے کچھ نہیں کہا وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔ اس کی آنکھیں کچھ دور زمین سے کوئی دس فٹ اوپر کسی مقام پر جمی ہوئی تھی۔ اور اس کے چہرے پر دہشت کا تاثر جیسے جم کر رہ گیا تھا۔

حارب کو پلٹ کر دیکھنے کی مہلت بھی نہیں ملی، کھٹ کھٹ کی آواز بلند ہوئی اور اچانک اسے احساس ہوا کہ کسی لمبی اور بال دار چیز نے اسے کمر سے گرفت میں لے کر زمین سے اوپر اٹھا لیا ہے اب وہ سر کے بل فضا میں معلق ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔ اس کے حلق سے دہشت بھری آوازیں نکل رہی تھیں۔ پھر ویسی ہی اور آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی رامس بھی زمین سے اٹھنے لگا۔ فینگ بھی کریہہ آواز میں رو رہا تھا۔

اور اگلے ہی لمحے وہ اسی معلق حالت میں درختوں کے اندھیرے کی طرف لے جایا جانے لگا۔

لٹکے لٹکے ہی اس نے دیکھا کہ وہ جس چیز کی گرفت میں ہے اس کے چھ بہت لمبے لمبے اور بال دار پاؤں ہیں اگلے دو پیروں سے اس نے حارب کو پکڑا ہوا تھا۔ عقب سے آنے والی آوازوں سے پتا چل رہا تھا کہ وہاں اس طرح کی اور بھی مخلوق موجود ہے۔ وہ یقیناً رامس کو پکڑ کر چل رہی ہوگی۔

اب وہ جنگل کے قلب میں داخل ہو رہے تھے عقب سے سنائی دینے والی آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ فینگ خود کو گرفت سے آزاد کرنے کے لئے زبردست جدوجہد کر رہا ہے وہ مکروہ آواز میں رو بھی رہا تھا لیکن حارب تو اگر چاہتا تب بھی چیخ نہیں سنا سکتا تھا، اسے لگتا تھا کہ وہ اپنی آواز اسی سطح قطعۂ زمین پر چھوڑ آیا ہے۔

اسے اندازہ نہیں رہا کہ وہ کتنی دیر ان پنجوں کی گرفت میں رہا۔ وہ اتنا جانتا تھا کہ آنکھیں بے اندھیرے کی عادی ہوگئی تھیں اور زمین پر اسے مکڑیوں کی فوج حرکت کرتی دکھائی دے رہی تھی۔

اور اب وہ ایک اور سطح قطعہ زمین پر پہنچ گئے تھے، وہاں درخت نہیں تھے اور ستاروں بھرا آسمان صاف دکھائی دے رہا تھا، وہاں اس نے اپنی زندگی کا خوفناک ترین منظر دیکھا......

وہ مکڑیاں تھیں زمین پر رینگنے والی عام مکڑیاں نہیں، وہ ہاتھی سے بھی بڑی جسامت کی، آٹھ آنکھوں، آٹھ ٹانگوں والی سیاہ رنگ کی خوف ناک مکڑیاں تھیں، جو دیوقامت مکڑی حارب کو اٹھائے ہوئے تھی، اب ڈھلوانی زمین پر چلتی ایک بہت بڑے گنبد نما مکڑی کے جالے کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ دوسری ہزاروں مکڑیوں نے اسے کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔ وہ اپنے زنبور جیسے منہ چلا رہی تھی، جس کی وجہ سے کٹ کٹ کی خوفناک آوازیں ابھر رہی تھیں۔

اچانک مکڑی نے حارب کو چھوڑ دیا حارب دھپ سے چاروں شانے چت زمین پر گرا۔ اس کے بعد رامس اور فینگ بھی گرا دیئے گئے، فینگ اب نہ رو رہا تھا نہ غرا رہا تھا، وہ زمین پر سہما سمٹا ہوا پڑا تھا۔ رامس کی حالت حارب کی سی تھی، اس کا منہ چیخنے کے انداز میں کھلا ہوا تھا لیکن آواز ندارد تھی اور آنکھیں دہشت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

حارب کو اچانک احساس ہوا کہ جس مکڑی نے اسے گرایا ہے کچھ کہہ رہی ہے لیکن سمجھنا مشکل تھا کیونکہ ہر لفظ کے بعد کٹ کٹ کی آوازیں بھی بلند ہو رہی تھی۔

مگر ایک لفظ حارب کی سمجھ میں آیا ''اراگوگ''

اور اس گنبد نما جالے میں اسے ایک اور مکڑی باہر آتی نظر آئی، جو جسامت میں دیوقامت مکڑیوں سے بھی بڑی تھی۔ اس کے جسم اور ٹانگوں کی رنگت گرے تھی۔ اس کی آنکھیں سفید تھیں اس کا مطلب تھا کہ وہ اندھی ہے۔

''کیا بات ہے؟'' اس بڑی مکڑی نے اپنے آنکڑے کو کٹکٹاتے ہوئے کہا۔

''آدمی'' وہ مکڑی بولی، جو حارب کو لائی تھی۔

''غسام ہے کیا؟''

''نہیں اجنبی ہیں'' جو رامس کو لائی تھی۔ اس مکڑی نے جواب دیا۔

''تو ختم کر دو انہیں'' اندھی مکڑی نے چڑچڑے پن سے کہا ''اچھا بھلا میں سو رہا تھا......''

''ہم غسام کے دوست ہیں'' حارب نے چیخ کر کہا۔

تمام مکڑیاں کٹکٹانے لگیں۔

چند لمحوں کے توقف کے بعد بڑی مکڑی نے کہا ''غسام نے پہلے کبھی کسی کو ہماری طرف نہیں بھیجا''

''غسام ایک مشکل میں ہے'' حارب نے کہا ''اس لئے ہم آئے ہیں''

''مشکل میں؟'' اراگوگ اب فکرمند لگ رہا تھا ''مگر اس نے تمہیں کیوں بھیجا ہے؟''

حارب نے اٹھ جانے کا ارادہ کیا لیکن فوراً ہی ترک کر دیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس کی ٹانگیں اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی، چنانچہ وہ بیٹھے بیٹھے بات کرتا رہا۔ وہ خود کو پرسکون رکھنے کی کوشش کر رہا تھا ''اسکول میں یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ غسام کسی...... کسی بلا کو اسٹوڈنٹس پر چھوڑتا رہا ہے۔ اسی لئے اسے قیفات بھیج دیا گیا ہے۔

اراگوگ کا آنکڑا بہت تیزی سے حرکت کرنے لگا۔ دوسری مکڑیاں بھی کٹ کٹ کرنے لگیں لگتا تھا تالیاں بج رہی ہیں لیکن وہ آواز سن کر حارب کی طبیعت بگڑ رہی تھی مگر وہ تو برسوں پرانی بات ہے...... بہت برس پرانی'' بالآخر اراگوگ نے کہا ''مجھے اچھی طرح یاد ہے اسے اسکول سے نکال دیا گیا تھا وہ لوگ سمجھے تھے کہ حجرۂ بلا کی بلا میں ہوں وہ سمجھے تھے کہ غسام نے حجرۂ بلا کھول کر مجھے آزاد کر دیا ہے......''

''اوہ......تو تم......تو تم حجرۂ بلا میں نہیں تھے؟'' حارب نے کہا۔

''میں'' اراگوگ کی کٹ کٹ میں اب برہمی تھی ''میں قلعے میں پیدا نہیں ہوا۔ میرا تعلق ایک دور دراز ملک سے ہے میں جب انڈے میں تھا تو غسام نے مجھے ایک سیاح سے لے لیا تھا۔ وہ اس وقت لڑکا ہی تھا لیکن وہ میرا بہت خیال رکھتا تھا۔ اس نے مجھے قلعے کے اندر ایک الماری میں چھپایا ہوا تھا کھانے کی میز سے وہ میرے لئے چیزیں چرا کر لاتا غسام بہت اچھا انسان......اور میرے بہت اچھا دوست ہے۔ جب لوگوں کو میرے متعلق پتا چلا اور مجھ پر اس لڑکی کے قتل کا الزام لگا تو غسام نے مجھے بچایا، اس وقت سے میں اس جنگل میں رہ رہا ہوں۔ غسام اکثر مجھ سے ملنے آتا ہے، اس نے میرے لئے بیوی تلاش کی......موزاج......اور اب تم خود دیکھ لو، ہم کیسے پھلے پھولے ہیں، میری اولادیں......یہ سب غسام کی مہربانی کی وجہ سے ہے......''

حارب نے اپنا حوصلہ مجتمع کرتے ہوئے پوچھا ''تو تم نے کسی پر حملہ نہیں کیا؟''

''نہیں کبھی نہیں، میرا خیال ہے یہ میری جبلت میں ہے لیکن صرف غسام کی وجہ سے میں نے کبھی کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچایا جو لڑکی قتل ہوئی تھی، وہ ایک باتھ روم میں ملی تھی جبکہ میں نے اس الماری کے سوا قلعے میں کوئی اور جگہ نہیں دیکھی جس میں میں پلا بڑھا تھا ہم لوگوں کو تو صرف سرد اور اندھیری جگہیں اچھی لگتی ہیں......''

''مگر تمہیں معلوم تو ہوگا کہ لڑکی کو کس نے مارا تھا کیونکہ اب وہ بلا پھر لوگوں پر حملے کر رہی ہے......''

مکڑیوں کا ہجوم کٹ کٹ کر رہا تھا......مشتعل انداز میں پہلو بدل رہا تھا ان کے شور میں حارب کی آواز دب گئی۔

''وہ بلا جو قلعے میں رہتی ہے وہ ایک بہت قدیم مخلوق ہے ایک ایسی مخلوق جس سے ہم مکڑیاں سب سے زیادہ خوف کھاتی ہیں، مجھے اس کی موجودگی کا پتا چلا تو میں نے غسام سے کیسے کیسے خوشامد کی کہ مجھے جانے دے''۔

مکڑیاں اب بے چین ہو رہی تھیں ان کا شور بڑھ رہا تھا اور وہ حارب کو گھیر رہی تھیں۔

''وہ وہ کیا ہے؟'' حارب نے پوچھا ''وہ بلا کیا ہے؟''

''ہم لوگ اس کے متعلق بات نہیں کرتے......اس کا نام نہیں لیتے'' اراگوگ نے تند لہجے میں کہا ''میں نے غسام کے سامنے بھی کبھی اس کا نام نہیں لیا حالانکہ اس نے بہت اصرار کیا تھا اور بار بار کہا تھا''۔

مکڑیوں کے درمیان گھرے ہوئے حارب نے اصرار مناسب نہیں سمجھا، اراگوگ شاید اب تھک چکا تھا، وہ اپنے گنبد نما جالے میں پیچھے کی طرف ہٹ رہا تھا لیکن دوسری مکڑیاں حارب اور رامس کے گرد گھیرا تنگ کر رہی تھیں۔

''تو ہم واپس چلے جائیں؟'' حارب نے اراگوگ کو پکارا۔

''نہیں میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگ......''

''لیکن......لیکن......''

''میرے بچے غسام کو نقصان نہیں پہنچاتے کیونکہ یہ میرا حکم ہے اور وہ میرا احترام کرتے ہیں'' اراگوگ نے کہا ''لیکن میں انہیں تازہ گوشت سے محروم نہیں کرنا چاہتا جبکہ وہ خود چل کر ہمارے پاس آیا ہو، سو غسام کے دوستو......گڈ بائی''

حارب نے گھوم کر دیکھا اس سے صرف ایک فٹ کے فاصلے پر مکڑیوں کی بہت اونچی ٹھوس دیوار سی تھی۔ وہ سب آنکڑے کٹکٹا رہی تھیں ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں حارب نے اپنی چھڑی نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن اسے احساس تھا کہ مکڑیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے بہرحال وہ لڑے بغیر نہیں مرنا چاہتا تھا چنانچہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا یوں ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر مر جانا تو انسانیت کی توہین ہوتی......

اس وقت ایک تیز آواز گونجی اور تیز روشنی سطح قطعہ زمین کی طرف جھپٹتی دکھائی دی۔

وہ مسٹر قرولی کی کار تھی، اس کی ہیڈ لائٹس جگمگا رہی تھیں ہارن یوں بج رہا تھا جیسے کوئی اس پر ہاتھ رکھ کر بھول گیا ہو، اور وہ تیر کی طرح جھپٹتی آ رہی تھی کتنی ہی مکڑیاں اس کی لپیٹ میں آ چکی تھیں۔

کار حارب اور رامس کے پاس آ کر رکی اور اس کے دروازے خود بہ خود کھل گئے۔

''فینگ کو بٹھاؤ'' حارب نے چیخ کر کہا اور کار میں چھلانگ لگا دی۔ رامس نے فینگ کو دبوچا اور جلدی سے کار میں بیٹھ گیا دروازے بند ہوئے، انجن غرایا اور کار خود بہ خود پیچھے کی طرف دوڑنے لگی اس نے بے شمار مکڑیوں کو کچل دیا تھا۔

اب کار جنگل میں خطرناک راستوں پر جھکی ہوئی شاخوں سے بچتی بچاتی ہوئی یوں جا رہی تھی جیسے وہ جنگل سے خوب اچھی طرح واقف ہو۔

حارب نے سر گھما کر رامس کو دیکھا اس کا منہ اب بھی چیخ کے انداز میں کھلا ہوا تھا لیکن اس کی پھیلی ہوئی آنکھیں نارمل ہو چکی تھیں ''تم ٹھیک تو ہو؟'' رامس نے پوچھا۔

رامس اسے دیکھتا رہا لیکن اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

کار دوڑتی رہی پچھلی سیٹ پر فینگ بھونکتا رہا دس منٹ کے بعد درخت چھدرے ہونے لگے، اب آسمان بھی دکھائی دے رہا تھا۔

پھر کار اتنی اچانک رکی کہ ان کے سر ونڈ شیلڈ سے ٹکرا گئے، وہ جنگل کے سر پر پہنچ چکے تھے، فینگ کھڑکی سے نکل بھاگنے کو بے تاب ہو رہا تھا حارب نے دروازہ کھولا تو وہ کار سے نکلا اور اپنی دم ٹانگوں کے درمیان دبائے تیر کی طرح غسام کے کاٹیج کی طرف بھاگا۔

حارب اترا، رامس کو خود کو سنبھالنے میں کچھ دیر لگی، بالآخر وہ بھی کار سے اتر آیا۔ اس کی گردن اب

بھی اکڑی ہوئی تھی اور وہ ایک ہی سمت دیکھے جا رہا تھا حارب نے شاباش دینے والے انداز میں گاڑی کو تھپتھپایا۔ گاڑی ریورس ہوئی اور جنگل میں گم ہوگئی۔

حارب سلیمانی چادر لینے کے لئے کاٹیج میں گیا، فیننگ اپنی باسکٹ میں کمبل کے نیچے گھسا ہوا تھا اور اس پر تھرتھری چڑھی تھی۔ وہ واپس آیا تو رامس سبزیوں کے قطعے میں بیٹھا الٹیاں کر رہا تھا۔

طبیعت ذرا سنبھلی تو اس نے کمزور آواز میں کہا ”مکڑیوں کا پیچھا کرو۔ ارے میں غسام کو کبھی معاف نہیں کروں گا یہ تو صرف ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم اس وقت زندہ ہیں ورنہ غسام نے تو ہمیں مروا دیا تھا“۔

”اسے یقین ہوگا کہ اراگوگ اس کے دوستوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا“ حارب نے غسام کی صفائی پیش کی۔

”یہی تو مسئلہ ہے غسام کے ساتھ“ رامس نے بھنا کر کہا ”وہ ضرر رساں مخلوقات کو ضرر رساں نہیں سمجھتا۔ اس کا نتیجہ بھی دیکھ لو۔ اس کمزوری نے کہاں پہنچا دیا اسے قیفات میں۔ اب مجھے بتاؤ، ہمیں وہاں مکڑیوں کے پاس جا کر کیا حاصل ہوا بتاؤ نا“

”یہ پتا چل گیا کہ غسام نے حجرۂ بلا نہیں کھولا تھا“ حارب نے اسے سلیمانی چادر اڑھاتے ہوئے کہا ”وہ بے قصور ہے“

”اراگوگ جیسی بلا کو سحرکدہ کی الماری میں چھپا کر پالنا بے قصور ہونے کی دلیل ہے“ رامس پھنکارا۔ اسے رہ رہ کر غسام پر غصہ آ رہا تھا۔

قلعے کے اندر ٹیچرز اور پری فیکٹس گشت کر رہے تھے وہ دونوں بڑی احتیاط سے اندر داخل ہوئے اور بالآخر خیر و عافیت کے ساتھ انقار کے کامن روم میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے چادر اتاری اور اقامت گاہ کی طرف چل دیئے۔

رامس تو بستر پر گرتے ہی سو گیا لیکن حارب کو نیند نہیں آ رہی تھی، وہ بستر پر بیٹھا اراگوگ کی کہی ہوئی ہر بات کو یاد کرکے اس پر غور کر رہا تھا جو بلا سحرکدہ میں رینگتی پھر رہی تھی، ایسا لگتا تھا کہ عفاریت کی دنیا میں اس کی حیثیت شرگیس کی سی ہے کہ بلائیں بھی اس کا نام لینے سے ڈرتی ہیں۔ لیکن اب بھی انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ بلا کس نوعیت کی ہے اور وہ اپنے ہدف کو پتھرا کیسے دیتی ہے۔

اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ غسام کو بھی کچھ نہیں معلوم کہ حجرہ بلا کی بلا کون ہے اور کیا ہے۔

حارب نے تکیے پر سر لٹکایا اور کھڑکی سے چاند کو دیکھنے لگا۔ اب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جائے، ہر راستہ اندھی گلی پر ختم ہو رہا تھا، سیمنگر نے غلط آدمی کو پکڑوا دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ سلیجار کا وارث صاف بچ نکلا تھا۔ وہ پکڑا ہی نہیں گیا تھا اور اب یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس بار حجرۂ بلا کو کھولنے والا وہی ہے جس نے پہلی بار حجرۂ بلا کھولا تھا یا کوئی اور ہے۔

حارب سوچتا رہا کوئی نہیں تھا جو اس راز سے پردہ اٹھا سکے۔

اب اسے نیند آ رہی تھی اچانک غنودگی کے عالم میں ایک خیال اس کے دماغ میں سرسرایا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ”رامس...... اے رامس“ اس نے پکارا۔

”رامس گھبرا کر عجیب سی آوازیں نکالتا ہوا اٹھا اور دھندلائی ہوئی نظروں سے اسے گھورنے لگا

”اب کیا ہے؟“

”رامس...... اراگوگ نے کہا تھا کہ مرنے والی لڑکی باتھ روم میں پائی گئی تھی“ حارب کا لہجہ ہیجانی تھا ”تو یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ اس باتھ روم سے باہر نکلی ہی نہ ہو......“

”کیا کہنا چاہتے ہو تم؟“

”کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ اب بھی اسی باتھ روم میں ہو“

اب رامس کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں، ان میں چوکنا پن نظر آ رہا تھا ”بسورتی مورتی“ اس نے کہا ”یہی کہہ رہے ہو نا تم؟“

☆......☆......☆......☆

ناشتے کی میز پر رامس تلخ لہجے میں کہہ رہا تھا ”ہم نے اس باتھ روم میں اتنا وقت گزارا لیکن بسورتی مورتی سے پوچھنے کی زحمت بھی نہیں کی“۔

رات انہوں نے جو مشقت کی تھی، اس کے مقابلے میں بسورتی مورتی کے باتھ روم کا رخ کرنا تفریح کے مترادف تھا وہ باتھ روم جہاں پہلا حملہ ہوا تھا۔

لیکن تبدیلی ماہیت کے پیریڈ میں ایک ایسی بات ہوئی کہ وہ حجرۂ بلا کو بھی بھول گئے، پروفیسر دل بست نے اعلان کیا کہ اب سے صرف ایک ہفتے بعد یکم جون سے ان کے امتحانات ہوں گے۔

”امتحان:: فارق چلایا ”کیا اس حال میں بھی ہمیں امتحان دینا ہوگا؟“

حارب کے پیچھے ایک دھماکہ ہوا، نستیر کے ہاتھ سے جادو کی چھڑی چھوٹ گئی تھی اس کے نتیجے میں اس کی میز کا ایک پایہ غائب ہو گیا تھا اور میز دھماکے سے زمین بوس ہو گئی تھی۔ پروفیسر دل بست نے جادو کی چھڑی گھما کر میز کو بحال کیا پھر وہ فارق کی طرف بڑھیں ”ان حالات میں بھی اسکول کھلا ہوا ہے تو صرف اس لئے کہ آپ لوگ اپنا تعلیمی سال مکمل کر لیں“ انہوں نے سخت لہجے میں کہا ”اس لئے امتحان وقت پر ہوں گے، آپ لوگوں کو چاہئے کہ سبق دہراتے رہیں“۔

حارب نے تو یہ سوچا ہی نہیں تھا اس کے خیال میں ان حالات میں امتحانات ہونے کا کوئی امکان بھی نہیں تھا۔

کلاس روم میں بڑبڑاہٹوں کا طوفان سا آ گیا تھا......

پروفیسر دل بست کا موڈ خراب ہو گیا" پروفیسر اخیار نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ اسکول کو نارمل انداز میں چلتے رہنا چاہئے" انہوں نے کہا" اور امتحان سے بڑھ کر نارمل چیز کوئی نہیں ہو سکتی"۔

حارب نے اپنی میز پر موجود سفید خرگوش کی جوڑی کو دیکھا جسے سلیپرز کی جوڑی میں تبدیل کرنا تھا مگر اب وہ یہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس تعلیمی سال میں اب تک اس نے کیا سیکھا اور کتنا سمجھا ہے لیکن اس کی سمجھ میں بس اتنا آیا کہ وہ امتحان میں کوئی اچھی کارکردگی نہیں دکھا سکتا۔

رامس کی صورت دیکھ کر لگتا تھا کہ اسے اندھیری رات میں ممنوعہ جنگل میں جانے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ امتحان جنگل میں جانے سے بھی زیادہ خطرناک کام تھا۔" یہ بتاؤ، میں اس چھڑی کے ساتھ امتحان دے سکتا ہوں" اس نے رامس سے پوچھا۔ اسی لمحے ان کی چھڑی میں سے سیٹی کی آواز خارج ہونے لگی۔

☆......☆......☆......☆

امتحان سے تین دن پہلے پروفیسر دل بست نے ناشتے کی میز پر ایک اور اعلان کیا" میرے پاس آپ لوگوں کے لئے ایک ہی خبر ہے"

سب متوقع نظروں سے انہیں دیکھنے لگے۔

" پروفیسر اخیار واپس آ رہے ہیں"۔

سب لوگ خوشی سے تالی بجانے لگے۔

" اس کا مطلب ہے کہ سلجار کا وارث پکڑا جا چکا ہے" ایک منقاری طالبہ نے پرامید لہجے میں پوچھا۔

" اور اب ہوائی بال کے رکے میچ بھی ہو سکیں گے" مولا بخش نے چہک کر کہا۔

یہ ہنگامہ فرو ہوا تو پروفیسر دل بست نے بات آگے بڑھائی" پروفیسر منجلی نے مجھے بتایا ہے کہ مردم گیاہ کے پودے تیار ہو چکے ہیں، آج رات شاید ہم ان لوگوں کو اصل حالت میں واپس لے آئیں گے، جن پر حملہ ہوا تھا۔ ان میں سے کوئی شاید ہمیں بتا سکے گا کہ حملہ آور کون تھا۔ مجھے امید ہے کہ یہ تعلیمی سال ختم ہونے سے پہلے ہم مجرم کو پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔

اس پر زوردار تالیاں بجیں۔ حارب نے سلجار کی میز کی طرف دیکھا۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت نہیں ہوئی کہ فاسد جھگڑال تالیاں بجانے والوں میں شامل نہیں تھا۔ ادھر رامس کے چہرے پر کئی دن کے بعد مسکراہٹ نظر آئی تھی۔

" تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم بسورتی مورتی سے پوچھ گچھ نہیں کر سکتے ہیں" رامس نے کہا

" میرا خیال ہے مینا شفایاب ہونے کے بعد ہمیں بہت کچھ بتا سکے گی۔ ارے سوچو تو، اسے پتہ چلے گا کہ امتحان میں صرف تین دن رہ گئے ہیں تو وہ تو پاگل ہو جائے گی"۔

اسی وقت سامرہ آئی اور رامس کے برابر بیٹھ گئی، وہ بے حد اعصاب زدہ، نڈھال اور مضمحل لگ رہی تھی۔

" کیا بات ہے؟" رامس نے اپنی پلیٹ میں مزید دلیہ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

سامرہ نے جواب نہیں دیا۔ وہ افقار کی میز کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر حارب کو کسی کا خیال آ رہا تھا کس کا؟ یہ وہ نہیں بتا سکتا تھا۔

" بولو نا" رامس نے کہا۔

حارب کو اچانک یاد آیا کہ سامرہ کسی سے مشابہ لگ رہی ہے۔ اپنی کرسی پر بیٹھی آگے پیچھے جھولتی سامرہ کو دیکھ کر حارب کو ڈوبی کا خیال آیا تھا جب وہ کوئی ممنوعہ بات اگلنے والا ہوتا تھا...... بات اس کے لبوں پر ہوتی تھی تو اس کی یہی کیفیت ہوتی تھی، جو اس وقت سامرہ کی تھی۔

" مجھے کچھ بتانا ہے" سامرہ نے کہا وہ حارب سے نظریں چرا رہی تھی۔

" کیا بات ہے؟" حارب نے پوچھا۔

سامرہ کے ہونٹ کپکپائے، جیسے اسے مناسب الفاظ نہیں مل رہے ہوں۔

" بولو نا" رامس نے کہا۔

سامرہ نے منہ کھولا لیکن کوئی آواز برآمد نہیں ہوئی۔ حارب آگے کی طرف جھکا اور اس نے سرگوشی میں کہا" کیا یہ بات حجرۂ بلا کے متعلق ہے؟ کوئی عجیب بات دیکھی ہے تم نے؟ کسی کا طرز عمل عجیب لگا ہے تمہیں؟"

سامرہ نے ایک گہری سانس لی اسی لمحے پارس قرولی آ گیا۔ وہ بے حد تھکا تھکا اور مضمحل نظر آ رہا تھا

" سامرہ اگر تم ناشتہ کر چکی ہو تو اٹھ جاؤ، میرا بھوک سے برا حال ہے میں تو اس پہرے داری سے عاجز آ چکا ہوں"۔

سامرہ جھٹکے سے اٹھی جیسے کرنٹ لگا ہو۔ اس نے پارس کو خوف زدہ نظروں سے دیکھا اور چلی گئی۔

پارس اس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" پارس...... وہ ہمیں کوئی اہم بات بتانے والی تھی کہ تم بیچ میں کود پڑے"۔

چائے پیتے ہوئے پارس کو پھندا لگ گیا" کیسی اہم بات"؟

" میں اس سے پوچھ رہا تھا کہ اس نے کوئی عجیب بات یا کسی کا غیر معمولی طرز عمل دیکھا ہے......" حارب نے کہا۔

" ارے وہ...... وہ کوئی ایسی بات نہیں۔ حجرۂ بلا سے اس کا کوئی تعلق نہیں" پارس نے جلدی سے کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم؟" رامس اسے گھور رہا تھا۔

" وہ...... تمہیں تو پتا ہی ہے کہ سامرہ کیسی۔ دراصل اس نے مجھ کچھ کرتے دیکھا...... اور میں نے کہا

یہ بات کسی کو نہ بتانا مگر لگتا ہے کہ وہ...... خیر چھوڑو یہ ایسی اہم بات نہیں'' پارس جس طرح بتا رہا تھا اس سے لگتا تھا کہ وہ بہت کچھ چھپا رہا ہے۔

''یہ بتاؤ، تم کر کیا رہے تھے'' رامس کے دانت نکل پڑے ''چلو'' بتا بھی دو۔ وعدہ رہا کہ ہم مذاق نہیں اڑائیں گے''۔

لیکن جواباً پارس مسکرایا بھی نہیں۔ ''حارب ذرا یہ رول تو بڑھاؤ'' ''میں بہت بھوکا ہوں بھئی''۔ اس نے حارب سے کہا۔

☆......☆......☆......☆

حارب جانتا تھا کہ اب یہ معما ان کی مدد کے بغیر ہی حل ہونے والا ہے لیکن وہ بسورتی مورتی سے بہرحال بات کرنا چاہتا تھا۔ پھر اسے اس کا موقع بھی مل گیا اس وقت قفلیس دلدرا نہیں تاریخ جادوگری کی کلاس میں پہنچانے کے لئے جا رہا تھا۔

قفلیس ہمیشہ سب کو یقین دلاتا رہا تھا کہ خطرہ ٹل چکا ہے مگر کئی بار یہ بات غلط ثابت ہو چکی تھی اب اس وقت وہ کہہ رہا تھا کہ کلاس کو اس طرح اپنی حفاظت میں لے کر جانا غیر ضروری ہے مگر ٹیچرز پر تھوپ دیا گیا ہے۔

''میری بات لکھ لو'' اس نے کہا ''شفایاب ہوتے ہی وہ لوگ کہیں گے...... وہ غسام تھا۔ مجھے حیرت ہے کہ اس سے نجات پانے کے باوجود پروفیسر دل بست نے احتیاطی تدابیر ترک نہیں کیں''۔

''میں آپ سے متفق ہوں جناب'' حارب نے کہا۔

رامس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ کتابیں اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچیں۔

''تھینک یو حارب۔ اب یہ تو ظلم ہے ٹیچرز پر کہ رات بھر پہرہ دیں، دن کو پڑھائیں اور طلباء کو ادھر ادھر لے کر بھی جائیں......''

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جناب'' رامس نے کہا۔ اب وہ حارب کی بات سمجھ گیا۔ ''آپ ہمیں یہیں چھوڑ دیں، اب صرف ایک راہداری ہی تو ہے''۔

''شکریہ قرولی، میں چلتا ہوں مجھے اپنی اگلی کلاس کے لئے بھی تیار کرنی ہے'' یہ کہہ کر قفلیس واپس چل دیا۔

''اگلی کلاس کی تیاری'' رامس نے تمسخرانہ لہجے میں کہا ''یہ اب جا کر سو جائے گا''۔

انہوں نے قدم ہلکے کر دیئے، دوسرے لوگ آگے نکل گئے۔ وہ لوگ پلٹے اور بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ کی طرف چل دیئے۔ وہ ایک دوسرے کو اپنی ہوشیاری پر داد دے رہے تھے کہ کسی نے انہیں پکارا ''اے چمرخی، قرولی تم یہاں کیا کر رہے ہو؟''

وہ پروفیسر دل بست تھیں، ان کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

''جی...... جی وہ ہم...... ہم دراصل...... ہمیں اس سے ملنا......'' رامس بری طرح ہکلا رہا تھا۔

''جی...... مینا سے'' حارب نے جلدی سے لقمہ دیا ''مینا کو دیکھے مدت ہو گئی ہے ہم نے سوچا چپکے سے ایک نظر دیکھ لیں گے''۔

پروفیسر دل بست انہیں گھورے جا رہی تھیں لیکن پھر وہ بولیں تو ان کے لہجے میں گرم جوشی تھی ''ہاں لڑکو...... کیوں نہیں'' اور حارب کو ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حیرت ہوئی۔ پتھر پگھل رہا تھا۔ ''میں سمجھ سکتی ہوں جو نشانہ بنے، ان کے چاہنے والوں نے سب سے زیادہ اذیت سہی ہے۔ آؤ...... تم مینا سے مل لو۔ میں مادام حاذق کو کہہ دوں گی کہ تمہیں نہ روکیں''۔

حارب اور رامس نے سکون کی سانس لی ورنہ وہ تو سزائے قید کے خیال سے لرز رہے تھے۔ وہ کارنر سے مڑے تو انہیں پروفیسر دل بست کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔

''کیا کہانی گھڑی ہے تم نے؟'' رامس نے ستائش لہجے میں کہا۔

مگر اب ان کے لئے اسپتال جانا ضروری ہو گیا تھا۔ انہوں نے مادام حاذق کو بتایا کہ انہیں پروفیسر دل بست نے خصوصی اجازت دی ہے۔ مادام حاذق نے کچھ ہچکچاتے ہوئے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔

''اس سے باتیں کرنا لاحاصل ہے'' مادام حاذق نے کہا۔

اور یہ بات درست تھی، مینا اب بھی اسی حالت میں تھی...... شور سے، ہر احساس سے ماورا۔ وہ اسے دیکھتے رہے۔

''کیا پتا، مینا نے اسے دیکھا بھی ہو گا یا نہیں'' رامس نے کہا ''کیونکہ پیچھے سے حملہ ہونے کی صورت میں کوئی اسے نہیں دیکھ سکا ہو گا''۔

لیکن حارب مینا کی دائیں مٹھی کو دیکھ رہا تھا جو بند تھی۔ قریب سے دیکھنے پر احساس ہوا کہ اس کی مٹھی میں کوئی کاغذ ہے، حارب نے ادھر ادھر دیکھا۔ مادام حاذق قریب میں موجود نہیں تھی اس نے جلدی سے رامس کو اس کے متعلق بتایا۔

مینا کی مٹھی سختی سے بند تھی۔ زور لگانے میں ڈر تھا کہ کاغذ پھٹ جائے گا۔ بہرحال وہ بڑی نزاکت کے ساتھ کوشش کرتے رہے بالآخر خاصی دیر کے بعد وہ کاغذ نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔

وہ لائبریری کی کسی پرانی کتاب سے پھاڑا ہوا ورق تھا، حارب نے ہاتھ پھیر کر اسے ہموار کیا، پھر وہ دونوں اسے پڑھنے لگے......

روئے زمین پر آج تک جو عفریت نمودار ہوتے رہے ہیں، ان میں سب سے خوفناک اور سب سے خطرناک مخلوق سنتار ہے۔ اسے اژدہوں کا بادشاہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سانپ بہت بڑی جسامت اور لمبائی کا حامل ہو سکتا ہے اور سینکڑوں برس زندہ رہتا ہے۔ یہ اس مرغی کے انڈے سے نکلتا ہے جسے بڑا

مینڈک سیتا ہو۔ اس کا مارنے کا طریقہ بے حد انوکھا ہے، زہریلے اور خطرناک ڈنک والے دانتوں کے علاوہ اس کی نظر بھی مہلک ہوتی ہے۔ جن پر اس کی نظر پڑ جائے، وہ فوری طور پر ہلاک ہو جاتے ہیں، مکڑیاں سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتی ہیں۔ سنتار صرف مرغ کی بانگ سے بھاگتا ہے، جو اس کے لئے ہلاکت خیز ہوتی ہے۔

اس کاغذ کے نیچے بینا کی تحریر میں صرف ایک لفظ لکھا تھا...... پائپ!

حارب کے دماغ میں جیسے یک لخت روشنی ہوگئی ''رامس...... بات صاف ہوگئی'' اس نے کہا ''حجرۂ بلا کا عفریت سنتار ہے۔ سب سے بڑا اژدھا...... اژدہوں کا شہنشاہ۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس کی آواز سنتا رہا ہوں اور کسی اور نے اس کی آواز نہیں سنی۔ اس لئے کہ میں ناگی لسان ہوں......'' اس نے سر اٹھا کر بینا کو دیکھا ''یہ صرف دیکھ لے تو اس کا شکار مر جاتا ہے لیکن ابھی تک کوئی نہیں مرا۔ اس لئے کہ کسی نے اسے براہ راست نہیں دیکھا۔ کمیل نے اسے کیمرے کے لینز کے ذریعے دیکھا تھا، کیمرے کی فلم تک جل گئی اور کمیل بت بن گیا۔ جالود نے اسے تقریباً سر کٹے نک کے آر پار دیکھا ہوگا۔ نظر کا بھرپور اثر نک پر ہوا مگر وہ مر نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ پہلے ہی مر چکا تھا اور اپنی بینا اور وہ منقاری لڑکی! یاد ہے ان کے قریب آئینہ پڑا ملا تھا۔ انہوں نے آئینے میں دیکھا ہوگا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ بینا نے اس لڑکی کو خبردار کیا ہوگا کہ براہ راست پلٹ کر کسی کو نہ دیکھنا، پہلے آئینے میں دیکھنا اور منقاری لڑکی نے آئینہ نکالا ہوگا اور......''

رامس کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی ''اور مسز نورس؟''

حارب نے اس رات کا منظر یاد کرنے کی کوشش کی ''پانی...... میرا خیال ہے بلی نے پانی میں اس کا عکس دیکھا تھا، یاد ہے بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ سے پانی کا سیلاب باہر آیا ہوا تھا ہاں...... یہی بات ہے''۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو''۔

''اور مرغے کی بانگ سنتار کے لئے مہلک ہے'' حارب سوچے اور بولے جا رہا تھا ''غسام کا کہنا تھا کہ اس کے مرغے مسلسل مر رہے ہیں سلجار کا وارث حجرۂ بلا کھولنے کے بعد گرد و پیش میں مرغوں کا خطرناک وجود کیسے برداشت سکتا تھا اور مکڑیاں فرار ہو رہی تھیں، سب کڑیاں مل رہی ہیں رامس''

''لیکن سنتار یہاں کیسے آتا ہے؟'' رامس نے اعتراض کیا ''اتنا بڑا سانپ...... یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو پتہ نہ چلے......''

حارب نے چھپے ہوئے صفحے کے نیچے بینا کے ہاتھ سے لکھے لفظ کی طرف اشارہ کیا۔ ''پائپ رامس، پائپ'' اس نے پرجوش لہجے میں کہا۔ ''رامس وہ پلمبنگ کے پائپ استعمال کرتا رہا ہے اس لئے اس کی آواز مجھے دیواروں کے اندر سے آتی محسوس ہوتی تھی''۔

رامس نے حارب کا بازو دبوچ لیا ''تو حجرۂ بلا کوئی باتھ روم بھی ہو سکتا ہے......''

''ہاں بسورتی مورتی کا ٹوائلٹ''

وہ چند لمحے ساکت بیٹھے رہے، ان کے جسموں میں سنسنی لہر دوڑ رہی تھی۔

چند لمحے بعد حارب نے کہا ''اس کا مطلب ہے کہ اسکول میں ایک میں ہی ناگی لسان نہیں ہوں۔ سلجار کا وارث بھی ناگی لسان ہے اس طرح سے تو وہ سنتار کو کنٹرول کر رہا ہوگا''۔

''اب ہم کیا کریں؟'' رامس نے کہا پھر اس کی آنکھیں جھپکنے لگیں ''ہمیں پروفیسر دل بست کے پاس جانا چاہئے''۔

''اسٹاف روم چلو، وقفہ ہونے والا ہے وہ دس منٹ میں وہاں پہنچیں گی'' حارب اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیوں سے اترے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس بار کسی کاریڈور میں خراب صورت حال میں پھنسیں۔

اسٹاف روم خالی تھا اس بڑے کمرے میں کرسیاں ہی کرسیاں تھیں لیکن وہ ٹہلتے رہے اس ہیجانی کیفیت میں بیٹھنا ان کے بس کی بات تو نہیں تھی۔

لیکن وقفے کے بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی نہیں دی۔

پھر راہداری میں پروفیسر دل بست کی آواز سنائی دی...... پھیلتی ہوئی آواز۔ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ میگا فون پر بات کر رہی ہیں۔ ''تمام اسٹوڈنٹس فوری طور پر اپنی اقامت گاہوں میں جائیں اور تمام ٹیچرز کو ہدایت کی جاتی ہے کہ فوری طور پر اسٹاف روم کا روخ کریں جلدی کریں پلیز......''

حارب نے گھوم کر رامس کو دیکھا ''یہ کیا......؟ کہیں ایک اور حملہ تو نہیں ہو گیا؟''

''اب ہم کیا کریں؟'' رامس پریشان نظر آ رہا تھا ''اقامت گاہ کی طرف چلیں''۔

''نہیں'' حارب نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا، بائیں جانب ایک بھدی سی الماری تھی جس میں ٹیچرز کے لبادے رکھے جاتے تھے ''آؤ'' یہاں چھپ جائیں۔ ہمیں سننا ہے کہ مسئلہ کیا ہے پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم ہوا ہے''۔

وہ الماری میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

راہداری میں سینکڑوں افراد کے قدموں کی چاپیں تھیں، پھر اسٹاف روم کا دروازہ بار بار کھلتا رہا۔ ایک ایک کر کے ٹیچرز آتے رہے، وہ خود کو لبادوں میں چھپائے باہر جھانکتے رہے۔ ٹیچرز کے تاثرات متنوع تھے کچھ کے چہروں پر الجھن تھی اور کچھ خوف زدہ دکھائی دے رہے تھے۔

پھر پروفیسر دل بست اسٹاف روم میں داخل ہوئیں۔

''اہم واقعہ رونما ہو چکا ہے'' پروفیسر دل بست نے کہا ''ایک اسٹوڈنٹ کو بلا نے اٹھا لیا ہے اور حجرۂ بلا میں لے گئی ہے''۔

وہ حارب اور رامس کے لئے دھماکہ تھا۔ بات صرف حملے کی نہیں تھی یہ تو اغوا کا معاملہ تھا......

پروفیسر خلجان کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی پروفیسر منجلی کا ہاتھ ان کے منہ پر جم گیا تھا۔
پروفیسر ماہر نے سختی سے کرسی کے ہتھے کو پکڑ لیا تھا "آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں؟" اس نے کہا۔

پروفیسر دل بست کا چہرہ سپید پڑ گیا تھا "سلجھار کے وارث نے پہلے پیغام کے عین نیچے ایک اور پیغام چھوڑا ہے" انہوں نے کہا "اس نے لکھا ہے...... اس کا ڈھانچہ حجرۂ بلا میں پڑا رہے گا...... ہمیشہ ہمیشہ"

پروفیسر خلجان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

"اسٹوڈنٹ کون نشانہ بنا ہے اس بار" مادام ہوک نے پوچھا۔

"سامرہ قرولی"

حارب نے جلدی سے رامس کا ہاتھ تھام لیا جو الماری میں ڈھیر ہو گیا تھا۔

"کل ہمیں تمام اسٹوڈنٹس کو گھر بھیجنا ہوگا" پروفیسر دل بست نے کہا "سحر کدہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ پروفیسر اخیار ہمیشہ کہتے تھے کہ......"

اسٹاف روم کا دروازہ دھڑ سے کھلا، حارب کو اخیار کی آمد کی توقع تھی لیکن آنے والا قفلیس دلدر تھا۔ اور اس کے دانت نکلے پڑ رہے تھے وہ بہت خوش نظر آرہا تھا "سوری...... دراصل میں سو گیا تھا یہ بتائیں میں نے کیا کچھ مس کر دیا ہے؟" اس نے کہا۔ اسے احساس بھی نہیں تھا کہ تمام اساتذہ اسے بے حد نفرت سے دیکھ رہے ہیں۔

ماہر ایک قدم آگے بڑھا "یہی ہے ہمارا ہیرو...... ہمارا نجات دہندہ" اس نے قفلیس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

قفلیس اور خوش ہو گیا، اسے کم از کم پروفیسر ماہر سے اس طرح کی داد کی توقع نہیں تھی "بات کیا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"حجرۂ بلا کے عفریت نے ایک طالبہ کو اٹھا لیا ہے" پروفیسر ماہر نے کہا "وہ اسے حجرۂ بلا میں لے گیا ہے تمہارا لمحہ نصرت آگیا ہے دلدر" قفلیس تو سناٹے میں آگیا۔

"بالکل ٹھیک" پروفیسر منجلی نے سرد لہجے میں کہا "گزشتہ رات ہی تو تم مجھے بتا رہے تھے کہ تمہیں ابتدا ہی سے معلوم ہے کہ حجرۂ بلا میں داخل ہونے کا راستہ کون سا ہے"۔

"میں...... وہ...... میں......" قفلیس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

"اور تم مجھ سے کہہ رہے تھے کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ حجرۂ بلا میں کون سا عفریت پلتا رہا ہے" پروفیسر خلجان نے چلا کر کہا۔

"مم...... میں نے...... میں نے کہا تھا! مجھے تو یاد نہیں" قفلیس ہکلا رہا تھا۔

"مجھے یاد ہے تم کہہ رہے تھے کہ تمہیں افسوس ہے کہ غسام کی گرفتاری سے پہلے تمہیں بلا سے نمٹنے کا

موقع نہیں دیا گیا" پروفیسر ماہر نے کہا "تم نے یہ بھی کہا تھا کہ اس معاملے کو ابتدا ہی سے خراب کر دیا گیا۔ شروع ہی میں تمہیں اس معاملے کی باگ ڈور سونپ دی جانی چاہئے تھی"۔

قفلیس اپنے ساتھی اساتذہ کو دیکھ رہا تھا ان کے چہروں پر سختی ہی سختی تھی "آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے میں ایسا کیسے کہہ سکتا......"

"بس تو دلدر، اب یہ معاملہ تمہارے ہاتھوں میں ہے" پروفیسر دل بست نے فیصلہ سنایا "آج رات تمہارے لئے سنہری موقع ہے کہ تم اپنے ارمان نکالو اور کچھ کر کے دکھاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ نمٹانے کے بعد تم ایک زبردست بیسٹ سیلر کتاب لکھو گے۔ بہرحال تمہاری راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ تاکہ تم اس عفریت سے بغیر کسی مداخلت کے پوری یکسوئی کے ساتھ نمٹ سکو جو موقع تم مانگ رہے تھے، وہ تمہیں دیا جا رہا ہے"۔

قفلیس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے کوئی اپنا ہمدرد نظر نہیں آیا۔ اب اس کے ہونٹ لرز رہے تھے۔ مسکراہٹ سے محروم ہونے کے بعد وہ بدصورت لگ رہا تھا "ٹھ...... ٹھیک ہہ...... ہے۔ میں اپنے کک...... کمرے میں...... جج...... جا...... جا کر...... تت...... تیاری کرتا ہوں" یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گیا۔

"جلدی...... اس سے تو ہم نے جان چھڑا لی" پروفیسر دل بست نے سخت لہجے میں کہا "اب تمام ہاؤسز کے ہیڈز جا کر اپنے اسٹوڈنٹس کو بتائیں کہ یہاں کیا ہوا ہے اور ان سے کہیں کہ کل سحر کدہ ایکسپریس انہیں واپس لے جائے گی اور ہاں کسی اسٹوڈنٹ کو باہر نہ نکلنے دیں"۔

تمام اساتذہ اٹھے اور ایک کے بعد ایک کمرے سے نکل گئے۔

☆......☆......☆......☆

وہ شاید حارب کی زندگی کا بدترین دن تھا وہ رامس فارغ اور حامد افقار کے کامن روم میں ایک میز کے گرد بیٹھے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا پارس وہاں موجود نہیں تھا وہ مسٹر اور مسز قرولی کے پاس الو بھیجنے کے لئے گیا تھا اور واپس آنے کے بعد خود کو اقامت گاہ میں بند کر کے بیٹھا تھا۔

نہ تو کوئی شام پہلے کبھی اتنی طویل ہوئی تھی نہ کبھی افقار کے کامن روم میں اتنا ہجوم دیکھا گیا تھا اور نہ ہی وہاں کبھی اتنی خاموشی رہی تھی، سورج غروب ہوتے ہی فارغ اور حامد سونے کے لئے چلے گئے، وہاں بیٹھے رہنا ان کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔

"وہ کچھ جانتی تھی حارب" رامس نے الماری میں سامرہ کے اغوا کی خبر سننے کے بعد پہلی بار زبان کھولی تھی "اس لئے اسے اٹھایا گیا ہے اور پارس کے بارے میں جو کچھ وہ بتانا چاہتی تھی وہ کوئی بے ضرر

بات نہیں تھی۔ اسے یقیناً حجرۂ بلا کے بارے میں کچھ معلوم ہو گیا تھا ورنہ اسے اس طرح ......'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''میرا مطلب ہے کہ سامرہ خالص خون والوں میں سے ہے اسے اغواء کرنے کی کوئی اور وجہ ہو ہی نہیں سکتی۔''

حارب خود بہت برے حال میں تھا۔ بے بسی کا احساس اسے نڈھال کئے دے رہا تھا۔ کاش وہ کچھ کر سکتے ...... کچھ بھی ......

''حارب ...... تمہارے خیال میں اس کا کوئی امکان ہے ...... میرا مطلب ہے سامرہ کے بچنے کا......''

حارب کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے۔ سامرہ کے تو اس وقت زندہ ہونے کا امکان بھی نہیں تھا......

''میں سوچتا ہوں کیوں نہ ہم چل کر قفلیس سے ملیں'' رامس نے کہا۔ ہمیں جو کچھ معلوم ہے، اسے بتائیں گے، پھر وہ حجرۂ بلا میں گھسنے کی کوشش کرے گا۔ ہم اسے بتائیں گے کہ وہ کہاں ہو سکتا ہے اور یہ بھی بتائیں گے کہ وہاں سنتار موجود ہے''۔

کیونکہ حارب کی سمجھ میں کچھ اور نہیں آ رہا تھا...... اور وہ کچھ کرنے کے لئے بے تاب بھی ہو رہا تھا اس لئے وہ متفق ہو گیا تمام انفاری گہرے دکھ میں ڈوبے ہوئے تھے اور انہیں قرولیوں سے ہمدردی تھی۔ لیکن اس کے سوا وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ دونوں اُلٹے اور پورٹریٹ کی طرف بڑھے تو انہیں کسی نے نہیں روکا، وہ باہر نکل آئے۔

وہ قفلیس کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے اس کے کمرے میں لگتا تھا کہ بہت کچھ ہو رہا ہے، تیز تیز قدموں اور چیزوں کے ادھر سے ادھر کئے جانے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

حارب نے دروازے پر دستک دی اس کے ساتھ ہی کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ پھر دروازے میں چھوٹی سی جھری نمودار ہوئی اور قفلیس کی جھانکتی ہوئی آنکھ دکھائی دی ''اوہ مسٹر چمرخی...... مسٹر قرولی......'' قفلیس نے کہا اور دروازہ کھول دیا۔ ''اس وقت میں بہت مصروف ہوں، زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا''۔

''پروفیسر...... ہمارے پاس آپ کے لئے کچھ اہم معلومات ہیں'' حارب نے کہا ''ان سے آپ کو مدد مل سکتی ہے''۔

''وہ...... بات یہ ہے کہ...... خیر......'' قفلیس پریشان نظر آ رہا تھا ''میرا مطلب ہے کہ...... خیر آ جاؤ''۔

وہ کمرے میں چلے گئے۔

کمرا خالی تھا دو بڑے بڑے ٹرنک فرش پر رکھے تھے، اور وہ کھلے ہوئے تھے، ایک ٹرنک میں سلیقے

سے تہہ کئے ہوئے رنگارنگ لبادے رکھے تھے دوسرے میں کتابیں ہی کتابیں تھیں اور وہ بھی بے ترتیب، دیواروں پر آویزاں تمام تصویریں اتار لی گئیں تھیں اور میز پر رکھے باکسز میں رکھی جا رہی تھیں۔

''آپ کہیں جا رہے ہیں؟'' حارب نے پوچھا۔

''اررر...... ہاں'' قفلیس نے دروازے کے عقب میں لگے پوسٹر کو اتارتے ہوئے کہا پھر وہ اسے رول کرنے لگا۔ ''ایمرجنسی کال موصول ہوئی ہے ایسا ضروری کام آن پڑا ہے کہ اس سے بچا نہیں جا سکتا جانا ہی ہے......''

''اور میری بہن کا کیا ہوگا؟'' رامس نے سخت لہجے میں کہا۔

''جو کچھ ہوا وہ بلاشبہ بڑا المیہ ہے'' قفلیس ان سے نظریں چرا رہا تھا اور سامان کی پیکنگ کا سلسلہ جاری تھا ''یقین کرو، مجھ سے زیادہ اس کا افسوس کسی کو نہیں......''

''آپ کالے جادو کے خلاف دفاع کے ٹیچر ہیں'' حارب نے کہا ''اس وقت یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں آپ یہاں سے نہیں جا سکتے''۔

''دیکھو...... جب میں نے یہ آفر قبول کی تھی تو...... میرا مطلب ہے میرے فرائض منصبی کی تفصیل میں یہ سب کچھ شامل نہیں۔ اس کے بعد کوئی مجھ سے یہ توقع کیسے رکھ سکتا......''

''اس کا مطلب ہے آپ فرار ہو رہے ہیں'' حارب کے لہجے میں بے یقینی تھی ''اور آپ کی کتابوں میں جو کارنامے تحریر ہیں......''

''کتابیں گمراہ کن بھی ہو سکتی ہیں چمرخی''

''لیکن وہ کتابیں تم نے لکھی تھیں'' حارب نے چیخ کر کہا۔

''پیارے لڑکے، کامن سینس استعمال کرو'' قفلیس نے بدمزہ ہو کر کہا ''اگر لوگوں کو ان واقعات کی سچائی کا یقین نہ ہوتا تو میری کتابیں کبھی اتنی فروخت نہ ہوتیں۔ قدیم جنگوں اور معاہدوں کے بارے میں کون پڑھنا چاہتا ہے۔ اس لئے تو کہانیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ کہانیاں زیادہ مقبول ہوتی ہیں جنہیں آپ بیتی کے طور پر لکھا جائے۔ میں لوگوں سے ملا ہوں، میں نے واقعات سنے ہیں اور کتابیں لکھی ہیں......''

''مطلب یہ ہے کہ تم دوسروں کے کارناموں کا کریڈٹ لیتے رہے ہو؟'' حارب کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

'''حارب...... حارب یہ اتنی سادہ اور آسان بات نہیں'' قفلیس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا ''اس میں بھی محنت ہوتی ہے مجھے ان تمام لوگوں کی تلاش کرنا پڑا، تب کہیں ان سے ملا۔ پھر ان سے ان کے کارنامے سنے، کرید کرید کر تفاصیل پوچھیں۔ انہوں نے کیا کیا...... کیسے کیا...... کیا گڑبڑ ہوئی۔ پھر اس میں سنسنی خیز اضافے کئے...... اور دلچسپ انداز میں بیان کیا۔ ہر کسی کی تحریر تو نہیں پڑھی جاتی نا، پھر میں نے ان پر بھلانے والا جادو کیا تا کہ وہ بھول جائیں کہ وہ کارنامے ان کے ہیں۔ میرے پاس ایک ہی

قابل فخر خوبی اور ہنر ہے اور وہ ہے بھلانے والا جادو۔ اب سوچو کتنی محنت کی ہے میں نے، شہرت کی تمنا ہو تو آدمی کو کیا کیا جتن کرنے پڑتے ہیں'' اس نے ٹرنکس کے ڈھکنے گرائے اور انہیں مقفل کر دیا۔ ''سب کچھ رکھ دیا؟'' اس نے خود کلامی کی۔ پھر بولا ''سب کچھ مگر ایک چیز بھی باقی ہے'' اس نے لبادے سے اپنی جادو کی چھڑی نکالی اور ان کی طرف مڑا۔ ''مجھے افسوس ہے لڑکو لیکن اب مجھے تم پر بھلانے والا جادو کرنا پڑے گا، میں نہیں چاہتا کہ تم ساری دنیا کو یہ سب کچھ بتاؤ اور میرا مذاق اڑے۔ یوں تو میرا کیریئر ہی ختم ہو جائے گا......''

حارب نے بڑی پھرتی سے بروقت اپنی چھڑی نکالی۔ قفلیس اپنی چھڑی بلند کر ہی رہا تھا کہ حارب نے چیخ کر کہا ''نہتوش''

قفلیس جھٹکے سے پیچھے کی طرف ہٹا اور ٹرنک پر گرا۔ اس کی چھڑی فضا میں معلق ہو گئی۔ رامس نے اسے پکڑا اور کھلی ہوئی کھڑکی سے باہر اچھال دیا۔

''صرف تمہاری ہی وجہ سے پروفیسر ماہر نے ہمیں یہ جادو سکھایا تھا'' حارب نے زہریلے لہجے میں کہا ''آج یہ تمہارے ہی کام آ رہا ہے''۔

قفلیس اب رحم طالب نظروں سے حارب کو دیکھ رہا تھا، جو اس پر چھڑی تانے کھڑا تھا۔

''تم مجھ سے کیا چاہتے ہو'' قفلیس نے کمزور لہجے میں کہا ''مجھے نہیں معلوم کہ حجرۂ بلا کہاں ہے میں تو کچھ بھی نہیں کر سکتا''۔

''خوش بختی تمہارے ساتھ ہے'' حارب نے چھڑی لہراتے ہوئے کہا ''تمہیں معلوم ہے کہ حجرۂ بلا کہاں ہے اور اس میں کیا ہے'' ''تم کھڑے ہو جاؤ۔

وہ قفلیس کو ساتھ لئے کمرے سے نکلے اور قریب ترین زینے کی طرف بڑھے، راہداری تاریک تھی۔ وہاں دیوار پر اب ایک کے بجائے دو پیغام چمک رہے تھے۔ ایک پہلا...... اور اس کے نیچے تازہ ترین پیغام جو سلجار کے وارث نے سامرہ کے لئے تحریر کیا تھا۔

وہ بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ کے دروازے پر پہنچے۔ انہوں نے پہلے قفلیس کو اندر دھکیلا، حارب کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ قفلیس کا جسم لرز رہا تھا۔

بسورتی مورتی کموڈ پر بیٹھی تھی ''اوہ...... تو تم ہو'' اس نے حارب کو دیکھتے ہی کہا ''اب کیا چاہتے ہو مجھ سے؟''

''میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم کیسے مری تھی؟''

بسورتی مورتی کا تو رنگ ہی بدل گیا، لگتا تھا یہ سوال اس سے کسی نے کبھی نہیں پوچھا۔ کسی نے اتنی اہمیت اسے دی ہی نہیں تھی، انہوں نے پہلی بار اسے مسکراتے ...... خوش دیکھا تھا ''اوہ وہ...... بہت خوفناک تھی، میری موت، اس نے چٹخارا لے کر کہا'' میں یہیں مری تھی ...... اس بیت الخلا میں۔ مجھے

بہت اچھی طرح یاد ہے میں یہاں آ کر چھپ گئی تھی، کیونکہ زیتوں مجھے میرے چشمے کے حوالے سے چھیڑ رہی تھی اس نے چشمی اور چار چشمی کہہ کہہ کر مجھے رلا دیا تھا۔ میں نے دروازہ اندر سے بند کیا اور رونے لگی۔ پھر مجھے آواز سنائی دی، کوئی اندر آیا تھا اور اس نے کوئی عجیب بات کہی۔ وہ کوئی اجنبی زبان تھی میری سمجھ میں بات تو نہیں آئی لیکن یہ لگا کہ کوئی لڑکا بول رہا ہے۔ میں نے دروازہ غیر مقفل کیا، میں اس سے کہنا چاہتی تھی کہ لڑکوں کے ٹوائلٹ میں جاؤ۔ اور پھر...... اور پھر میں مر گئی''۔

''مگر کیسے؟'' حارب نے پوچھا۔

''یہ تو مجھے معلوم نہیں مجھے بس اتنا یاد ہے کہ میں نے دو بڑی بڑی زرد آنکھوں میں دیکھا تھا اور جیسے کسی چیز نے مجھے...... میرے پورے وجود کو اندر سے کسی آہنی شکنجے میں جکڑ لیا۔ میں تیرتی ہوئی اپنے جسم سے نکل آئی......'' اس نے خواب ناک نظروں سے حارب کو دیکھا، پھر میں واپس آ گئی صرف اس لئے کہ میں زیتون کو ستانا...... اس سے بدلہ لینا چاہتی تھی مگر وہ بے چاری تو شرمندہ تھی کہ مجھے چھیڑا کرتی تھی، وہ تو میرے لئے رو رہی تھی''۔

''ان آنکھوں کو تم نے کہاں دیکھا تھا، کس جگہ؟''

''یہ...... یہ جگہ تھی......'' مورتی نے سنک کی طرف اشارہ کیا جو اس کے بیت الخلا کے عین سامنے لگا تھا۔

حارب اور رامس جلدی سے اس طرف لپکے، قفلیس جہاں تھا، وہیں کھڑا رہا، وہ بری طرح دہشت زدہ لگ رہا تھا۔

وہ ایک عام سا سنک لگ رہا تھا انہوں نے بہت باریک بینی سے اس کا جائزہ لیا اندر سے بھی اور باہر سے بھی۔ اور اس کے پائپ کا بھی، پھر اچانک حارب کو وہ چیز نظر آئی۔ تانبے کی ٹونٹی کی پھیلی ہوئی گھنڈی پر ایک سانپ کی شبیہ بنی تھی۔

حارب نے ٹونٹی کو کھولنے کے لئے گھمایا......

''یہ نل کبھی کام نہیں کرتا تھا'' بسورتی مورتی نے بتایا۔

''حارب...... تم ایسا کرو کہ ناگی لسان میں کچھ بولو...... کچھ بھی'' رامس نے کہا۔

''لیکن......'' حارب ذہن پر زور دے رہا تھا وہ یہ زبان صرف اس وقت بولتا رہا تھا جب کوئی سچ مچ کا سانپ سامنے ہو۔ اس نے نل کے لٹو پر کھدے سانپ کی شبیہ کو بہت غور سے دیکھا، وہ یہ تصور کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ شبیہ نہیں، سچ مچ کا سانپ ہے ''کھل جا'' وہ بولا۔

اس نے رامس کو دیکھا، وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا ''ناگی لسان میں کہو یہی بات'' رامس نے کہا۔

حارب نے پھر اسے جیتا جاگتا سانپ تصور کرنے کی کوشش کی، اس نے سر ادھر ادھر ہلایا، موم بتی کی لرزش کی وجہ سے سانپ کی شبیہ حرکت کرتی معلوم ہو رہی تھی۔

''کھل جا'' اس نے پھر کہا۔

لیکن اس بار اس نے حیرت سے سنا، اس کے منہ سے الفاظ نہیں نکلے تھے بلکہ وہ عجیب پھنکاری تھی۔

تبدیلی کا احساس فوراً ہی ہو گیا تھا، نل اچانک دودھیا روشنی سے جگمگانے لگا۔ پھر لٹو گھومنے لگا اور اگلے ہی لمحے سنک حرکت کرنے لگا بلکہ درحقیقت سنک اپنی جگہ سے ہٹتا جا رہا تھا اور اس جگہ ایک بہت بڑا پائپ نمودار ہو رہا تھا۔ وہ پائپ اتنا کشادہ تھا کہ اس میں سے ایک بہت موٹا آدمی بھی بہ آسانی سے گزر سکتا تھا۔

حارب نے رامس کی ہلکی سی تحیر بھری چیخ سنی اور سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے ''میں نیچے جا رہا ہوں'' اس نے کہا اب جبکہ حجرۂ بلا کا راستہ...... دروازہ مل چکا تھا تو یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ حجرۂ بلا میں نہ جائے۔ سامرہ کے زندہ ہونے کا موہوم سا نہایت خفیف سا امکان بھی اس کے لئے بہت تھا کہ وہ نیچے اترے۔

''میں بھی چلوں گا'' رامس نے کہا۔

چند لمحے خاموشی رہی، پھر قفلیس نے کہا ''میں نہیں سمجھتا کہ تمہیں میری ضرورت ہے'' وہ مسکرایا...... قدرے جان دار مسکراہٹ ''تو پھر میں......'' اس نے دروازے کے لٹو پر ہاتھ رکھا۔

لیکن حارب اور رامس دونوں نے اپنی جادو کی چھڑیاں اس پر تان لیں ''تمہیں تو پہلے جانا ہوگا'' رامس پھنکارا۔

قفلیس کا چہرہ سپید پڑ گیا لیکن وہ جادو کی چھڑی سے محروم ہو چکا تھا، چنانچہ وہ کھلے ہوئے پائپ کی طرف بڑھا ''لڑکو...... بچو...... یہ تو بتاؤ کہ اس سے کسی کو کیا فائدہ ہوگا؟''

حارب نے دھمکی آمیز انداز میں چھڑی لہرائی۔ قفلیس پائپ پر پاؤں اندر لٹکا کر بیٹھ گیا ''میں نہیں سمجھتا کہ......'' اس نے کہنے کی کوشش کی۔

لیکن رامس نے اسے پائپ میں دھکیل دیا۔ اس کے بعد حارب پائپ پر بیٹھا اور خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا، اگلے ہی لمحے وہ پھسل رہا تھا۔

لگتا تھا کہ وہ چپچپا اور اندھیرا پائپ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اس پائپ میں سے اور بے شمار پائپ مختلف سمتوں میں نکل رہے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی اتنا بڑا اور اتنا موٹا نہیں تھا اور حارب نیچے ہی نیچے گرتا جا رہا تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اب تک تو وہ اسکول کے تہ خانے کی سطح سے بھی نیچے پہنچ چکا ہے اوپر کی سمت سے آنے والی آواز سے اندازہ ہوتا تھا کہ رامس بھی اس کے پیچھے آ رہا ہے۔

عین اس وقت جب وہ یہ سوچ کر فکرمند ہو رہا تھا کہ نیچے گرنے کے بعد اس کا کیا حشر ہوگا، پائپ بتدریج افقی سمت اختیار کرنے لگا اور بالآخر وہ اس کے دہانے سے نکل کر ایک نم پتھریلی سرنگ کے فرش پر

گرا۔ سرنگ اتنی بڑی تھی کہ وہ بڑے آرام سے اس میں کھڑا ہو سکتا تھا، کچھ فاصلے پر قفلیس دلدر اٹھ کر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا تھا، وہ کیچڑ میں لت پت تھا اور بھوت لگ رہا تھا۔

چند لمحے بعد رامس بھی حارب کے پاس کھڑا تھا۔

''میرا خیال ہے ہم لوگ اسکول کی سطح سے میلوں نیچے پہنچ چکے ہیں'' حارب نے کہا تاریک سرنگ میں اس کی بازگشت ابھری۔

''شاید اس وقت ہم جھیل کے نیچے ہوں گے'' رامس نے کہا۔

اب وہ تینوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے ''روشنان'' حارب بڑبڑایا۔ اس کی جادو کی چھڑی کے سرے پر ایک ننھا سا نیلگوں شعلہ روشن ہو گیا۔ ''آؤ...... چلیں'' اس نے رامس اور قفلیس سے کہا۔

وہ تینوں آگے بڑھنے لگے، گیلے فرش پر ان کی قدموں کی چاپ معمول سے زیادہ اونچی تھی۔ سرنگ اتنی تاریک تھی کہ وہ بمشکل چند فٹ آگے دیکھ پا رہے تھے، انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ آگے کیا ہے اور وہ کس طرف جا رہے ہیں، جادوئی روشنی میں دیواروں پر ان کے جو سائے بن رہے تھے، وہ دیو قامت تھے۔

''ایک بات یاد رکھنا'' حارب نے کہا ''کوئی آہٹ سنائی دے تو فوراً ہی آنکھیں بند کر لینا''۔

لیکن وہ سرنگ بہت بڑی قبر ثابت ہوئی۔ پہلی آواز جو سنائی دی، وہ ایک چوہے کے ڈھانچے پر رامس کی پاؤں پڑنے کی آواز تھی۔ حارب نے روشن چھڑی کا رخ فرش کی طرف کیا تو وہاں جا بجا ہڈیوں کے ڈھیر نظر آئے۔

وہ سامرہ کی طرف سے فکرمند ہو گئے، نجانے سامرہ انہیں کس حال میں ملے گی، کہیں اس حال میں نہ ملے، اس سے آگے نہ وہ کچھ سوچنا چاہتے تھے، نہ ہی ان میں تصور کرنے کی ہمت تھی۔

حارب آگے آگے چل رہا تھا، اب سرنگ میں ایک موڑ نظر آ رہا تھا۔

''حارب...... وہاں حارب کچھ ہے......'' رامس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا اس نے حارب کا کندھا سختی سے پکڑ لیا۔

وہ اپنی جگہ پر جم کر رہ گئے۔ حارب کو کسی جسیم اور خمیدہ مخلوق کا ہیولیٰ سا نظر آ رہا تھا۔ لیکن وہ ساکت تھا ''ممکن ہے وہ سو رہا ہو'' اس نے کہا اور پلٹ کر رامس اور قفلیس کو دیکھا قفلیس دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ حارب نے پھر پلٹ کر سامنے دیکھا، اس کی دھڑکنیں سحر کردہ ایکسپریس بن گئی تھیں۔

پھر اس کی آنکھیں بتدریج اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو گئیں۔ وہ اپنی جادو کی چھڑی تانے دبے پاؤں آگے بڑھا۔

روشنی میں انہیں ایک بہت بڑے سانپ کی کھال نظر آئی، زہریلی سبز رنگت کی وہ کھال نہ پرانی تھی،

نہ بوسیدہ۔لگتا تھا ابھی ابھی سانپ نے اسے لباس کی طرح اتارا ہوگا۔اور اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس سانپ کی لمبائی کم از کم بیس فٹ ہوگی۔

''اف.....افوہ......'' رامس نے کمزور آواز میں کہا

عقب سے عجیب سی آواز سنائی دی۔انہوں نے پلٹ کر دیکھا وہ قفلیس تھا اس کی ٹانگیں جواب دے گئی تھیں اور وہ گر گیا تھا۔

''اٹھو.....کھڑے ہو جاؤ'' رامس اس پر جادو کی چھڑی تانتے ہوئے فرمایا۔

قفلیس اٹھا اور اچانک ہی رامس پر جھپٹا رامس نیچے گرا قفلیس اس کے اوپر تھا۔

حارب حرکت میں آیا مگر دیر ہو چکی تھی۔قفلیس ہانپتا ہوا سیدھا کھڑا ہوا تو رامس کی جادو کی چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔اور اس کی کھوئی ہوئی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر لوٹ آئی تھیں ''ایڈونچر یہاں ختم ہوتا ہے لڑکو'' اس نے فاتحانہ لہجے میں کہا ''یہ کھال میں اسکول میں لے جاؤں گا اور کہوں گا کہ مجھے دیر ہوگئی تھی میں لڑکی کو بچا نہیں سکا۔میں یہ بھی کہوں گا کہ لڑکی کا مرا تڑا جسم دیکھ کر تم دونوں کے دماغ الٹ گئے۔چلو اب اپنی اپنی یاداشت کو خدا حافظ کہنے کے لئے تیار ہو جاؤ.....شاباش''

قفلیس نے رامس کی جادو کی چھڑی کو بلند کیا اور چلا کر کہا ''غیا بیل''

چھڑی میں ایسا دھماکہ ہوا جیسے وہ چھڑی نہیں، بم ہو۔حارب سر پر ہاتھ رکھ کر بھاگا لیکن سانپ کی کھال پر اس کا پاؤں پھسلا۔پھر بھی وہ خود کو سرنگ کی چھت سے ٹوٹ کر گرنے والے ٹکڑوں سے بچانے میں کامیاب ہو گیا۔

لیکن اگلا لمحہ حیرت کا تھا وہ اکیلا کھڑا ٹوٹی ہوئی چٹان کی ٹھوس دیوار کو تک رہا تھا ''رامس.....تم ٹھیک ہو نا رامس؟'' وہ چلایا۔

''میں یہاں ہوں'' دیوار کے عقب سے رامس کی آواز سنائی دی ''میں ٹھیک ہوں مگر دو نمبر مصنف کو میری چھڑی نے اڑا دیا ہے'' پھر ایک آواز سنائی دی۔اندازہ ہوتا تھا کہ رامس نے قفلیس کے لات رسید کی ہے کیونکہ اس کے فوراً بعد قفلیس کی کراہ سنائی دی تھی۔

''اب کیا کریں؟'' رامس نے پکارا ''یہ دیوار توڑنے میں تو عمر گزر جائے گی''۔

حارب نے اوپر چھت کی طرف دیکھا وہاں دراڑیں نمودار ہوگئی تھیں، اس نے پہلے کبھی اتنی ٹھوس اور بڑی چیز کو جادو سے توڑنے کی کوشش نہیں کی تھی اور یہ وقت تجربے کرنے کا تھا ہی نہیں، اگر پوری سرنگ ہی بیٹھ گئی تو کیا ہوگا؟

اب ضائع کرنے کے لئے وقت تھا ہی نہیں۔سامرہ کو حجرۂ بلا میں آئے کئی گھنٹے ہو چکے تھے، اب تو تیزی سے کچھ کرنا ضروری تھا ''تم قفلیس کے ساتھ یہیں انتظار کرو میں آگے جاتا ہوں اگر ایک گھنٹے میں واپس نہ آیا تو.....''

''میں اس دوران اس چٹان کو توڑنے یا ہٹانے کی کوشش کرتا ہوں'' دوسری طرف سے رامس نے کہا ''اور سنو حارب.....''

''تم فکر نہ کرو میں تھوڑی دیر میں آجاؤں گا'' حارب نے رامس کو اعتماد دینے کی کوشش کی

حارب سانپ کی کھال پھلانگتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

کچھ دور تک رامس کی چٹانی دیوار پر طبع آزمائی کی آوازیں آتی رہیں مگر پھر دور ہوتے، ہوتے معدوم ہوگئیں۔حارب کے اعصاب چیخ رہے تھے وہ چاہتا تھا کہ جلدی کا اختتام ہو جائے۔لیکن اسے یہ خوف بھی ستا رہا تھا کہ سرنگ ختم ہونے کے بعد نجانے دیکھنے کو کیا ملے گا۔

پھر سرنگ میں ایک اور موڑ آیا اور اس کے بعد ایک دیوار نظر آئی۔دیوار پر دو جڑواں سانپ کندہ تھے ان کی آنکھوں کے مقام پر چمکیلے زمرد جڑے ہوئے تھے، اور آنکھوں ہی کی طرح روشن نظر آرہے تھے۔

حارب دیوار کی طرف بڑھا اس کا حلق خشک ہو رہا تھا اس بار تصور کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کہ وہ جیتے جاگتے سانپ ہیں کیونکہ ان کی آنکھیں جیتی جاگتی ہی لگ رہی تھیں۔

''کھل جا'' حارب نے پھنکاری زبان میں کہا۔

دونوں سانپ جدا ہوئے اور دیوار اطراف میں سرکنے لگی۔حارب اندر داخل ہو گیا لیکن وہ سرتاپا لرز رہا تھا۔

☆......☆......☆......☆

وہ ایک بہت بڑا بہت لمبا نیم روشن کمرا تھا اونچے اونچے سنگی ستون چھت کو سہارا دیے کھڑے تھے۔ہر ستون پر جڑواں سانپوں کی شبیہیں کندہ تھیں وہاں خون ٹھٹھرا دینے والا سناٹا تھا حارب دھڑکتے دل کے ساتھ ساکت کھڑا تھا کیا سنتار یہیں کہیں رینگ رہا ہے؟ حارب سوچ رہا تھا اور سامرہ.....سامرہ کہاں ہے؟

حارب نے اپنی جادو کی چھڑی تانی اور ستونوں کے درمیان سے گزرنے لگا، وہ بے پاؤں چل رہا تھا لیکن اس کے قدموں کی دھمک پورے کمرے میں گونج رہی تھی اس نے اپنی آنکھوں کو محض جھری کی طرح کھولا ہوا تھا۔تاکہ معمولی سی آہٹ پر بھی آنکھیں بند کرے، ستونوں پر کندہ سانپوں کی کھلی آنکھیں اسے اپنا تعاقب کرتی محسوس ہو رہی تھیں کئی بار اسے ایسا لگا کہ ستون پر کندہ سانپوں میں سے کسی نے حرکت کی ہے۔

آخری ستونوں کے پاس پہنچ کر اسے عقبی دیوار کے پاس ایک بہت اونچا مجسمہ نظر آیا۔وہ تقریباً چھت جتنا اونچا تھا اور چھت بہت اونچی تھی۔حارب کو سر اوپر کر کے دیکھنا پڑا تب کہیں وہ مجسمے کے چہرے کو دیکھ پایا۔

وہ بہت قدیم چہرہ تھا...... بندر سے مشابہ وہ لہریں لیتا ہوا سنگی لبادہ پہنے ہوئے تھا...... جادوگروں والا لبادہ! اس کی نکیلی لمبی داڑھی تقریباً لبادے کے نچلے حصے تک آرہی تھی۔ مجسمے کے بڑے بڑے پاؤں فرش پر جمے ہوئے تھے اور اس کے پیروں کے درمیان ایک چھوٹا سا وجود پڑا تھا۔ سیاہ لبادے میں لپٹے ہوا اس وجود کے بال آتشیں سرخ تھے۔

''سامرہ'' حارب بڑبڑایا۔

وہ تیزی سے اس کی طرف لپکا اور گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا ''سامرہ...... سامرہ...... سامرہ تمہیں مرنا نہیں ہے پلیز سامرہ، تمہیں زندہ رہنا ہے'' وہ بڑبڑا رہا تھا۔

سامرہ الٹی پڑی تھی حارب نے اپنی چھڑی سائیڈ میں رکھی اور سامرہ کو سیدھا کیا۔ اس کا چہرہ سنگ مرمر کی طرح نہ صرف سپید ہو رہا تھا...... بلکہ سرد بھی۔

لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں یعنی وہ پتھر کی نہیں بنی تھی لیکن یوں......

''سامرہ...... سامرہ پلیز جاگ جاؤ، وہ اس کے جسم کو ہلا رہا تھا۔

''یہ نہیں جاگے گی'' کسی نے نرم لہجے میں کہا۔

حارب اچھل پڑا، وہ گھٹنو کے بل گھوما۔

سیاہ بالوں والا وہ دراز قد لڑکا قریب ترین ستون سے ٹیک لگائے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا عجیب بات یہ تھی کہ اپنے جسم کے کناروں کے پاس وہ کچھ دھندلا دھندلا سا دکھائی دے رہا تھا۔ حارب کو ایسا لگا کہ وہ کسی کھڑکی سے باہر دھند میں دیکھ رہا ہے۔

لیکن اسے پہچاننے میں کوئی دشواری نہیں ہو سکتی تھی ''سیمنگر! سیمنگر شہوین'' حارب کے منہ سے نکلا۔

سیمنگر نے اثبات میں سر ہلایا اس کی نظریں حارب کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

''تم نے یہ کیوں کہا کہ یہ نہیں جاگے گی'' حارب نے کہا ''کہیں یہ...... کہیں یہ......''

''یہ زندہ ہے، سیمنگر نے جواب دیا ''لیکن برائے نام بس زندہ ہے''۔

حارب اب سیمنگر کو دیکھ رہا تھا سیمنگر پچاس سال پہلے سحر کدہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا لیکن اس وقت بھی وہ سولہ سال کا تھا ''تم...... کیا تم بھوت ہو؟'' حارب نے پوچھا۔

''نہیں میں ایک یاد ہوں'' سیمنگر نے کہا ''ایک یاد جسے پچاس سال پہلے ایک ڈائری میں محفوظ کر دیا گیا تھا'' اس نے مجسمے کے قدموں کے پاس پڑی سیاہ ڈائری کی طرف اشارہ کیا۔

یہ وہ ڈائری تھی جو حارب کو بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ میں ملی تھی۔ حارب کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ڈائری یہاں کیسے پہنچ گئی لیکن یہ خیال اسے صرف ایک لمحے کے لئے آیا، اس وقت اس کے سامنے بے حد سنگین مسائل تھے ''تمہیں میری مدد کرنی ہو گی سیمنگر'' اس نے سامرہ کا سر فرش سے اٹھاتے ہوئے کہا

''ہمیں اس کو یہاں سے نکالنا ہے۔ یہاں ایک خوفناک سنتار موجود ہے یہ نہیں معلوم کہاں مگر وہ کسی بھی وقت یہاں آ سکتا ہے پلیز میری مدد کرو......''

لیکن سیمنگر اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔

حارب نے جیسے تیسے سامرہ کو بیٹھنے کی پوزیشن میں دیوار سے لٹکایا پھر اپنی جادو کی چھڑی اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا......

مگر جادو کی چھڑی وہاں موجود نہیں تھی ''تم نے میری جادو کی چھڑی دیکھی......'' اس نے سر اٹھا کر سیمنگر کو دیکھا جو اسے گھور رہا تھا اس کے ہاتھ میں حارب کی جادو کی چھڑی تھی جسے وہ گھما رہا تھا۔

''شکریہ'' حارب نے چھڑی لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

سیمنگر کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ تھرکی۔ وہ اب بھی حارب کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی چھڑی گھمائے جا رہا تھا۔

''سنو سیمنگر ہمیں یہاں سے نکلنا ہے اگر سنتار آ گیا تو......'' حارب کے لہجے میں پریشانی تھی۔

''اسے جب تک بلایا نہ جائے، وہ نہیں آئے گا'' سیمنگر کے لہجے میں اطمینان تھا۔

''کیا مطلب؟'' حارب نے کہا ''سنو...... میری چھڑی مجھے دے دو مجھے اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے''۔

سیمنگر کی مسکراہٹ اور کشادہ ہو گئی ''تمہیں اس کی ضرورت نہیں پڑے گی''۔

تم کیسی باتیں کر رہے ہو......''

''میں نے اس لمحے کے لئے بہت طویل انتظار کیا ہے حارب چرخی'' سیمنگر نے کہا ''تم سے ملنے ......تم سے بات کرنے کے لئے''

اب حارب کا تحمل جواب دے رہا تھا ''تم شاید میری بات سمجھ نہیں رہے ہو اس وقت ہم حجرۂ بلا میں ہیں باتیں تو بعد میں بھی ہو سکتی ہیں''۔

''باتیں ابھی ہوں گی۔'' سیمنگر کی مسکراہٹ اور کشادہ ہو گئی۔ حارب کی چھڑی اس نے جیب میں رکھ لی۔

حارب اسے گھورنے لگا۔ یہ معاملہ عجیب رخ اختیار کرتا معلوم ہو رہا تھا۔ ''سارہ کا یہ حال کیسے ہوا؟'' اس نے آہستہ سے پوچھا۔

''یہ ایک دلچسپ سوال ہے۔'' سیمنگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''یہ ایک طویل کہانی ہے۔ بہرحال مختصر جواب یہ ہے کہ سامرہ نے ایک اجنبی کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھنے اور اپنے اندر کے راز ایک ایسے اجنبی کو سونپنے کی غلطی کی تھی، جسے وہ دیکھ ہی نہیں سکتی تھی۔''

''کیا کہہ رہے ہو تم؟ میری تو سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا ہے۔''

''یہ ڈائری...... میری ڈائری...... سامرہ اس میں مہینوں سے لکھتی رہی ہے۔ مجھے اپنے دکھ، اپنی پریشانیاں سناتی رہی ہے۔ کیسے اس کے بھائی اسے چھیڑتے ستاتے ہیں۔ کیسے اسے اسکول کے لیے سیکنڈ ہینڈ لبادہ اور کتابیں دلائی گئیں۔ کیسے...... ''سیمنگر کی آنکھیں چمکنے لگیں۔'' وہ سمجھتی ہے کہ مشہور و مقبول ہیرو، عظیم جادوگر حارب چرخی اسے کبھی پسند نہیں کرسکتا۔ اس سے محبت نہیں کرسکتا۔''

یہ سب کچھ کہتے ہوئے بھی سیمنگر کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی حارب کے چہرے سے نہیں ہٹی تھیں اور اسی کی نگاہوں میں عجیب سی گرسنگی تھی۔

''ایک گیارہ سال کی لڑکی کے مسائل سننا بہت بور کردینے والا کام ہے۔'' سیمنگر نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''لیکن میں نے تحمل کا ثبوت دیا۔ میں جواب میں لکھتا رہا...... ہمدردی کا اظہار کرتا رہا۔ میں اس کے لیے مہربان تھا۔ وہ سادگی سے مجھ سے محبت کرنے لگی۔ کوئی مجھے تمہاری طرح نہیں سمجھتا سیمنگر۔ کسی نے کبھی مجھے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ مجھے خوشی ہے کہ مجھے یہ ڈائری ملی۔ اس ڈائری کی صورت میں مجھے ایک ایسا ہمدرد اور راز دار دوست مل گیا جسے میں اپنی جیب میں رکھ کر گھوم سکتا ہوں دل کا ہر بوجھ ہلکا کرسکتی ہوں...... ''سیمنگر تمسخرانہ انداز میں ہنسنے لگا۔ اس ہنسی میں سرد مہری اور سفاکی تھی۔

حارب کو اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔

''حارب...... اپنے مطلب کے لوگوں کو ہٹانے پھنسانے کا ہنر مجھے خوب آتا ہے۔'' سیمنگر نے کہا ''چنانچہ سامرہ نے اپنی روح مجھے دے دی اور مجھے اس کی ضرورت تھی اس کے بہت اندر گہرائی میں پلنے والے خوف میری غذا تھے۔ میں ان سے طاقت حاصل کرتا رہا میری طاقت بڑھتی رہی، اس کے تاریک ترین راز میرے لئے طاقت کے انجیکشن تھے۔ میں طاقت ور ہوگیا مس قرولی سے زیادہ طاقت ور، اتنا طاقت ور کہ میں نے اپنے راز اس میں انڈیلنے شروع کردیئے، اپنی روح اس میں اتارنے لگا......''

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' حارب کا حلق بالکل خشک ہوچکا تھا۔

''تم اب بھی نہیں سمجھے حارب چرخی؟'' سیمنگر نے نرم لہجے میں پوچھا ''حجرہ بلا سامرہ قرولی نے کھولا ہے۔ اسکول میں پلے ہوئے مرغوں کو وہ ہلاک کرتی رہی ہے دیواروں پر وہ پیغام اس نے لکھے تھے سلجار کے سنتار کو چار دھر بتوں پر اس نے چھوڑا۔''

''نہیں...... نہیں......'' حارب نے سرگوشی میں کہا۔

''ہاں ہاں ابتدا میں اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ وہ کررہی ہے ہے نا مزے کی بات۔ کاش تم اس کی ڈائری کے تازہ اندراجات دیکھ سکتے۔ وہ دلچسپ سے دلچسپ تر ہوتے گئے...... ڈیرثام......'' سیمنگر نے حارب کے دہشت زدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے پرلطف لہجے میں بات جاری رکھی۔ میرا خیال ہے میں یادداشت کھو رہی ہوں۔ میرے لبادے پر مرغیوں کے پر ہی پر ملے۔ مجھے نہیں معلوم وہ کیسے مجھ تک پہنچے...... ڈیرثام مجھے یاد نہیں کہ شام اولیاء والی رات میں نے کیا کیا لیکن بعد میں پتا چلا کہ اس رات

فلیس کی بلی پر حملہ ہوا تھا اور میرے لبادے پر رنگ کے دھبے تھے...... ڈیرثام، پارس بھائی کہتے ہیں کہ میں پیلی پڑتی جارہی ہوں...... بلکہ میں سامرہ نہیں رہی۔ میرا خیال ہے انہیں مجھ پر شک ہے...... آج ایک اور اٹیک ہوا اور مجھے یاد نہیں کہ اس وقت میں کہاں تھی...... ثام، اب میں کیا کروں؟ کیا میں پاگل ہورہی ہوں؟...... ثام مجھے لگتا ہے کہ لوگوں پر حملے میں کررہی ہوں......''

''حارب کی مٹھیاں بھنچ گئی تھیں اس کے ناخن ہتھیلی میں گڑے جارہے تھے لیکن اسے احساس نہیں تھا۔

''اس احمق سامرہ کو بہت دیر میں احساس ہوا کہ ڈائری نہ اس کی دوست ہے نہ ہی قابل اعتبار ہے'' سیمنگر نے اپنی بات جاری رکھی ''بالآخر اسے شک ہوگیا اور تب اس نے ڈائری سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں تم منظر میں داخل ہوئے، ڈائری تمہیں مل گئی میری خوشی کی کوئی حد نہیں تھی، کتنے لوگ تھے، جنہیں ڈائری مل سکتی تھی مگر وہ تمہارے ہاتھ لگی تم...... جس سے ملنے کے لئے میں سب سے زیادہ بے تاب تھا۔

''دیکھو نا...... سامرہ نے مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ بتادیا تھا سیمنگر نے مزے لے کر کہا ''تمہاری داستانِ سحر انگیز'' اب وہ حارب کی پیشانی کے نشان کو بھوکی نظروں سے دیکھ رہا تھا'' میں جانتا تھا کہ مجھے تمہارے بارے میں بہت کچھ...... زیادہ سے زیادہ جاننا ہے تم سے ملنا...... تم سے باتیں کرنا میرے لئے بہت ضروری ہے سو میں نے تمہارا اعتماد حاصل کرنے کے لئے اس دیو قامت گدھے غسام کو پکڑوانے کا منظر دکھایا......''

''غسام میرا دوست ہے'' حارب کی آواز غصے سے لرز رہی تھی ''اور تم نے اسے پھنسایا تھا پہلے میرا خیال تھا کہ تم نے غلط فہمی میں ایسا کیا ہوگا لیکن......''

سیمنگر نے پھر ایک سفاکانہ قہقہہ لگایا ''غسام کے مقابلے میں ہیڈ ماسٹر کو میری بات زیادہ موثر لگی'' اس نے کہا ''غریب مگر ذہین، یتیم و بسیر مگر بہادر، مثالی طالب علم، اسکول کا پری فیکٹ سیمنگر شہوین کے مقابلے میں دیو قامت، بے وقوف غسام تھا۔ کس کی بات میں زیادہ اثر ہوسکتا تھا۔ اس کے باوجود مجھے حیرت ہوئی۔ کسی نے نہیں سوچا کہ غسام وارث سلجار ہو ہی نہیں سکتا۔ مجھے...... ذہین سیمنگر شہیون کو حجرہ بلا کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے میں پانچ برس لگے تھے۔ غسام جیسا احمق یہ سب کچھ مر کر بھی معلوم نہیں کرسکتا تھا۔

''ہاں...... تبدیلی ماہیت کا ٹیچر اخیار وہ واحد شخص تھا جو غسام کے بے قصور سمجھتا تھا۔ اس نے دیپاک کو قائل کیا کہ غسام کو رکھا جائے اور گیم کیپر کے لئے تربیت دی جائے۔ میرا خیال ہے اخیار نے میری اسکیم سمجھ لی تھی تمام ٹیچر میری قدر کرتے تھے لیکن اخیار مجھے ناپسند کرتا تھا......''

'' یقیناً پروفیسر اخیار نے تمہیں آر پار دیکھ لیا ہوگا۔ تمہاری اصلیت جان لی ہوگی'' حارب نے نفرت سے کہا۔

'' بہر حال غسام کے نکالے جانے کے بعد وہ مجھ پر نظر رکھنے لگا تھا'' سیمنگر نے کہا'' میں نے سمجھ لیا کہ اب جب تک اسکول میں ہوں، حجرہ بلا کھولنا میرے لئے محفوظ نہیں ہے لیکن میں نے اس راز کو جاننے کے لئے برسوں محنت کی تھی۔ اسے برباد تو نہیں کیا جا سکتا تھا چنانچہ میں نے اپنے سولہ سالہ وجود کو یاد کی شکل میں ڈائری میں محفوظ کر کے یہاں چھوڑ دیا۔ سوچا تھا کہ قسمت نے ساتھ دیا تو یہاں کسی ہونہار صالب علم کو اپنے نقش قدم پر چلاؤں گا۔ تا کہ القیس سلجار کا عظیم مشن پورا کیا جا سکے''۔

'' لیکن تم کامیاب نہیں ہوئے'' حارب نے فاتحانہ لہجے میں کہا'' اس بار کوئی مرا نہیں حتیٰ کہ بلی بھی نہیں مری۔ اب چند گھنٹوں میں دوا تیار ہو جائے گی اور وہ تمام لوگ شفایاب ہو جائیں گے''

'' میرا خیال ہے میں نے تمہیں نہیں بتایا کہ اب مجھے دھرپٹوں کو مارنے میں کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی ہے'' سیمنگر نے سرد لہجے میں کہا'' کئی مہینوں سے میرا تازہ ترین ہدف تم ہو''۔

حارب اسے دیکھتا رہ گیا۔

'' ذرا سوچو۔ تم سے رابطے کے بعد جب ایک دن ڈائری کھلی تو اس میں لکھنے والے تم نہیں تھے، سامرہ تھی مجھے کتنا غصہ آیا یہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس نے ڈائری تمہارے پاس دیکھی تو پریشان ہوگئی۔ اسے ڈر تھا کہ تم ڈائری کا طریقہ استعمال سیکھ لو گے تو میں تم پر اس کے تمام راز کھول دوں گا۔ اسے بتا دوں گا کہ مرغوں کو کون ہلاک کرتا رہا ہے اس لئے اس بے وقوف لڑکی نے موقع پا کر وہ ڈائری چرا لی۔ مگر مجھے معلوم تھا کہ مجھے کیا کرنا ہے میں جانتا تھا کہ تم سلجار کے وارث کے چکر میں ہو۔ سامرہ نے مجھے جو کچھ تمہارے بارے میں بتایا تھا، اس سے میں سمجھ سکتا تھا کہ اس اسرار کو سمجھنے کے لئے تم کسی بھی حد تک جا سکتے ہو۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ تمہاری بہترین دوست پر بھی حملہ ہو چکا ہے۔

سامرہ نے مجھے بتا دیا تھا کہ پورا اسکول یہ سرگوشیاں کر رہا ہے کہ تم ناگی لسان ہو۔

'' چنانچہ میں نے خود سامرہ سے وہ آخری پیغام لکھوایا...... اس کا الوداعی پیغام۔ اور اسے یہاں آنے اور انتظار کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور چیخی چلائی میں بور ہو گیا لیکن اس میں اب زیادہ جان نہیں رہ گئی ہے۔ اپنی ساری توانائی تو اس نے ڈائری میں منتقل کر دی تھی۔ اتنی توانائی کہ میں ڈائری کے صفحات سے یہ وجود لے کر نکل سکتا تھا۔ جب ہم یہاں آئے میں تمہاری آمد کا انتظار کرتا رہا ہوں، مجھے معلوم تھا کہ تم ضرور آؤ گے۔ میرے پاس بہت سے سوال ہیں حارب چمرخی، تم سے بہت کچھ پوچھنا ہے مجھے''

'' مثلاً؟'' حارب کی مٹھیاں اب بھی بھینچی ہوئی تھیں۔

'' مثلاً یہ کہ ایک ننھا سا بچہ جس کے پاس غیر معمولی جادوئی صلاحیتیں بھی نہیں تھیں، ہر عہد کے عظیم ترین جادوگر کو شکست دینے میں کیسے کامیاب ہو گیا، یہ کیسے ممکن ہوا کہ سخت ترین کالا جادو تمہیں بس پیشانی پر یہ معمولی سا زخم دے سکا جبکہ شرگیس کی تمام طاقتیں ختم ہو گئیں؟'' اس کی آنکھوں میں اب عجیب سی نا قابل فہم گرسنگی چمک رہی تھی۔

'' تمہیں میرے بچ جانے کی اتنی فکر کیوں ہے'' حارب نے آہستہ سے کہا'' شرگیس تو تمہارے بعد کا جادوگر تھا''

'' شرگیس میرا ماضی، میرا حال اور مستقبل ہے حارب چمرخی'' سیمنگر نے جیب سے حارب چمرخی کی چھڑی نکالی اور اسے فضا میں گھمایا۔ ہوا میں دہکتا ہوا اس کا نام ابھرا...... سیمنگر شہوین

سیمنگر نے پھر چھڑی گھمائی تو وہ نام بکھرا اور دہکتے ہوئے حرف میں تبدیل ہو گیا...... س ی م ن گ ر ش ہ و ی ن......

'' اب غور سے دیکھو'' سیمنگر نے کہا۔

اس نے پھر چھڑی گھمائی تو حروف کی ترتیب بدلنے لگی...... م ی ن ہ و ں ش گ ی س

اور چھڑی کی اگلی جنبش پر حروف اس ترتیب میں سمٹ کر لفظ بن گئے۔ میں ہوں شرگیس

'' اب تم سمجھے'' سیمنگر نے سرگوشی میں کہا'' یہ وہ نام ہے جو میں یہاں سحر کدہ میں استعمال کرتا رہا ہوں...... زمانہ طالب علمی میں بھی مگر صرف چند قریبی دوستوں کے سامنے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں اپنے باپ کا گندھا دھرپٹ نام استعمال کرتا، نہیں کبھی نہیں۔ میں جس کی رگوں میں القیس سلجار کا خون دوڑ رہا ہے...... ماں کی طرف سے سہی۔ میں ایک عام سا، گھٹیا دھرپٹ نام نہیں اپنا سکتا تھا۔ اس باپ کا نام جس نے مجھے میری پیدائش سے پہلے ہی چھوڑ دیا تھا۔ صرف اس بات پر کہ اسے پتا چل گیا تھا کہ اس کی بیوی، میری ماں جادوگرنی ہے۔ نہیں حارب۔ میں نے اپنے لئے وہ نام چنا جس کے بارے میں مجھے یقین تھا کہ ایک دن وہ جادو کی دنیا میں دہشت کی علامت بن جائے گا...... جسے لیتے ہوئے لوگ ڈریں گے۔ جو عظیم القیس سلجار سے صوتی ہم آہنگی رکھتا ہے...... القیس...... شرگیس''

حارب کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا دماغ جیسے ٹھٹھر گیا ہے...... کسی شکنجے میں جکڑ گیا وہ سیمنگر کو دیکھ رہا تھا...... یتیم و یسیر بچہ جس نے بڑے ہو کر بے شمار لوگوں کو...... خود اس کے والدین کو قتل کیا۔

'' مجھے معلوم تھا کہ میں اتنا بڑا نام بنوں گا اتنا بڑا جادوگر بنوں گا کہ مجھ سے پہلے کوئی اور نہیں بن سکا ہوگا'' سیمنگر نے کہا۔

'' لیکن ایسا ہوا نہیں'' حارب کے لہجے میں بے پناہ نفرت پھنکار رہی تھی۔

'' کیا بکتے ہو؟''

'' تم دنیا کے عظیم ترین جادوگر نہیں ہو'' حارب نے کہا'' مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں مایوس کر رہا

ہوں۔ لیکن دنیا کے عظیم ترین جادوگر کا نام اخیار ہے۔ سب یہی کہتے ہیں۔ جب تم طاقت ور تھے، تب بھی تمہاری مجال نہیں ہوئی کہ سحر کدہ پر قابض ہوسکو۔ تم کبھی اخیار سے نہیں الجھے اور آج بھی تم اس سے خوف زدہ ہو۔''

سیمنگر کے ہونٹوں سے مسکراہٹ کی تحریر مٹ گئی۔ وہ اچانک بدصورت اور مکروہ لگنے لگا۔ ''اخیار کو تو صرف میری معمولی سی یاد نے اس قلعے سے باہر نکال پھینکا ہے۔'' وہ پھنکارا۔

''یہ تمہارا خیال ہے۔ درحقیقت تم اخیار کو یہاں سے دونہیں کر سکتے ہو۔'' حارب نے کہا وہ صرف سیمنگر کو ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر جو کچھ وہ کہہ رہا تھا، اسے خود بھی اس پر یقین نہیں تھا۔

سیمنگر نے منہ کھولا، مگر اگلے ہی لمحے جیسے وہ جم کر رہ گیا۔

کہیں سے موسیقی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ سیمنگر نے گھوم کر ادھر اُدھر دیکھا۔ کمرا خالی تھا لیکن موسیقی کی آواز بلند تر ہو رہی تھی اور وہ کوئی غیر ارضی، ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ابھارنے والی دھن تھی۔ حارب کو اپنے سر کے بال کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔ اسے اپنے سینے میں دل بڑا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

موسیقی کا آہنگ اب اس حد کو پہنچ گیا تھا کہ اس کی گونج اب حارب کو اپنے سینے میں محسوس ہو رہی تھی او اچانک ہی قریب ترین ستون آگ کے شعلوں میں گھر گیا۔ سرخ رنگ کا ایک راج ہنس کی جسامت کا پرندہ نمودار ہوا۔ موسیقی کی وہ آواز اس کی تھی۔ اس کی چمک دار سنہری دم مور کی دم جتنی لمبی تھی۔ اس کے پنجے بھی چمک دار سنہرے تھے اور اس کے پنجوں میں ایک بنڈل سا دبا ہوا تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ پرندہ عین حارب کے اوپر پرواز کر رہا تھا۔ جو بنڈل اس نے پنجوں میں پکڑا ہوا تھا، اسے حارب کے قدموں میں گرا دیا۔ پھر وہ حارب کے کندھوں پر بیٹھ گیا۔ حارب نے دیکھا اس کی لمبی چونچ بھی سنہری تھی اور آنکھیں سیاہ تھیں۔

پرندے نے گانا موقوف کر دیا تھا۔ اب وہ اپنے پروں سے حارب کے رخسار کو سہلاتے ہوئے، سیمنگر کو دیکھے جا رہا تھا۔

''یہ..... یہ ققنس ہے۔''، سیمنگر نے کہا۔

''میں اسے پہچانتا ہوں۔'' حارب نے گہری سانس لی۔

پرندے نے بڑی نرمی سے اپنے پنجوں سے حارب کا کندھا پکڑ لیا تھا۔

''اور یہ.....''، سیمنگر نے بنڈل کی طرف اشارہ کیا۔ ''یہ اسکول کا پرانا ہیٹ ہے..... ہاؤس منتخب کرنے والا ہیٹ۔''

حارب نے غور کیا۔ واقعی وہ ہمارا پہلا اور بوسیدہ ہیٹ تھا۔

سیمنگر پھر ہنسنے لگا۔ وسیع و عریض کمرا اس کی بے رحمانہ ہنسی سے گونج رہا تھا۔ ''یہ مدد بھیجی ہے اخیار

نے،'' وہ مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔ ''ایک گانے والا پرندہ اور ایک بوسیدہ ہیٹ! کچھ تمہارا دل بڑا ہوا حارب چیرخی؟ کچھ تحفظ کا احساس بھی ہوا تمہیں؟''

حارب نے جواب نہیں دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ققنس اور ہیٹ اس کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن بہرحال ایک مثبت بات ہی تھی۔ اب وہ اکیلا نہیں تھا۔ اب وہ سیمنگر کی ہنسی رکنے کا انتظار کر رہا تھا۔

''اب کام کی بات ہو جائے چیرخی۔'' بالآخر سیمنگر نے کہا۔ ''دو بار..... تمہارے ماضی میں اور میرے مستقبل میں ہم مل چکے ہیں۔ دونوں بار میں تمہیں ختم کرنے میں ناکام رہا۔ تم بچے کیسے؟ یہ تم بتاؤ گے۔ جتنی دیر تم باتیں کرتے رہو گے، اتنی دیر تم بچے رہو گے۔''

حارب تیزی سے سوچ رہا تھا۔ اپنے امکانات کے بارے میں۔ اس کی جادو کی چھڑی سیمنگر کے قبضے میں تھی۔ ققنس اور ہیٹ اس کے قبضے میں تھے۔ لیکن لڑائی کی صورت میں وہ اس کی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ صورت حال اچھی نہیں تھی اور سیمنگر جب تک اپنے پیروں پر کھڑا تھا، سامرہ کے جسم سے توانائی نکلتی رہے گی..... سیمنگر کو ملتی رہے گی۔ کیونکہ سیمنگر کے وجود کے گرد جو خطوط کی شکل میں خاکہ سا تھا، وہ اب اور واضح ہو گیا تھا۔ اب وہ دھندلا نہیں، ٹھوس لگ رہا تھا۔ اس لیے حارب کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ سیمنگر سے بھڑنا ہی ہے تو جلد از جلد بھڑ جانے میں ہی بہتری ہے۔

''کسی کو نہیں معلوم کہ تم نے مجھ پر حملہ کیا تو تمہاری طاقتیں کیوں چھن گئیں۔'' بالآخر حارب نے کہا ''مجھے بھی نہیں معلوم۔ مگر میں یہ جانتا ہوں کہ تم مجھے ختم کیوں نہیں کر سکے۔ اس لیے کہ میری ماں مجھے بچاتے ہوئے مر گئی تھی۔ میری عام سی، دھرپٹ گھرانے میں پیدا ہونے والی ماں۔'' اب غصے میں اس کا جسم سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ ''ممتا کے زور پر میری ماں نے تمہیں ناکام بنا دیا..... اپنی جان قربان کر کے اور میں تمہیں حقیقت میں دیکھ چکا ہوں۔ پچھلے سال میں نے تمہیں دیکھا تھا۔ تمہارا جھنگے جیسا وجود..... تم تو بمشکل زندہ ہو۔ اور جس حال میں ہو، اس میں تمہیں انسان تو کہا ہی نہیں جا سکتا۔ تمہارے ہاں بے پناہ طاقتیں تھیں نا۔ سوچو کہ انہوں نے تمہیں کہاں پہنچایا..... کس حال میں۔ اب تم چھپے پھرتے ہو..... اپنا شرم ناک وجود لیے۔ تم بدصورت ہو..... تم ایک مذاق ہو..... خود اپنے لیے..... خود اپنے ساتھ۔''

سیمنگر کا چہرہ چٹخنے لگا۔ پھر وہ جیسے خود پر جبر کر کے مسکرایا۔ ''تو تمہاری ماں تمہاری جان بچاتے ہوئے مری۔ بے شک یہ جادو کا موثر ترین توڑ ہے۔ اب میں سمجھا۔ تو تم میں کوئی خاص بات نہیں۔ حارب چیرخی..... میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ میرے اور تمہارے درمیان عجیب مماثلت ہے۔ یقیناً تم نے بھی اس پر غور کیا ہوگا۔ ہم دونوں نیم دھرپٹ نیم جادوگر ہیں۔ دونوں یتیم ہیں۔ دونوں کو دھرپٹوں نے پالا پوسا اور شاید القیس سلجار کے بعد اس اسکول میں صرف ہم دو ہی ایسے آئے جو ناگی لسان تھے۔ ہم ایک جیسے لگتے ہیں۔ لیکن تمہیں صرف خوش قسمتی نے مجھ سے بچا لیا۔ بس یہی میں جاننا چاہتا تھا۔''

حارب اب کشیدہ اعصاب لیے منتظر تھا کہ اب سیمنگر چھڑی بلند کرے گا۔لیکن سیمنگر کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔ ''اب حارب چمرخی، میں تمہیں ایک چھوٹا سا سبق دوں گا۔ ہم ذرا القیس سلجار کے وارث شرگیس کی طاقتوں کا موازنہ اور مقابلہ ان بہترین ہتھیاروں سے کر کے دیکھیں جو اخیار نے اپنے شاگرد حارب چمرخی کے لیے بھیجے ہیں۔''

اس نے تمسخرانہ نظروں سے ققنس اور بوسیدہ ہیٹ کو دیکھا اور ستون کی طرف چل دیا۔

حارب خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کی ٹانگوں میں ہلکی سی لرزش تھی۔

سیمنگر نے سر اٹھا کر القیس سلجار کے مجسمے کے چہرے کو دیکھا۔ پھر اسکا منہ کھلا اور اس میں سے پھنکار نکلی۔

لیکن حارب سمجھ سکتا تھا کہ سیمنگر کیا کہہ رہا ہے۔وہ ناگی لسان میں بات کر رہا تھا۔

''سحر کدہ کے چار بڑوں میں عظیم ترین......اے القیس سلجار، مجھ سے بات کر۔''

حارب نے گھوم کر مجسمے کی طرف دیکھا۔ققنس اب بھی اس کے کندھے پر بیٹھا تھا۔

سلجار کا سنگی چہرہ حرکت کر رہا تھا۔حارب نے دہشت زدہ نظروں سے اس کے کھلتے...... مسلسل کھلتے منہ کو دیکھا وہ ایک بہت بڑا سیاہ سوراخ تھا۔

اور مجسمے کے منہ میں کوئی چیز حرکت کر رہی تھی۔کوئی بل کھاتی لہراتی چیز اس کے منہ کی گہرائی سے اوپر آ رہی تھی۔

حارب پیچھے ہٹا۔ یہاں تک کہ دیوار سے جا لگا۔اس نے آنکھیں بند کیں۔اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ ققنس پرواز کر رہا تھا۔حارب چیخ کر کہنا چاہتا تھا کہ مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔لیکن وہ جانتا تھا کہ اژدھوں کے بادشاہ سے ققنس کا کوئی مقابلہ نہیں۔

سنگی فرش پر کوئی بہت بھاری چیز گری۔ زمین لرزتی محسوس ہو رہی تھی۔حارب جانتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔آنکھیں بند ہونے کے باوجود وہ محسوس کر سکتا تھا کہ سلجار کے منہ سے برآمد ہونے والا سنتار اب اپنے بل کھول رہا ہے۔

پھر اس نے سیمنگر کی پھنکارتی آواز سنی۔ ''سنتار......ختم کر دے اسے۔''

سنتار اب حارب کی طرف بڑھ رہا تھا۔آنکھیں بند کیے کیے، حارب ادھر ادھر ہٹنے لگا۔وہ ہاتھوں سے آگے کی طرف ٹٹول ٹٹول کر آگے بڑھ رہا تھا۔سیمنگر دیوانہ وار قہقہے لگا رہا تھا۔

حارب کسی چیز سے الجھ کر گرا، چہرہ پتھریلے فرش سے ٹکرایا تو اس نے اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کیا۔آواز سے اندازہ ہوتا تھا کہ سنتار اس کے بہت قریب آ چکا ہے اور اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔

اس کے سر کے اوپر زبردست پھنکار ابھری۔ساتھ ہی کسی بھاری چیز نے حارب کو دیوار کی طرف

دھکیل دیا۔حارب اپنے جسم میں زہریلے دانتوں کے گھسنے کا منتظر تھا۔پھر مزید پھنکاریں ابھریں اور کوئی بھاری چیز ستون سے ٹکرائی۔

اب حارب برداشت نہیں کر سکتا تھا۔اس نے آنکھوں کو خفیف سا کھولا۔تا کہ دیکھ سکے کہ کیا ہو رہا ہے۔

وہ زہریلے سبز رنگ کا بہت بڑا اژدھا تھا......کسی بہت پرانے درخت کے تنے جتنا موٹا۔اس کا آدھا دھڑ فضا میں بلند تھا۔اس کا بہت بڑا سر ستونوں کے درمیان کسی شرابی کی ٹانگوں کی طرح ڈگمگا رہا تھا۔حارب کا جسم لرز رہا تھا۔وہ تیار تھا کہ اژدھے کا رخ اپنی طرف ہونے سے پہلے آنکھیں بند کر لے۔

مگر اسی وقت اسے نظر آ گیا کہ سنتار کی توجہ اس کی طرف کیوں نہیں ہے۔

اخیار کا ققنس فضا میں سنتار کے سر کے قریب اڑ رہا تھا۔سنتار بار بار اپنے بڑے بڑے زہریلے دانت نکال کر اس پر جھپٹتا مگر ققنس جھکائی دے جاتا۔

پھر ققنس نے غوطہ لگایا، اس کی سنہری چونچ نظروں سے اوجھل ہوئی اس کے ساتھ ہی فرش پر سیاہ خون فواروں کی شکل میں گرا۔سنتار کی دم کوڑے کی طرح لہرائی۔

حارب اس کی لپیٹ میں آنے سے بال بال بچا اور حارب کے آنکھیں بند کرنے سے پہلے ہی سنتار اس کی طرف گھوما۔اس کا منہ حارب کی نظروں کے ساتھ تھا، حارب نے دیکھا کہ اس کی چمکدار زرد آنکھوں میں سوراخ ہو چکے تھے۔اور ان سے سیاہ خون نکل رہا تھا وہ ققنس کا کارنامہ تھا۔سنتار اب اذیت کے عالم میں ادھر ادھر سر پٹخ رہا تھا۔

''نہیں...... پرندے کو چھوڑ دے'' حارب نے ناگی لسان میں سیمنگر کی دہاڑ سنی ''پرندے کو چھوڑ دے۔لڑکا تیرے پیچھے ہے تو سونگھ سکتا ہے اسے ختم کر دے''۔

اندھا سنتار یوں جھول رہا تھا جیسے کچھ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔اندھا ہونے کے باوجود وہ خطرناک تھا، گاتا ہوا ققنس اس کے سر کے عین اوپر چکرا رہا تھا، وہ بار بار اس کے سر اور منہ پر ٹھونگیں مارتا۔سیاہ خون اب بھی فواروں کی طرح ابل رہا تھا۔

''د د د کرو......میری مدد کرو'' حارب چلایا ''کوئی ہے میری مدد کرو''

سنتار کی دم کوڑے کی طرح لپکی، حارب نے پھرتی سے ہٹتے ہوئے خود کو بچایا، اس وقت کوئی نرم چیز اس کے چہرے سے ٹکرائی۔

وہ سحر کدہ کا بوسیدہ ہیٹ تھا، جو سنتار کی دم کی گردش سے اچھل کر حارب کے چہرے سے ٹکرایا اور اس کی گود میں آ گرا تھا۔حارب نے جلدی سے اسے سر پر رکھ لیا۔اسی لمحے سنتار کی دم پھر گردش میں آئی، اس بار حارب نے فرش پر لیٹ کر خود کو بچایا۔

"مدد کرو...... میری مدد کرو" حارب پھر چلایا۔ اس کی آنکھیں اب ہیٹ کے نیچے چھپ گئی تھیں "پلیز میری مدد کرو"۔

جواب میں کوئی آواز نہیں آئی، ہاں...... ہیٹ اچانک جیسے سکڑ گیا اور کوئی بہت بھاری اور سخت چیز حارب کے سر سے ٹکرائی...... اتنے زور سے کہ اس کی آنکھوں میں ستارے ناچ گئے، اس نے ہیٹ کو اتارا ہیٹ کے نیچے سر پر کوئی چیز تھی اس نے اسے تھام لیا۔

وہ چمکتی ہوئی چاندی کی تلوار تھی، جس کے دستے میں مرغی کے انڈے جتنے بڑے یاقوت جڑے ہوئے تھے...... اور چمک رہے تھے۔

"پرندے کو چھوڑ، لڑکے کو ختم کردے" سیمنگر اب بھی پھنکار رہا تھا۔ "وہ تیرے پیچھے ہے سونگھ ......سونگھ اسے......"

حارب اٹھ کھڑا ہوا اب وہ تیار تھا سنتار کا سر اب نیچے آرہا تھا۔ اس کے بل کھل رہے تھے، اس کا منہ حارب کے سامنے تھا، اس کی لہولہان آنکھیں...... اس کا خوفناک دہانہ جو حارب کو بہ آسانی سے نگل سکتا تھا، اس کے تلوار جیسے پتلے چمکتے ہوئے زہریلے دانت......

وہ اندھا دھند جھپٹا، حارب نے جھکائی دی، سنتار کا منہ دیوار سے ٹکرایا، اس کی دوشاخہ زبان حارب کی کمر سے ٹکرائی۔ حارب نے تلوار کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر بلند کیا......

سنتار پھر جھپٹا اس بار اس کا نشانہ درست تھا حارب نے اپنے جسم کا پورا زور تلوار پر ڈالا اور اسے دست تک سنتار کے منہ پر گاڑ دیا۔

گرم خون نے حارب کے بازو کو بھگو ڈالا لیکن اپنی کہنی کے اوپر اسے انگارے جیسا درد محسوس ہوا۔ ایک لمبا زہریلا ڈنگ اس کے بازو میں اتر رہا تھا...... اترتا جا رہا تھا۔ سنتار تڑپ اور مچل رہا تھا، ڈنگ حارب کے بازو میں ہی رہ گیا۔

حارب پھسلا اس نے اسے دوسرے ہاتھ سے بازو میں سے وہ ڈنک نکالا جو اس کے جسم میں زہر پھیلا رہا تھا، مگر وہ جانتا تھا کہ تاخیر ہو چکی ہے سفید آتشی درد لہر در لہر اس کے بازو سے جسم میں پھیل رہا تھا۔ اس نے ڈنک پھینکتے ہوئے دیکھا کہ اس کا اپنا خون اس کے لبادے کو بھگو رہا ہے۔ ساتھ ہی اس کی نظر دھندلانے لگی۔

ایک سرخ دھبہ سا تیرتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا، پروں کی پھڑ پھڑاہٹ بھی تھی "ققنس...... شکریہ" اس نے کمزور آواز میں کہا "تم نے زبردست کام دکھایا" اسے احساس ہوا کہ ققنس نے اپنا سر اُس کے بازو پر اُس جگہ رکھ دیا ہے جہاں سنتار نے ڈنگ گڑا تھا۔

گونجتے قدموں کی چاپ سنائی دی اور ایک سایہ اُس کے قریب آ بیٹھا۔ "تم مر رہے ہو حارب

چرخی" سیمنگر کی آواز دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی" اخیار کے پرندے نے بھی یہ بات سمجھ لی ہے، جانتے ہو وہ کیا کر رہا ہے، وہ رو رہا ہے چرخی"۔

حارب نے پلکیں جھپکائیں۔ ققنس دھندلا دھندلا اسے دکھائی دے رہا تھا اور واقعی...... اس کی آنکھوں سے موتی جیسے موٹے موٹے آنسو ٹپک رہے تھے۔

"میں یہاں بیٹھ کر تمہیں مرتے ہوئے دیکھوں گا حارب چرخی، مجھے کوئی جلدی نہیں" سیمنگر نے بے رحمی سے کہا۔

حارب کو چکر آرہے تھے، ہر چیز گھومتی محسوس ہو رہی تھی۔

"تو یہ ہے مشہور زمانہ حارب چرخی کا اختتام" سیمنگر کی آوز جیسے بہت دور سے آرہی تھی" حجرۂ بلا کی تنہائی میں، دوستوں سے دور، خدائے تیرگی کے ہاتھوں جسے اس نے نادانی میں چیلنج کیا تھا۔ حارب...... ا تم اپنی دھرپٹ ماں سے جا ملو گے۔ اس نے تمہیں بارہ سال کی مہلت دلا دی تھی لیکن آخر کار شرگیس نے تمہیں آ دبوچا......"

حارب سوچ رہا تھا...... اگر یہ موت ہے تو اتنی بری بھی نہیں ہے۔ اب تو درد بھی محسوس نہیں ہو رہا ہے......

لیکن کیا وہ مر رہا ہے حجرۂ بلا تاریک ہونے کے بجائے صاف اور روشن اور واضح نظر آرہا تھا۔

حارب نے سر جھٹکا، ققنس اب بھی اس کے بازو پر سر لگائے بیٹھا تھا۔ زخم اس کے موتی جیسے آنسوؤں سے چمک رہا تھا لیکن نہیں...... اب تو وہاں زخم تھا ہی نہیں۔

"بھاگ اے پرندے...... بھاگ" سیمنگر نے کہا "ہٹ جا یہاں سے۔ میں کہہ رہا ہوں، بھاگ جا......"

حارب نے سر اٹھا کر دیکھا سیمنگر اس کی جادو کی چھڑی ققنس پر تان رہا تھا، ایک دھماکہ سا ہوا...... اور ققنس پھر پرواز کر رہا تھا......

"ققنس کے آنسو...... اوہ...... میں تو بھول ہی گیا تھا۔ ہاں شفا بخشی کی طاقت ہوتی ہے اس کے آنسوؤں میں" سیمنگر نے غور سے حارب کے چہرے کو دیکھا "لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ میں تو اسے ہی ترجیح دوں گا کہ اپنا کام آپ کروں۔ حارب چرخی بمقابلہ شرگیس...... دوبدو" اس نے چھڑی بلند کی۔

پروں کی پھر پھڑاہٹ پھر ابھری...... قریب آئی۔ اس بار ققنس نے حارب کی گود میں کچھ گرایا اس نے دیکھا وہ ڈائری تھی۔

ایک لمحہ کو وہ دونوں...... حارب اور سیمنگر ڈائری کو گھورتے رہے، سیمنگر کا چھڑی والا ہاتھ جہاں تھا،

وہیں رک گیا تھا، پھر بغیر سوچے سمجھے، بغیر کسی ارادے کے حارب نے فرش پر پڑا ہوا سنتار کا ڈنک اٹھایا اور اسے پوری طاقت سے ڈائری کے قلب میں گھونپ دیا۔

سماعت کو چھید دینے والی ایک خوفناک چیخ بلند ہوئی۔ ڈائری میں سے روشنائی کا فوارہ پھوٹا۔ حارب کے ہاتھ اس میں نہا گئے، ادھر سیمنگر فرش پر گر کر تڑپنے...... ہاتھ پیر چلانے لگا۔ وہ بری طرح سے چلا بھی رہا تھا۔

پھر وہ غائب ہو گیا حارب کی چھڑی فرش پر گر گئی۔ اب ڈائری سے قطرہ قطرہ ٹپکتی روشنائی کی آواز کے سوا وہاں کوئی آواز نہیں تھی۔ زہریلے ڈنک نے ڈائری میں ایک بہت بڑا سوراخ کر دیا تھا۔

لرزتا ہوا حارب فرش سے اٹھا اس کا سر گھوم رہا تھا، اس نے اپنی چھڑی اور سحر کدہ کا ہیٹ اٹھایا پھر بہت زور لگا کر اس نے سنتار کے حلق میں گڑی ہوئی تلوار نکالی۔

اس لمحے ایک کراہ سنائی دی، سامرہ کے جسم میں حرکت ہوئی، حارب اس کی طرف لپکا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی او تعجب خیز نظروں سے اس منظر کا جائزہ لے رہی تھی کبھی وہ مرے ہوئے سنتار کو دیکھتی اور کبھی حارب کو جس کا لبادہ خون میں تر ہو رہا تھا اور کبھی ڈائری کو جو حارب کے ہاتھ میں تھی۔

پھر اچانک اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ”حارب...... اوہ حارب...... میں اس روز ناشتے کے وقت تمہیں بتانا چاہتی تھی“ اس نے کہا ”لیکن پارس بھائی کے سامنے کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ وہ میں تھی حارب...... میں...... لیکن دانستہ نہیں شہوین نے مجھے مجبور کر دیا تھا۔ وہ مجھ پر قابض ہو گیا تھا اور...... تم نے اس بلا کو کیسے ختم کر دیا...... یہ...... یہ سانپ...... اور شہوین کہاں ہے، مجھے جو آخری بات یاد ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اس کو ڈائری کے صفحات سے باہر آتے دیکھا تھا......“

”سب ٹھیک ہے سامرہ“ حارب نے اسے ڈائری کا سوراخ دکھایا ”شہوین ختم ہو چکا ہے...... اور سنتار بھی۔ دیکھو...... چلو اب ہمیں نکلنا ہے......“

”مجھے اسکول سے نکال دیا جائے گا“ سامرہ رو رہی تھی حارب نے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا ”مجھے سحر کدہ میں آنے کا کتنا شوق تھا مگر اب میں نکال دی جاؤں گی، ممی ڈیڈی کیا کہیں گے......“

قفنس ان کا منتظر تھا حارب سامرہ کو سہارا دے کر باہر لایا، ان کے باہر آتے ہی دروازہ ایک چھنکار کے ساتھ بند ہو گیا۔

تاریک سرنگ میں چند منٹ چلنے کے بعد حارب کو وہ آواز سنائی دی جیسے کوئی بھاری چٹانوں کو سرکانے کی کوشش کر رہا ہو ”رامس“ حارب نے پکارا۔

”سامرہ خیریت سے ہے میں اسے ساتھ لایا ہوں“۔

رامس کے حلق سے چہکار سی نکلی، پھر چٹانوں کے درمیان موکھے سے اس کا چہرہ نظر آیا۔

اب حارب بھی چٹانیں ہٹا رہا تھا بالآخر ایک دروازہ سا بن گیا۔ رامس نے ہاتھ پکڑ کر سامرہ کو دوسری طرف کھینچ لیا ”سامرہ...... تم زندہ ہو، مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ کیا ہوا تھا؟“ وہ سامرہ کو لپٹا رہا تھا۔

مگر سامرہ نے اسے پرے دھکیل دیا، وہ رو رہی تھی۔

”تم بالکل...... بالکل ٹھیک ہو سامرہ“ رامس خوشی سے بے حال تھا ”ارے...... یہ پرندہ کہاں سے آیا؟“ اس نے قفنس کو دیکھتے ہوئے کہا جو اڑتا ہوا خلا سے اس طرف آیا تھا۔

”یہ پروفیسر اخیار کا قفنس ہے“ حارب نے خلا میں سے اس طرف آتے ہوئے کہا۔

”اور یہ تمہارے پاس تلوار کہاں سے آ گئی؟“ رامس نے حیرت سے کہا۔

”بعد میں بتاؤں گا، پہلے یہاں سے نکلنے کی فکر کرو“ حارب نے کن اکھیوں سے سامرہ کو دیکھا۔

”لیکن......“

”بعد میں“ حارب کے خیال میں سامرہ کے سامنے رامس کو یہ بتانا کہ حجرہ بلا کون کھولتا تھا، بے حد نامناسب بات تھی، قفلیس کہاں ہے؟“ اچانک اسے خیال آیا۔

”وہاں“ رامس نے اشارہ کیا ”چل کر دیکھ لو۔ اس کا برا حال ہے“

وہ لوگ چلتے ہوئے پائپ کے دہانے پر پہنچے، وہاں قفلیس دلدر فرش پر بیٹھا آپ ہی آپ گائے جا رہا تھا۔

”اس کی یادداشت گم ہو گئی ہے میری چھڑی کا کمال ہے کہ اس کا منتر الٹ گیا، ہم پر اثر ہونے کے بجائے یہ خود لپیٹ میں آ گیا، اب اسے کچھ بھی یاد نہیں...... یہ کون ہے؟ کہاں ہے اور ہم کون ہیں، اسے کچھ معلوم نہیں“۔

قفلیس نے سر اٹھا کر حارب کو دیکھا ”ہیلو“ اس نے خوش دلی سے کہا ”یہ عجیب سی جگہ ہے نا؟ کیا تم یہاں رہتے ہو؟“

”نہیں“ رامس نے جواب دیا۔

حارب جھک کر بڑے پائپ کے اندر جھانکنے لگا ”یہ بھی سوچا کہ واپس کیسے جائیں گے؟“ اس نے رامس سے پوچھا۔

رامس نے نفی میں سر ہلایا۔ مگر قفنس حارب کے سر کے اوپر معلق تھا اور پر پھڑپھڑا رہا تھا۔ حارب بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”اس کے انداز سے لگتا ہے کہ یہ تمہیں اپنے پنجوں سے لٹکنے کی دعوت دے رہا ہے“ رامس نے حارب سے کہا ”لیکن ایک پرندہ اتنا بوجھ کیسے اٹھا سکتا ہے“

حارب کو اخیار کی بات یاد آ گئی آنسوؤں کی شفا بخشی کا کرشمہ تو وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا ”قفنس کوئی عام پرندہ نہیں ہے“ اس نے کہا ”ہمیں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا ہوگا۔ سامرہ تم رامس کا ہاتھ پکڑو، رامس تم قفلیس......“

”یہ تمہارے بارے میں کہہ رہا ہے“ رامس نے تیز لہجے میں قفلیس سے کہا جو ہونق لگ رہا تھا۔

حارب نے تلوار اور ہیٹ کو اپنی بیلٹ میں اڑس لیا۔ پھر اس نے ققنس کی دم کو مضبوطی سے پکڑ لیا، جو غیر معمولی طور پر گرم ہو رہی تھی۔ رامس نے حارب کے لبادے کو تھاما اور دوسرے ہاتھ سے سامرہ کا ہاتھ۔ سامرہ کے دوسرے ہاتھ کو پکڑ کر ققفلیس لٹک گیا۔

اگلے ہی لمحے وہ پائپ میں اوپر کی سمت پرواز کر رہے تھے۔

وہ سفر محض چند لمحوں کا تھا چند لمحے بعد وہ چاروں بسورتی مورتی کے ٹوائلٹ کے گیلے فرش پر پڑے تھے، اور ان کے اوپر آتے ہی سنک اپنی جگہ پر چلا گیا تھا اور خفیہ پائپ چھپ گیا تھا۔

مورتی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تت......تم......تم زندہ ہو؟''

''اتنا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں'' حارب نے اپنے لبادے کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

''میں تو بس یونہی سوچ رہی تھی کہ اگر تم مر گئے تو میں تمہیں بخوشی اپنے ٹوائلٹ میں جگہ دوں گی'' مورتی نے شرماتے ہوئے کہا۔

وہ لوگ تاریک راہداری میں نکل آئے۔ رامس نے مسخرے پن سے کہا'' حارب، لگتا ہے بسورتی مورتی تمہیں پسند کرنے لگی ہے، لو بھئی اب اپنی سامرہ بلا مقابلہ منتخب نہیں ہو سکے گی''۔

لیکن سامرہ اب بھی روئے جا رہی تھی۔

''اب کہاں چلیں'' رامس نے سامرہ کو دیکھتے ہوئے پرتشویش لہجے میں پوچھا۔

حارب نے اشارہ کیا ققنس ان کی رہنمائی کر رہا تھا، وہ اس کے پیچھے چلتے رہے، یہاں تک کہ پروفیسر دل بست کے دراوزے پر پہنچ گئے۔

حارب نے دروازے پر دستک دی اور پھر دروازے کو دھکیلا......

☆......☆......☆......☆

ایک لمحہ وہاں خاموشی رہی۔

حارب، رامس، سامرہ اور ققفلیس دروازے میں کھڑے تھے کیچڑ اور غلاظت میں لت پت جبکہ حارب کا لبادہ خون سے تر رہا تھا۔

پھر اچانک ایک چیخ بلند ہوئی'' سامرہ!''

وہ مسز قرولی تھیں جو دروازہ کھلنے سے پہلے آتش دان کے سامنے بیٹھی رو رہی تھیں، وہ اٹھیں اور دروازے کی طرف لپکیں۔ مسٹر قرولی ان کے پیچھے تھے ان دونوں نے بیٹی کو اپنی باہوں میں بھر لیا۔

حارب کی نظریں ان کے پیچھے جمی تھیں، جہاں مینٹل پیس کے پاس پروفیسر اخیار کھڑا مسکرا رہا تھا اس کے برابر پروفیسر دل بست کھڑی تھی اور گہرے گہرے سانس لے رہی تھیں۔ اس کا ہاتھ اپنے سینے پر تھا، جیسے اس نے دل تھام رکھا ہو۔

ققنس اڑا اور اخیار کے کندھے پر جا بیٹھا۔

اس وقت مسز قرولی نے حارب اور رامس کو لپٹا لیا وہ انہیں محبت سے بھینچ رہی تھیں'' تم نے اسے بچا لیا! بچا لیا! کیسے؟'' ان کا لہجہ ہذیانی تھا۔

''میرا خیال ہے یہ بات تو سبھی جاننا چاہتے ہیں'' پروفیسر دل بست کے لہجے میں نقاہت تھی۔

مسز قرولی نے حارب کو چھوڑ دیا حارب ایک لمحہ ہچکچایا، پھر آگے بڑھا اور سحر کدے کا ہیٹ میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے یاقوت جڑی تلوار اور تباہ شدہ ڈائری بھی میز پر رکھ دی۔

پھر وہ سب کچھ بتانے لگا تقریباً پندرہ منٹ تک وہ بولتا رہا۔ کمرے میں سانسوں کی آواز کے سوا کوئی آواز نہیں تھی۔ حارب نے سب سے پہلے اس آواز کے متعلق بتایا جو صرف وہ سنتا رہا تھا جو کسی اور کو سنائی نہیں دی تھی۔ پھر مینا نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ سنتار کی آواز ہے، اور پائپوں میں سے آتی ہے کیسے اس نے اور رامس نے ممنوعہ جنگل میں مکڑیوں کا تعاقب کیا تھا، وہاں اراگوگ نے انہیں بتایا تھا کہ پچھلی بار جولڑکی سلجاری بلا کا شکار ہوئی تھی وہ باتھ روم میں مری تھی اور یہ جاننے کے بعد انہوں نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ بسورتی مورتی ہوگی۔ اور یہ کہ حجرۂ بلا میں داخلے کا راستہ یقیناً اس باتھ روم میں ہی ہوگا۔

وہ چند لمحے کے لئے خاموش ہوا تو پروفیسر اخیار نے کہا'' واہ......تو اسکول کے سینکڑوں ضابطوں کی دھجیاں اڑانے کے بعد تمہیں اندازہ ہو گیا کہ حجرۂ بلا کا دروازہ کہاں ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم سب وہاں سے زندہ نکلنے میں کامیاب کیسے ہوئے؟''

تب حارب نے انہیں ققنس کی آمد کے بارے میں بتایا اور کس طرح ہیٹ سے اسے تلوار ملی، اب اس کی آواز لڑکھڑانے لگی۔ اب تک اس نے سیمنگر کی ڈائری اور سامرہ کے بارے میں زبان نہیں کھولی تھی، سامرہ اس کے پیچھے اپنی ماں کے کندھے سے سر ٹکائے کھڑی تھی، آنسو اب بھی اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ حارب کو خوف آنے لگا کہیں سامرہ کو اسکول سے نہ نکال دیا جائے۔ حجرہ بلا کا دروازہ تو بہر حال اسی نے کھولا تھا اور سیمنگر کی ڈائری اب بے کار ہو چکی تھی، وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے تھے کہ سامرہ سیمنگر کی معمول بن گئی تھی اور اس نے جو کچھ کیا تھا سیمنگر کے مجبور کرنے پر کیا تھا۔

جبلی طور پر حارب نے اخیار کی طرف دیکھا اخیار کے ہونٹوں پر دبی دبی مسکراہٹ لرزی'' مجھے سب سے زیادہ دلچسپی یہ جاننے میں ہے کہ شرگیس نے سامرہ کو کیسے قابو کیا جبکہ میرے ذرائع یہ بتاتے ہیں کہ وہ اس وقت افریقہ کے جنگل میں چھپا بیٹھا ہے'' اس نے کہا۔

سکون کی، طمانیت کی لہر حارب کے وجود میں دوڑ گئی۔ وہ مطمئن ہو گیا کہ اخیار بے خبر نہیں ہے لہٰذا سامرہ کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔

''کی......کیا مطلب؟'' مسٹر قرولی پریشان ہو گئے'' کیا سامرہ نام چیپ کے زیر اثر تھی؟ نہیں......یہ کیسے......کیا واقعی؟''

"یہ اس کی ڈائری ہے" حارب نے ڈائری اٹھا کر اخیار کو دکھائی "یہ اس نے اس وقت لکھی تھی جب وہ سولہ سال کا تھا اور یہاں تعلیم حاصل کر رہا تھا"۔

اخیار نے حارب سے ڈائری لی اور اس کے جلے جھلسے ہوئے صفحات کو سونگھنے لگا "شاندار...... زبردست" اس نے نرم لہجے میں کہا "بلاشبہ سحر کدہ میں اس سے زیادہ ذہین اور ہونہار طالب علم کبھی نہیں آیا" وہ مسٹر اور مسز قرولی کی طرف پلٹا جو بہت پریشان اور وحشت زدہ نظر آرہے تھے "بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ شرگیس کا نام سیمنگر شہوین تھا، پچاس سال پہلے وہ اس سحر کدہ میں مجھ سے پڑھتا تھا۔ اسکول چھوڑ کے بعد وہ گھوما پھرا، اس نے بے شمار سفر کئے بدقسمتی سے اس نے خود کو کالے جادو کی دلدل میں دھنسالیا۔ اور اس نے تبدیلی ماہیت کے بے شمار خطرناک مرحلوں سے خود کو گزارا۔ چنانچہ جب وہ کالے جادوگر شرگیس کی حیثیت سے ابھرا تو کوئی اسے پہچان نہیں سکا۔ کسی نے نہیں سوچا کہ سحر کدہ کا خوبرو اور ذہین سیمنگر ہی شرگیس ہے......"

"لیکن سامرہ...... ہماری سامرہ کا اس سے کیا تعلق......؟"

"ا...... اس کی ڈا...... ڈائری" سامرہ نے سسکیوں کے درمیان کہا "پورے سال میں اس ڈائری میں لکھتی رہی اور وہ بھی جواب تحریر کرتا رہا......"

"سامرہ کیا میں نے تمہاری اچھی تربیت نہیں کی؟" مسٹر قرولی نے سخت لہجے میں کہا "میں نے تمہیں ہمیشہ بتایا کہ جو چیز خود سوچنے والی ہو اس پر کبھی اعتبار مت کرنا۔ تم نے اس ڈائری کے بارے میں مجھے یا اپنی ممی کو کیوں نہیں بتایا۔ ایسی مشکوک چیز تمہیں سمجھ لینا چاہئے تھا کہ وہ سو فی صد کالے جادو سے متعلق ہے"۔

"مم...... مجھے نہیں معلوم، مجھے تو ممی نے کتابیں دلائیں، یہ ڈائری ان میں ہی تھی میں سمجھی یہ کسی نے استعمال ہی نہیں کی ہے۔ اس میں کچھ بھی نہیں لکھا تھا"۔

"مس قرولی کو فوری طور پر اسپتال جانا ہے" اخیار نے مداخلت کی۔ اس کے لہجے میں قطعیت تھی۔

"یہ بڑی ابتلا سے گزری ہے اور اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی اس سے بڑے اور جہاں دیدہ جادوگر بھی شرگیس کا شکار ہوتے رہے ہیں یہ تو بچی ہی ہے" اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا "لڑکی...... تمہیں آرام کی سخت ضرورت ہے اور گرم گرم چاکلیٹ سے تمہیں بہت فائدہ ہوگا۔ جاؤ شاباش، وہاں مادام حاذق سنتار کے شکار لوگوں کو دوا دے رہی ہوں گی"۔

"تو مینا ٹھیک ہو جائے گی نا؟" رامس نے پوچھا۔

"سب لوگ ٹھیک ہو جائیں گے، انہیں دیرپا اور مستقل نقصان نہیں پہنچا تھا"۔

مسٹر اور مسز قرولی سامرہ کے ساتھ باہر چلے گئے دونوں اب تک شاک کی سی کیفیت میں تھے۔

"دل بست...... میں سمجھتا ہوں کہ آج دعوت ہونی چاہئے" اخیار نے کہا "تم ذرا جا کر کچن والوں کو ہدایات دے آؤ"

"جی مطلب یہ کہ میں چمرخی اور قرولی سے نمٹنے کا کام آپ پر چھوڑ دوں" دل بست نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم ٹھیک سمجھیں"

پروفیسر دل بست چلی گئیں اب حارب اور رامس ڈر رہے تھے، اخیار نے کہا تھا کہ انہوں نے جی بھر کے اسکول کے ضابطہ پامال کئے ہیں، تو اب انہیں اس کی سزا بھی ملے گی، مگر کیسی سزا......

"تم دونوں کو یاد ہوگا میں نے کہا تھا کہ اب تم نے اسکول کے کسی ضابطے کی خلاف ورزی کی تو میں تمہیں اسکول سے نکالنے پر مجبور ہو جاؤں گا" اخیار نے کہا۔

وہ دونوں اور نروس ہو گئے۔

"اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مضبوط سے مضبوط آدمی کو بھی کبھی نہ کبھی اپنی بات سے پیچھے ہٹنا پڑتا ہے" اخیار مسکرایا "تم دونوں کو اسکول کے لئے اہم خدمات انجام دینے پر خصوصی ایوارڈز دیئے جائیں گے اور ہاں افقار ہاؤس کے لئے تم دونوں کی طرف سے دو سو پوائنٹ فی کس ملیں گے"

رامس کا چہرہ اس کے بالوں کی طرح سرخ ہو گیا۔

"لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص اس خطرناک ایڈونچر کے بارے میں خاموش ہے" اخیار نے کہا "کیا بات ہے دلدر، تم اتنے منکسر المزاج کیسے ہو گئے؟"

حارب چونکا اسے قفلیس کے بارے میں بتانے کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا، قفلیس ایک کونے میں کھڑا تھا، اس کے ہونٹوں پر مخصوص مسکراہٹ تھی، اخیار نے اسے پکارا تو اس نے ادھر ادھر دیکھا، اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اخیار کس سے مخاطب ہے۔

پروفیسر اخیار حجرۂ بلا میں ایک حادثہ پیش آیا تھا" "پروفیسر قفلیس......" حارب نے کہا۔

"اوہ...... تو میں پروفیسر ہوں" قفلیس نے حیرت سے کہا "میں تو خود کو ناکارہ سمجھتا ہوں، کیا یہ سچ ہے؟"

انہوں نے ہمارے لئے یادداشت ختم کرنے کا منتر پڑھا تھا وہ انہی پر الٹا ہو گیا" رامس نے وضاحت کی۔

"افوہ......" اخیار نے کہا "تم اپنی ہی تلوار پر گر گئے دلدر"۔

"تلوار؟" قفلیس نے حیرت سے کہا "میرے پاس کوئی تلوار نہیں، ہاں اس لڑکے کے پاس ہے"

اس نے حارب کی طرف اشارہ کیا "ضرورت ہے تو اس سے مانگ لو"۔

"تم پروفیسر قفلیس کو اسپتال لے جاؤ" اخیار نے رامس سے کہا "مجھے حارب سے کچھ بات کرتی ہے......"

قفلیس مسکرایا اور رامس کے ساتھ چل دیا۔

دروازہ بند ہوا تو اخیار کرسی پر جا بیٹھا "تم بھی بیٹھ جاؤ حارب" اس نے کہا۔

حارب بیٹھ گیا لیکن وہ نروس ہو رہا تھا۔

"سب سے پہلے تو حارب میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہا ہوں" اخیار نے کہا اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ تم نے حجرۂ بلا میں مجھ سے اپنی وفاداری ثابت کی ...... حقیقی وفاداری اس کے بغیر میرا ققنس فاؤکس کبھی تمہارے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا"۔

فاؤکس اتر کر اخیار کے گھٹنے پر آ بیٹھا۔ اخیار اس کا سر تھپتھپانے لگا۔

"تو تم سیمنگر شہوین سے ملے۔ میرا اندازہ ہے کہ اسے تم میں بہت زیادہ دلچسپی......"

اچانک حارب کو کچھ یاد آیا "پروفیسر...... اس نے کہا تھا کہ میرے اور اس کے درمیان عجیب طرح کی مماثلت ہے......"

"اچھا یہ کہا اس نے؟ اور تمہارا کیا خیال ہے حارب؟"

"میں نہیں سمجھتا کہ میں اس جیسا ہوں" حارب نے بلند آواز میں کہا "میرا مطلب ہے کہ میں افقار میں ہوں۔ میں......" وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا اس کے ذہن میں شک کے کنکھجورے سرسرانے لگے تھے، ایک لمحے بعد اس نے دوبارہ بات شروع کی۔ "پروفیسر سحر کدہ میں پہلے دن ہیٹ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں سلجار میں کامیاب رہوں گا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ دن پہلے سب مجھے سلجار کا وارث سمجھ رہے تھے کیونکہ میں ناگی لسان ہوں"۔

"تم ناگی لسان اس لئے ہو حارب چرخی کیونکہ سلجار کا وارث شرگیس ناگی لسان ہے" اخیار نے پر سکون لہجے میں کہا "میرا خیال ہے جس رات اس نے تمہیں ختم کرنے کی کوشش کی اور اس کی طاقتیں زائل ہوئیں، تو تمام طاقتیں زائل نہیں ہوئیں۔ تم شیر خوار بچے تھے اس کی کچھ طاقتیں تمہیں منتقل ہو گئیں۔ اس کے ارادے سے نہیں، کسی خود کا کیمیائی عمل کے ذریعے، مجھے یقین ہے اس بات کا"۔

"یعنی شرگیس نے اپنے وجود کا ایک حصہ مجھے منتقل کر دیا؟" حارب نے بدمزگی سے کہا۔

"ایسا ہی لگتا ہے"۔

"تب تو مجھے سلجار میں ہونا چاہیے تھا۔ ہیٹ نے میرے اندر سلجاری دیکھ لی تھیں۔ اس نے......"

"تمہیں افقار میں بھیج دیا۔" اخیار نے اُس کی بات مکمل کر دی۔ "میری بات سنو حارب۔ تم میں بہت سی صلاحیتیں ایسی ہیں جو القیس سلجار نے اپنے چنے گئے شاگردوں میں منتقل کی تھیں۔ تم ناگ لسان

ہو۔ مستقل مزاج ہو۔ موقعے سے فائدہ اٹھانا جانتے ہو۔ ضابطوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس کے باوجود ہیٹ نے تمہیں افقار میں بھیج دیا۔ اب خود سوچو۔ کیوں؟"

"صرف اس لئے کہ میں افقاری بننا چاہتا تھا" حارب کے لہجے میں شکست خوردگی تھی۔ "میں نے کہا کہ میں سلجار میں نہیں جانا چاہتا......"

"بالکل درست۔ اس لئے تم سیمنگر سے مختلف ہو۔ فیصلہ ہمارا اپنا ہوتا ہے صلاحیتیں اپنی جگہ، اہمیت اس بات کی ہے کہ کون ان صلاحیتوں کو کس انداز میں استعمال کرانا چاہتا ہے۔ چالاکی کو مثبت انداز میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور منفی انداز میں بھی۔ ہر صلاحیت خوبی بھی بن سکتی ہے اور خرابی بھی" اخیار نے گہری سانس لی۔

"تم خالص افقاری ہو، میں تمہیں اس کا ثبوت دیتا ہوں، ذرا غور سے دیکھو" اخیار نے یاقوت جڑی تلوار اٹھا کر اسے دی۔

حارب نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا اس کے یاقوت جگمگا رہے تھے، پھر اچانک اسے دستے پر حروف چمکتے نظر آئے...... گودری افقار

"صرف اور صرف ایک سچا افقاری اس ہیٹ سے تلوار نکال سکتا تھا، یہ گودری افقار کی تلوار ہے حارب" اخیار نے سادگی سے کہا۔

کچھ دیر خاموشی رہی، پھر اخیار نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے کاغذ اور قلم نکالا "حارب اب تمہیں اچھے کھانے اور ایک بہت اچھی نیند کی ضرورت ہے، تم دعوت میں جاؤ، مجھے ابھی قیفات خط بھیجنا ہے کہ ہمیں 'اپنا گیم کیپر واپس چاہئے اور مجھے اشتہار بھی تیار کرنا ہے جادو نیوز میں چھپوانے کے لئے کیونکہ ہمیں کالے جادو کے دفاع کے ٹیچر کی ضرورت ہے، اس مضمون کا کوئی ٹیچر ٹکتا ہی نہیں ہے"۔

حارب دروازے کی طرف بڑھا، اس نے دروازے کے لٹو کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور فاسد جھگڑال کھڑا نظر آیا، اس کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا اس کے ہاتھ کے نیچے پٹیوں میں جکڑا ہوا ڈوبی تھا۔

"گڈ ایوننگ جھگڑال" اخیار نے خوش گوار لہجے میں کہا۔

حاسد جھگڑال حارب کو نظر انداز کر کے کمرے میں داخل ہوا، ڈوبی اس کے لبادے کا نچلا سرا تھامے اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ دہشت زدہ لگ رہا تھا "تو تم واپس آ گئے؟" حاسد نے تند لہجے میں کہا "گورنروں نے تمہیں معطل کیا تھا مگر تم ان کے حکم کو نظر انداز کر کے واپس چلے آئے"۔

"اب تم ہی سوچو جھگڑال" اخیار نے پر سکون لہجے میں کہا "گیارہ گورنروں نے آج مجھ سے رابطہ کیا

"تم پروفیسر قفلیس کو اسپتال لے جاؤ" اخیار نے رامس سے کہا "مجھے حارب سے کچھ بات کرتی ہے......"

قفلیس مسکرایا اور رامس کے ساتھ چل دیا۔

دروازہ بند ہوا تو اخیار کرسی پر جا بیٹھا "تم بھی بیٹھ جاؤ حارب" اس نے کہا۔

حارب بیٹھ گیا لیکن وہ نروس ہو رہا تھا۔

"سب سے پہلے تو حارب میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہا ہوں" اخیار نے کہا اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ تم نے حجرۂ بلا میں مجھ سے اپنی وفاداری ثابت کی...... حقیقی وفاداری اس کے بغیر میرا ققنس فاؤکس کبھی تمہارے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا"۔

فاؤکس اتر کر اخیار کے گھٹنے پر آ بیٹھا۔ اخیار اس کا سر تھپتھپانے لگا۔

"تو تم سیمنگر شہوین سے ملے۔ میرا اندازہ ہے کہ اسے تم میں بہت زیادہ دلچسپی......"

اچانک حارب کو کچھ یاد آیا "پروفیسر...... اس نے کہا تھا کہ میرے اور اس کے درمیان عجیب طرح کی مماثلت ہے......"

"اچھا یہ کہا اس نے؟ اور تمہارا کیا خیال ہے حارب؟"

"میں نہیں سمجھتا کہ میں اس جیسا ہوں" حارب نے بلند آواز میں کہا "میرا مطلب ہے کہ میں افقار میں ہوں۔ میں......" وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا اس کے ذہن میں شک کے کنکھجورے سرسرانے لگے تھے، ایک لمحے بعد اس نے دوبارہ بات شروع کی۔ "پروفیسر سحر کدہ میں پہلے دن ہیٹ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں سلجار میں کامیاب رہوں گا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ دن پہلے سب مجھے سلجار کا وارث سمجھ رہے تھے کیونکہ میں ناگی لسان ہوں"۔

"تم ناگی لسان اس لئے ہو حارب چرخی کیونکہ سلجار کا وارث شرگیس ناگی لسان ہے" اخیار نے پرسکون لہجے میں کہا "میرا خیال ہے جس رات اس نے تمہیں ختم کرنے کی کوشش کی اور اس کی طاقتیں زائل ہوئیں، تو تمام طاقتیں زائل نہیں ہوئیں۔ تم شیرخوار بچے تھے اس کی کچھ طاقتیں تمہیں منتقل ہو گئیں۔ اس کے ارادے سے نہیں، کسی خود کا کیمیائی عمل کے ذریعے، مجھے یقین ہے اس بات کا"۔

"یعنی شرگیس نے اپنے وجود کا ایک حصہ مجھے منتقل کر دیا؟" حارب نے بدمزگی سے کہا۔

"ایسا ہی لگتا ہے"۔

"تب تو مجھے سلجار میں ہونا چاہیے تھا۔ ہیٹ نے میرے اندر سلجاری دیکھ لی تھیں۔ اس نے......"

"تمہیں افقار میں بھیج دیا۔" اخیار نے اُس کی بات مکمل کر دی۔ "میری بات سنو حارب۔ تم میں بہت سی صلاحیتیں ایسی ہیں جو القیس سلجار نے اپنے چنے گئے شاگردوں میں منتقل کی تھیں۔ تم ناگ لسان

ہو۔ مستقل مزاج ہو۔ موقعے سے فائدہ اٹھانا جانتے ہو۔ ضابطوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس کے باوجود ہیٹ نے تمہیں افقار میں بھیج دیا۔ اب خود سوچو۔ کیوں؟"

"صرف اس لئے کہ میں افقاری بننا چاہتا تھا" حارب کے لہجے میں شکست خوردگی تھی۔ "میں نے کہا کہ میں سلجار میں نہیں جانا چاہتا......"

"بالکل درست۔ اس لئے تم سیمنگر سے مختلف ہو۔ فیصلہ ہمارا اپنا ہوتا ہے صلاحیتیں اپنی جگہ، اہمیت اس بات کی ہے کہ کون ان صلاحیتوں کو کس انداز میں استعمال کرانا چاہتا ہے۔ چالاکی کو مثبت انداز میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور منفی انداز میں بھی۔ ہر صلاحیت خوبی بھی بن سکتی ہے اور خرابی بھی" اخیار نے گہری سانس لی۔

"تم خالص افقاری ہو، میں تمہیں اس کا ثبوت دیتا ہوں، ذرا غور سے دیکھو" اخیار نے یاقوت جڑی تلوار اٹھا کر اسے دی۔

حارب نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا اس کے یاقوت جگمگا رہے تھے، پھر اچانک اسے دستے پر حروف چمکتے نظر آئے...... گودری افقار

"صرف اور صرف ایک سچا افقاری ہی اس ہیٹ سے تلوار نکال سکتا تھا، یہ گودری افقار کی تلوار ہے حارب" اخیار نے سادگی سے کہا۔

کچھ دیر خاموشی رہی، پھر اخیار نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے کاغذ اور قلم نکالا "حارب اب تمہیں اچھے کھانے اور ایک بہت اچھی نیند کی ضرورت ہے، تم دعوت میں جاؤ، مجھے ابھی قیفات خط بھیجنا ہے کہ ہمیں 'اپنا گیم کیپر واپس چاہئے اور مجھے اشتہار بھی تیار کرنا ہے جادو نیوز میں چھپوانے کے لئے کیونکہ ہمیں کالے جادو کے دفاع کے ٹیچر کی ضرورت ہے، اس مضمون کا کوئی ٹیچر ٹکتا ہی نہیں ہے"۔

حارب دروازے کی طرف بڑھا، اس نے دروازے کے لٹو کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور فاسد جھگڑال کھڑا نظر آیا، اس کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا اس کے ہاتھ کے نیچے پٹیوں میں جکڑا ہوا ڈوبی تھا۔

"گڈ ایوننگ جھگڑال" اخیار نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

حاسد جھگڑال حارب کو نظر انداز کر کے کمرے میں داخل ہوا، ڈوبی اس کے لبادے کا نچلا سرا تھامے اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ دہشت زدہ لگ رہا تھا "تو تم واپس آ گئے؟" حاسد نے تند لہجے میں کہا "گورنروں نے تمہیں معطل کیا تھا مگر تم ان کے حکم کو نظر انداز کر کے واپس چلے آئے"۔

"اب تم ہی سوچو جھگڑال" اخیار نے پرسکون لہجے میں کہا "گیارہ گورنروں نے آج مجھ سے رابطہ کیا

یوں سمجھو کہ مجھ پر الوؤں کی برسات ہوگئی، انہیں پتا چلا کہ ابریق قردلی کی بیٹی جو یہاں طالبہ تھی ماری گئی ہے، انہوں نے مجھ سے فوری طور پر واپس آنے کی التجا کی۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ اسکول چلانے کے لئے مجھ سے بہتر کوئی آدمی نہیں۔ انہوں نے مجھے عجیب عجیب کہانیاں سنائیں، کچھ کا کہنا تھا کہ تم نے انہیں دھمکی دی تھی کہ اگر انہوں نے مجھے معطل کرنے کے حکم نامے پر دستخط نہ کئے تو تم ان کے اہل خانہ پر بدترین کالا جادو کرو گے''۔

حاسد کا چہرہ اور زرد ہوگیا لیکن اس کی آنکھیں اب بھی شعلے اگل رہی تھیں ''تو کیا تم حملوں کا سلسلہ روکنے میں کامیاب ہوگئے؟'' اس نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔ ''تم نے مجرم کو پکڑ لیا؟''

''ہاں''

''کون ہے وہ؟''

''وہیں جو پچھلی بار بھی یہ جرم کر کے گیا تھا'' اخیار نے کہا ''فرق صرف اتنا ہے کہ اس بار شرگیس کسی کو استعمال کر رہا تھا...... اپنی جادوئی ڈائری کی مدد سے'' اس نے سوراخ والی سیاہ ڈائری بلند کر کے حاسد کو دکھائی، وہ بڑے غور سے حاسد کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

لیکن حارب کی پوری توجہ ڈوبی پر تھی، ڈوبی جو کچھ کر رہا تھا وہ عجیب تھا، وہ معنی خیز نظروں سے حارب کو دیکھ رہا تھا اور انگلی سے ایک بار وہ ڈائری کی طرف اشارہ کرتا اور دوسری بار حاسد جھگڑال کی طرف اور اس کے بعد وہ اپنے سر پر گھونسے برسانے لگتا۔

''اوہ...... میں سمجھا'' حاسد نے اخیار سے کہا۔

''منصوبہ بہت چالاکی سے تیار کیا گیا تھا'' اخیار نے حاسد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا ''کیونکہ اگر حارب چمرخی......'' اس نے حارب کی طرف اشارہ کیا ''......اور اس کے دوست رامس کو یہ ڈائری نہ مل گئی ہوتی تو الزام بے چاری سامرہ قردلی کے سر جاتا۔ کوئی ثابت نہ کر پاتا کہ اس نے جو کچھ کیا محض ایک معمول کی حیثیت سے کیا......''

حاسد جھگڑال خاموش تھا اس کا چہرہ بے تاثر ہوگیا تھا جیسے کوئی ماسک۔

''اور سوچو کہ اس کے بعد کیا ہوتا، قردلی فیملی ہمارے ہاں کی خالص خون والی نمایاں ترین فیملی ہے۔ ابریق قردلی اور اس کے دھرپٹ تحفظ ایکٹ کا کیا حشر ہوتا، اس کی اپنی بیٹی پر دھرپٹ گھرانوں سے تعلق رکھنے والے طلباء طالبات کے قتل کا الزام ہوتا۔ خوش قسمتی سے یہ ڈائری مل گئی اور اس میں سے سیمنگر شہوین کی یادیں پوری طرح مٹا دی گئیں۔ ایسا نہ ہوتا تو نجانے اس کے کتنے خوفناک نتائج برآمد ہوتے''۔

''واقعی...... یہ تو قسمت نے ساتھ دیا'' حاسد نے کہا کچھ تو کہنا تھا۔

ڈوبی اب بھی وہی حرکت دہرائے جا رہا تھا پہلے ڈائری کی طرف اشارہ، پھر حاسد جھگڑال کی طرف اشارہ اور اس کے بعد اپنے سر پر گھونسوں کی بارش......''

اچانک بات حارب کی سمجھ میں آ گئی، اس نے ڈوبی کو اشارے سے بتایا کہ وہ سمجھ گیا ہے پھر وہ حاسد جھگڑال کی طرف مڑا ''مسٹر جھگڑال، آپ یہ نہیں جاننا چاہیں گے کہ یہ ڈائری سامرہ قردلی تک پہنچی کیسے؟''

حاسد چونک کر اس کی طرف مڑا ''مجھے کیسے معلوم کہ ڈائری اس احمق لڑکی تک کیسے پہنچی'' اس نے چڑچڑے پن سے کہا۔

''آپ کو معلوم ہے کیونکہ یہ ڈائری آپ ہی نے اسے دی تھی'' حارب نے کہا ''جادو گلی میں کتابوں کی دکان پر آپ نے اس کی تبدیلی ماہیت کی سیکنڈ ہینڈ کتاب اٹھائی تھی اور واپس اسے دینے سے پہلے یہ ڈائری اس میں چھپا دی تھی''۔

حاسد جھگڑال کی مٹھیاں بھینچ گئیں ''یہ بات ثابت کرو'' وہ پھنکارا۔

''ارے نہیں جھگڑال ثابت کوئی نہیں کر سکتا'' اخیار نے کہا اس کے ہونٹوں پر تاؤ دلانے والی مسکراہٹ تھی ''خاص طور پر اس صورت میں کہ سیمنگر کا وجود اس ڈائری سے مٹ چکا ہے لیکن میں تمہیں ایک مشورہ ضرور دوں گا جھگڑال اب شرگیس کی زمانہ طالب علمی کی چیزیں مت بانٹتے پھرنا، اب ایسی کوئی چیز کسی معصوم کے ہاتھوں میں گئی تو ابریق قردلی اس کا تعلق تم سے ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا......''

حاسد چند لمحے کھڑا رہا، اس کا ہاتھ بار بار لبادے کی طرف لپکتا تھا جیسے اپنی جادو کی چھڑی نکالنا چاہتا ہو مگر پھر وہ اپنے غلام بونے کی طرف مڑا ''ڈوبی...... ہم یہاں سے جا رہے ہیں''۔

اس نے دروازہ کھولا ڈوبی اس کے پیچھے گیا تو اس نے ڈوبی کو زوردار ٹھوکر رسید کی۔ کاریڈور سے ڈوبی کی نفرت بھری چیخیں سنائی دیتی رہیں۔

حارب چند لمحے کھڑا ذہن پر زور دیتا رہا، پھر بات اس کی سمجھ میں آ گئی ''پروفیسر...... کیا میں ڈائری حاسد جھگڑال کو دے سکتا ہوں''۔

''یقیناً حارب لیکن جلدی کرو اور دعوت کو بھول نہ جانا''۔

حارب نے ڈائری لی اور جھپٹ کر کمرے سے نکلا۔ ڈوبی کی اذیت میں ڈوبی کی چیخیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں۔ حارب یہ سوچ رہا تھا کہ کیا اس کا منصوبہ کامیاب رہے گا۔ اس نے اپنا ایک جوتا اتارا پھر اپنا لتھڑا بدبودار موزہ اتارا اور ڈائری کو اس میں ٹھونس دیا۔ اس کے بعد پوری رفتار سے ڈوبی کی آواز کی طرف بھاگا۔

وہ سیڑھیوں پر تھے کہ اس نے انہیں جالیا ''مسٹر جھگڑال'' اس نے ہانپتے ہوئے کہا ''آپ کے لئے کوئی چیز ہے میرے پاس'' یہ کہہ کر اس نے زبردستی وہ بدبودار موزہ حاسد جھگڑال کو تھما دیا۔

''یہ کیا ذلیل......'' حاسد نے موزہ پھاڑ کر ڈائری نکالی، پھر دونوں چیزوں کو فرش پر پھینک دیا، وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا، کبھی وہ فرش پر پڑی ڈائری کو دیکھتا اور کبھی حارب کو ''حارب چمرخی کسی نہ کسی دن تمہارا حشر بھی تمہارے ماں باپ کا سا ہوگا'' اس نے نرم لہجے میں کہا ''وہ دونوں بھی تمہاری طرح غیر متعلق معاملات میں ٹانگ اڑانے کی حماقت کرتے تھے'' یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے پلٹا ''چلو ڈوبی...... میں نے کہا، چلو''۔

لیکن ڈوبی اپنی جگہ سے نہیں ہلا، وہ حارب کا سڑا ہوا موزہ سینے سے لگائے کھڑا تھا جیسے وہ کوئی انمول خزانہ ہو ''آقا نے ڈوبی کو موزہ دیا'' وہ استعجاب اور حسرت کے ملے جلے لہجے میں کہہ رہا تھا ''آقا نے یہ ڈوبی کو دیا ہے''۔

''کیا......'' حاسد غرایا ''کیا بکواس کر رہے ہو تم؟''

''ڈوبی کو موزہ دیا گیا'' ڈوبی کے لہجے میں بے یقینی تھی ''آقا نے پھینکا۔ ڈوبی نے لے لیا اب ڈوبی آزاد ہے''۔

حاسد جھگڑال اپنی جگہ ٹھٹھر کر رہ گیا، وہ ڈوبی کو گھور رہا تھا پھر وہ حارب پر جھپٹا ''تم نے مجھے میرے غلام بونے سے محروم کر دیا لڑکے''۔

لیکن ڈوبی نے چیخ کر کہا ''اے...... تم حارب چمرخی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے'' اس کے لہجے میں اب حاسد کے لئے احترام نہیں تھا بلکہ حقارت تھی۔

اور اس کے ساتھ ہی دھماکے سے حاسد کے قدم اکھڑے اور وہ سیڑھیوں سے لڑھکنے لگا۔ لینڈنگ پر ڈھیر ہونے کے بعد وہ اٹھا، اس کا چہرہ غصے سے کانپ رہا تھا، اس نے اپنی چھڑی نکالی......

مگر اسی لمحے ڈوبی نے تنبیہی انداز میں اس کی طرف انگلی اٹھائی اور گرج کر کہا ''بس اب تم چلے جاؤ، تم حارب چمرخی کو چھوؤ گے بھی نہیں، چلے جاؤ''۔

حاسد جھگڑال چند لمحے ان دونوں کو گھورتا رہا، پھر وہ تیز قدموں سے چلتا ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

''حارب چمرخی نے ڈوبی کو آزادی دلا دی'' ڈوبی خوشی سے چلایا ''حارب چمرخی نے ڈوبی کو غلامی سے نجات دلا دی''

''جو میرے بس میں تھا میں نے کیا'' حارب نے مسکراتے ہوئے کہا ''بس تم ایک وعدہ کرو آئندہ کبھی میری جان بچانے کی کوشش نہیں کرو گے''۔

ڈوبی کے دانت نکل پڑے۔ وہ حارب کا وہ سڑا ہوا موزہ اپنے جسم پر چڑھا رہا تھا۔

''مجھے ایک بات بتاؤ ڈوبی'' حارب نے کہا ''تم نے کہا تھا کہ اس معاملے کا نام چپ سے کوئی تعلق نہیں۔ یاد ہے نا؟ لیکن......''

''وہ ایک اشارہ تھا عالی مرتبت'' ڈوبی مسکرایا ''نام کی تبدیلی سے پہلے کالے جادوگر کو نام چپ کوئی نہیں کہتا تھا، سب آزادی سے اس کا نام لیتے تھے سمجھے آپ؟''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو'' حارب منمنایا۔ درحقیقت وہ کیسا رہا تھا ''اچھا اب مجھے دعوت میں جانا ہے میری دوست مینا بھی ٹھیک ہو چکی ہوگی''۔

ڈوبی حارب کی ٹانگوں سے لپٹ گیا ''حارب چمرخی ڈوبی کے اندازے سے کہیں زیادہ عظیم ہے'' اس نے سسکتے ہوئے کہا ''الوداع حارب چمرخی...... ڈوبی کے نجات دہندہ!''

اور حارب کے پاؤں چوم کر ڈوبی رخصت ہو گیا۔

☆......☆......☆......☆

سحر کدہ میں ہر دعوت زبردست ہوتی تھی مگر یہ دعوت بے مثال تھی تمام شرکاء نائٹ ڈریس میں تھے اور رات بھر جشن منایا جاتا رہا، حارب کو تین باتوں سے بہت زیادہ خوشی ہوئی کون سی خوشی زیادہ بڑی تھی اس کا فیصلہ کرنا اس کے لئے مشکل تھا۔

ایک تو وہ لمحہ جب مینا یہ چیختی ہوئی اس کی طرف لپکی، تم نے یہ معما حل کر لیا، تم نے سلجار کے وارث سے نجات دلا دی اسکول کو۔

اور دوسرا لمحہ وہ تھا جب پشتار کی میز سے جالود خلجی اس کی طرف دیوانہ وار آیا وہ اس کے ہاتھ بار بار چوم رہا تھا اور معذرت کر رہا تھا کہ اس نے اس پر شک کر کے بڑی زیادتی کی۔ ''مجھے معاف کر دو حارب چمرخی''۔

اور تیسرا لمحہ وہ تھا جب رات ساڑھے تین بجے غسام ہال میں داخل ہوا اور اس نے اپنے ایک کندھے پر حارب اور دوسرے پر رامس کو بٹھا لیا۔

پھر اس کے اور رامس کے چار سو پوائنٹس کی بدولت افقار ہاؤس نے مسلسل دوسری بار ہاؤس کپ جیتنے کا اعزاز حاصل کیا، پروفیسر دل بست نے اعلان کیا کہ امتحانات منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ یہ طلبا طالبات کے لئے سخت اور خوف زدہ کر دینے والا سال گزارنے کا انعام تھا، مینا کے لئے وہ بڑا صدمہ تھا۔

پروفیسر اخیار نے اعلان کیا کہ قفلس دلدر اپنی یادداشت کی بحالی کے لئے ملک سے باہر جا رہے ہیں، اس لئے اگلے تعلیمی سال میں سحر کدہ ان کی خدمات سے محروم رہے گا۔ اس پر سب نے زبردست تالیاں بجائیں، بعض اساتذہ بھی تالیاں بجانے والوں میں شامل تھے۔

☆......☆......☆......☆

چھٹیوں تک کا باقی عرصہ بہت خوش گوار تھا، سحر کدہ میں سب کچھ نارمل ہو چکا تھا، کالے جادو کے خلاف دفاع کی کلاسیں منسوخ کر دی گئی تھیں، مینا اس پر متاسف ہوئی تو رامس نے کہا "میں اور حارب تو اس کی عملی مشق بھی کر چکے ہیں"۔

"لیکن میں تو محروم رہ گئی" مینا نے کہا۔

ایک اچھی خبر تھی حاسد جھگڑال کو اسکول کے گورنر کے عہدے سے معزول کر دیا گیا تھا، اس سے فاسد جھگڑال کے رویے میں فرق پڑا تھا، پہلے تو اس کا انداز ایسا ہوتا تھا جیسے اسکول اس کے باپ کی جاگیر ہے۔

دوسری طرف سامرہ قرولی بہت خوش وخرم نظر آنے لگی تھی۔

پھر بالآخر واپسی کا وقت آ گیا۔ سحر کدہ ایکسپریس میں حارب، رامس، مینا، فارغ، جامد اور سامرہ نے ایک کمپارٹمنٹ پر قبضہ کر لیا، سفر کے وہ چند گھنٹے بہت خوش گوار تھے۔

پھر اسٹیشن پر اترنے سے پہلے حارب کو کچھ یاد آیا "سامرہ...... یہ تو بتاؤ تم نے پارس کو کس حال میں دیکھا تھا کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تم کس کو بتاؤ"۔

"ارے وہ......" سامرہ کھلکھلا کر ہنس دی "بات یہ ہے کہ پارس بھائی کی ایک گرل فرینڈ ہے"۔

فارغ کے ہاتھوں سے کتابوں کو بنڈل چھوٹ کر جامد کے سر پر گرا "کیا...... کیا کہہ رہی ہو سامرہ؟" اس کے لہجے میں بے یقینی تھی "کون ہے وہ بدنصیب؟"

"وہ منقاری پری فیکٹ...... حباب اشکر ہے۔ پارس بھائی پچھلی گرمی کی چھٹیوں میں اسی کو دھڑا دھڑ خط بھیجا کرتے تھے، اب بھی وہ دونوں یہاں چھپ چھپ کر ملتے رہے ہیں میں نے ایک دن انہیں ساتھ دیکھ لیا تھا...... اکیلے میں ملتے۔ پارس بھائی تو پریشان ہو گئے اور اب مینا پر حملہ ہوا تو ان کی تو حالت پاگلوں کی سی ہو گئی" سامرہ کہتے کہتے رکی۔ پھر متوحش ہو کر بولی "تم لوگ پارس بھائی کو چھیڑنا مت"۔

"ارے نہیں" فارغ نے بے حد خوش ہو کر کہا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا" جامد نے قہقہہ لگایا، پھر گانے لگا "پارس پتھر میں جونک لگی......"

سحر کدہ ایکسپریس کی رفتار کم ہونے لگی، بالآخر وہ رک گئی، حارب نے قلم اور کاغذ نکالا اور رامس اور مینا کی طرف مڑا "یہ جو میں تمہیں دے رہا ہوں، یہ ٹیلی فون نمبر کہلاتا ہے" اس نے نمبر لکھ کر ان دونوں کو دیا "پچھلے سال میں نے تمہارے ڈیڈی کو اس کا طریقہ استعمال بتایا تھا وہ تمہیں سمجھا دیں گے، تم روفی والا فون کر کے مجھ سے بات کرنا، ورنہ صرف ڈوڈی کے ساتھ دو ماہ گزار کر تو میں پاگل ہو جاؤں گا، ٹھیک ہے"۔

"تمہارے خالہ خالو کو تمہارے کارنامے کا پتا چلے گا تو وہ تم پر فخر کریں گے" مینا نے کہا۔

"پاگل ہو گئی ہو" حارب نے کہا "ارے وہ یہ سوچ کر غصے سے پاگل ہو جائیں گے کہ اس دوران میں مر سکتا تھا لیکن بچ گیا"۔

وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دھرپٹوں کی دنیا میں کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے......

☆......☆......☆......☆